عمران سیریز
آپریشن ہائی رسک
ظہیر احمد

پیش لفظ

محترم قارئین۔ السلام علیکم!

میری دوسری کاوش "آپریشن ہائی رسک" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پہلی کہانی "کرسٹل بلٹ" جس کا پیش لفظ میرے قابل محترم استاد اور ہردلعزیز مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے صاحب نے تحریر کیا تھا جس پر میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

"کرسٹل بلٹ" کو آپ لوگوں نے جس قدر پسند کیا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے ابھی تک بے شمار خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ آپ کی پسندیدگی اور تعریفی خطوط نے مجھے جو پذیرائی بخشی ہے اس کے لئے میں آپ سب کا بے حد مشکور ہوں۔

زیر نظر کہانی بھی پہلی کہانی کی طرح اپنے اندر بے پناہ سسپنس، مزاح اور نان سٹاپ ایکشن سموئے ہوئے ہے۔ کافرستان جس نے پاکیشیا اور پاکیشیا کی پندرہ کروڑ عوام کو اپنی نئی ایجاد "تھنڈر فلیش" سے تباہ کرنے کا انوکھا اور انتہائی بھیانک منصوبہ بنا لیا تھا۔ اس بھیانک سازش کی اطلاع جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ملی تو غصے اور نفرت سے ان کے خون کھول اٹھے۔ کافرستان نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو منصوبے کی کامیابی تک پاکیشیا میں ہی روکنے اور انہیں ہلاک کرنے کے لئے ریڈ سٹارز نامی ایک خوفناک تنظیم پاکیشیا بھیج دی۔ جس نے آتے ہی پے در پے خوفناک حملے کر کے

عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے جال میں پھنسالیا اور پھر کافرستان اپنی ایجاد کو پاکیشیا کی سمندری حدود میں لے آیا تھا۔ پھر ایک جان لیوا ایکشن اور غارت گری کا ایسا طوفان اٹھ کھڑا ہوا جسے روکنا کسی کے بس میں نہ رہا تھا۔ پھر عمران نے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ آخر کار کافرستانی حکام کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ عمران کے ہوتے ہوئے وہ پاکیشیا کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کہانی کا انوکھا اور منفرد پلاٹ آپ کو یقیناً بے حد پسند آئے گا۔ کہانی میں نان سٹاپ ایکشن اور سسپنس کے ساتھ ساتھ آپ کو مزاح بھی پڑھنے کو ملے گا جو آپ کو ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دے گا۔

آپ کی آراء کا میں منتظر رہوں گا کیونکہ آپ کی آراء ہی میری تحریروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

پیش لفظ کے آخر میں، میں جناب محمد اشرف قریشی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ جنہوں نے مجھے عمران جیسے لافانی کردار پر لکھنے کی فرمائش کی اور کہانی کو صوری حسن دے کر اسے آپ کے سامنے لا کر مجھے سرخرو کیا۔ یہ انہی کی محنت اور حوصلہ افزائی کی وجہ سے ممکن ہوا ہے کہ میں عمران جیسے کردار پر لکھنے کے لئے قلم اٹھانے کے قابل ہوا تھا۔ میں ایک بار پھر ان کا شکر گزار ہوں۔

آپ کی آرا کا منتظر

والسلام

ظہیر احمد

ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے سیکرٹ سروس کے ارکان کو آوارہ گردی اور سیر و تفریح کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ وہ آئے دن مختلف اور پرفضا مقامات کی سیر کا پروگرام مرتب کرتے رہتے تھے۔ ان کی ٹیم میں کبھی کبھار عمران بھی شمولیت اختیار کر لیتا تھا ورنہ عام طور پر وہ فراغت کے ان لمحات میں فلیٹ میں گھسا کتابی کیڑا ہی بنا رہتا تھا۔

لائبریری کی ضخیم اور بڑی بڑی کتابیں نکال کر وہ اپنے کمرے میں جمع کر لیتا اور صبح شام ان کے مطالعے میں غرق ہو جاتا۔ عمران جب کتابوں کے مطالعے میں مصروف ہوتا تو سلیمان بے چارے کی شامت ہی آجاتی تھی۔ وہ دن بھر بلکہ اکثر راتوں کو جاگ جاگ کر عمران کے لئے چائے بناتا رہتا تھا۔ خشک موضوعات کی کتب پڑھ پڑھ کر اور چائے پی پی کر اس کے ذہن پر جب خشکی کی تہیں چڑھ

جاتیں تو وہ سلیمان سے الجھ پڑتا اور اس سے نوک جھونک کر کے اپنے ذہن کی خشکی جھاڑ لیتا تھا۔

اس وقت بھی عمران صوفے میں دھنسا ایک ضخیم سائنسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی کرخت گھنٹی بجی اور عمران اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس کے صوفے میں گیارہ ہزار پاور کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ کتاب اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی اور وہ بڑی بوکھلائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آگیا۔

"اوہ خدا کا شکر ہے یہ فون کی گھنٹی بجنے کی آواز تھی ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ ہمسایہ ملک نے جنگ چھیڑ دی ہے اور اپنا پہلا ایٹمی میزائل انہوں نے میرے فلیٹ پر ہی داغ دیا ہے"۔ اس نے سکون کا گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سلیمان، ابے او سلیمان"۔ اس نے ٹیلی فون کو غصیلی نگاہوں سے گھورتے ہوئے حلق پھاڑ کر سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"جی صاحب"۔ اس کی آواز سنتے ہی سلیمان الہ دین کے جن کی طرح دروازے پر نمودار ہوا۔

"جی صاحب کے بچے۔ یہ ٹیلی فون میرے کمرے میں کیا کر رہا ہے"۔ عمران نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"بج رہا ہے صاحب اور اس بے چارے نے کیا کرنا ہے"۔ سلیمان نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"بج رہا ہے۔ ہونہہ۔ یہی تو میں پوچھ رہا ہوں یہ میرے کمرے میں اور میرے سر پر کیوں بج رہا ہے۔ میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ جب میں مطالعے میں مصروف ہوں تو ان بجنے بجانے والی چیزوں کو میرے کمرے سے دور لے جایا کرو۔ جب یہ اچانک بجتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے عمارت پر کسی نے بم دے مارا ہو اور ساری کی ساری عمارت مجھ اکیلے کے سر پر آگری ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اے کاش کہ ایسا کبھی ہو"۔ سلیمان نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک سرد آہ بھری۔

"کیا، کیا کہا تم نے۔ اے کاش ایسا کبھی ہو۔ یعنی تم چاہتے ہو کہ ٹیلی فون کی گھنٹی میرے سر پر بجنا شروع ہو جائے"۔ عمران نے غصے سے کہا۔

"نہیں، میں چاہتا ہوں کہ کوئی دشمن اس فلیٹ پر واقعی کسی روز بم پھینک دے اور سارا فلیٹ آپ کے سر پر آگرے۔ آپ نے اتنی موٹی موٹی اور فضول فضول کتابیں پڑھ پڑھ کر اپنے دماغ کو موٹا کر رکھا ہے یہ کسی روز ٹوٹے گا تب ہی آپ کی ان کتابوں سے جان چھوٹے گی۔ میں اتنی ضخیم کتابوں کو دیکھ لیتا ہوں تو میری جان ہوا ہو جاتی ہے اور آپ ان کتابوں میں اس طرح ڈوبے رہتے ہیں جیسے آپ کتابیں نہیں بلکہ کتابیں آپ کو پڑھ رہی ہوں۔ آخر آپ کو ان کتابوں میں ملتا کیا ہے"۔ سلیمان نے بڑے بیزار لہجے میں کہا۔

" وہی جو تم جیسے جاہل اور اجڈ باورچی کو نہیں مل سکتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مثلاً "۔ سلیمان بھی شاید عمران سے الجھنے کے موڈ میں تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی متواتر بج رہی تھی مگر وہ دونوں ایک دوسرے سے یوں برسرپیکار تھے جیسے انہیں ایک دوسرے سے لڑنے کے سوا کوئی کام نہ ہو۔

" مثلاً یہ کہ کتابیں پڑھنے سے نالج بڑھتا ہے۔ دنیا میں ہونے والے انکشافات کا علم ہوتا ہے اور ذہن روشن اور تروتازہ ہوتا جاتا ہے"۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، ایسی کتابیں پڑھنے کا کیا فائدہ جس سے انسان بیمار ہی ہو جائے"۔ سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

" بیمار، کیا مطلب۔ یہ کتابوں کا بیماری سے تعلق کہاں سے نکل آیا"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

" خود ہی تو آپ نے کہا ہے کہ کتابیں پڑھنے سے فالج بڑھتا ہے۔ فالج ایک بیماری کا نام نہیں تو اور کیا ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا اور نالج کو فالج کے قافیے میں تبدیل کرنے پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" ارے احمق، جاہل، گنوار باورچی۔ میں نے فالج نہیں انگریزی میں نالج کہا ہے۔ نالج کے معنی معلومات کے ہوتے ہیں۔ اگر تم نے دو چار جماعتیں پاس کر لی ہوتیں تو مجھے تم سے اتنی مغزماری تو نہ کرنا

پڑتی"۔ عمران نے کہا۔

" دو چار جماعتیں۔ ہونہہ دو چار جماعتیں پاس کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ کو شاید علم نہیں میں نے مڈل میں ایم اے کر رکھا ہے۔ اگر آپ جیسے بیمار، لاچار اور سدا کے خوار کا باورچی نہ ہوتا تو اب تک میں کئی بار میٹرک کر چکا ہوتا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر عمران کی ہنسی نکل گئی۔

" اب آپ یونہی ہنستے رہیں گے یا پھر مجھے بتائیں گے کہ مجھے کیوں بلایا ہے۔ میں نے چکن میں کچن روسٹ کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اگر وہ خراب ہو گیا تو اسے کتے بلیاں بھی نہیں کھائیں گے"۔ سلیمان نے بیزار پن سے کہا اور عمران چکن کو کچن اور کچن کو چکن کہنے پر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ سارا دن کتابیں پڑھ پڑھ کر اور چائے پی پی کر اس کے ذہن پر جو خشکی چڑھ گئی تھی سلیمان نے ہنسا ہنسا کر اسے ختم کر دیا تھا۔

" بھائی ٹیلی فون بج رہا ہے۔ دیکھ تو سہی اتنی دیر سے کس کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہا ہے۔ اس کے پیٹ میں دو چار گھونسے رسید کر دو۔ اگر افاقہ نہ ہو تو مجھے بتانا میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گا۔ نہ پیٹ ہو گا اور نہ کبھی مروڑ اٹھے گا"۔ عمران نے کہا۔ سلیمان منہ بناتے ہوئے آگے بڑھا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" ہالو"۔ اس نے ہالو اس قدر اونچی آواز میں کہا کہ لامحالہ دوسری طرف سننے والے نے گھبرا کر رسیور کان سے ہٹا لیا ہو گا کہ اس کے کان کا پردہ نہ پھٹ جائے۔

"اتنی دیر سے کہاں مر گئے تھے"۔ دوسری طرف سے سر عبدالرحمان کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ سر عبدالرحمان کی آواز سن کر سلیمان اس قدر بوکھلا گیا کہ رسیور بمشکل اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا تھا۔

"وہ صاحب، وہ مروڑ، پیٹ۔ گھونسہ.......“ بوکھلاہٹ کی وجہ سے سلیمان اس بری طرح سے گڑبڑا گیا کہ اس کے منہ سے صحیح لفظ بھی نہ نکل سکا۔ اسے اس بری طرح سے گڑبڑاتے دیکھ کر عمران چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"مروڑ، پیٹ، گھونسہ۔ کیا مطلب۔ کیا بک رہے ہو"۔ سر عبدالرحمان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"گھگھ۔ گھونسہ نہیں صاحب۔ گھونسلہ، میں نے گھونسلہ کہا تھا۔ چھوٹے صاحب نے رات کو غلطی سے کوے کے گھونسلے سے چڑیا کے انڈے کھائے تھے جس کی وجہ سے پچھلے کئی روز سے ان کو مروڑ لگے ہوئے ہیں"۔ سلیمان نے اسی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ فون کس کا ہو سکتا تھا۔ سلیمان کی سوائے سر عبدالرحمان کے اور کسی کے سامنے اس طرح جان نہیں نکلتی تھی۔

"سلیمان۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو"۔ دوسری طرف سے سر عبدالرحمان کی غصے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نن، نہیں صاحب۔ مم، میں عالم بے ہوشی میں بول رہا ہوں"۔

سلیمان نے اور زیادہ گھبرا کر کہا۔

"ہونہہ، لگتا ہے اس نالائق کے ساتھ رہتے رہتے تمہارا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اب مجھے وہاں آکر تم دونوں کو ہی گولی مارنا پڑے گی"۔ سر عبدالرحمان نے غراتے ہوئے کہا۔

"نن، نہیں بڑے صاحب خدا کے لئے مجھے گولی مت ماریئے گا۔ اگر آپ نے مجھے گولی مار دی تو میں مر جاؤں گا اور میری ہونے والی بیوی۔ ارے ہپ۔ صص، صاحب"۔ سلیمان پر سر عبدالرحمان کے غصے کا اس قدر برا اثر ہو رہا تھا کہ وہ واقعی احمقانہ باتیں کرنے لگا تھا جس پر سر عبدالرحمان کا مشتعل ہو جانا یقینی امر تھا۔

"اپنی اوقات میں رہو احمق باورچی۔ فون اس نالائق کو دو ورنہ میں فلیٹ میں آکر واقعی تمہیں گولی مار دوں گا"۔ سر عبدالرحمان نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"۔ سلیمان نے کہا اور یتیمیت سے عمران کی جانب دیکھنے لگا۔ عمران کو اس کی حالت پر ترس آگیا۔ وہ اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر سلیمان سے رسیور لے لیا۔

"السلام و علیکم ورحمۃ اللہ و برکاۃ۔ آپ کا آدھا نالائق اور آدھا فرمانبردار لاڈلا بیٹا علی عمران بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص احمقانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم و السلام ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔ عمران اس وقت جس حالت میں ہو، جیسے ہو فوری طور پر میرے آفس میں پہنچو"۔ سر عبدالرحمان

نے اس کے احمقانہ انداز کو نظرانداز کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا انہوں نے فون بند کر دیا۔ فون بند ہونے کی آواز سن کر عمران نے رسیور کان سے ہٹایا اور حیرت زدہ انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

" جس حال میں بھی ہوں فوری طور پر ان کے آفس پہنچوں۔ کیا مطلب یہ جس حالت اور جیسے ہو سے اباجان کی کیا مراد تھی۔ اگر میں اس وقت نہا رہا ہوتا اور میرے جسم پر جھاگ ہی جھاگ ہوتی تو"۔ عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس کے لبوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ آ گئی۔

"سلیمان"۔ اس نے اچانک سلیمان کو زوردار آواز دی۔

" خدا کی پناہ، آپ کی آواز سو لاؤڈ سپیکروں سے بھی زیادہ تیز اور گونجدار ہے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہوں اور آپ یوں گلا پھاڑ رہے ہیں جیسے میں آپ سے بیسیوں کلومیٹر دور ہوں"۔ قریب کھڑے سلیمان نے بے اختیار اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونستے ہوئے کہا۔

" تم، میرے پاس کھڑے کیا کر رہے ہو"۔ عمران نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

" میں بڑے صاحب سے آپ کی درگت بنتے دیکھنا چاہتا تھا مگر۔ ہونہہ لگتا ہے بڑے صاحب کو بھی بس مجھے ہی ڈانٹنا آتا ہے۔ اگر وہ بچپن سے ہی آپ کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے تو کم از کم آپ اس بری طرح تو نہ بگڑے ہوتے"۔ اس نے کہا۔

" ارے کیا کہہ رہا ہے۔ میں بگڑا ہوا ہوں"۔ عمران نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

" بات بات پر آپ مجھ پر بگڑتے ہیں۔ عزت، تمیز اور محبت سے بات کرنا آپ نے سیکھا ہی نہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ملازموں خاص طور پر باورچیوں سے کس قدر احترام اور عزت سے پیش آنا چاہئے۔ اس پر میں آپ کو بگڑا ہوا نہیں تو اور کیا کہوں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ابے احمق باورچی۔ اگر میں نے نہیں سیکھا تو تو سکھا دے مجھے۔ تجھ سے کس انداز میں پیش آنا چاہئے"۔ عمران نے اس سے بھی زیادہ برا سا منہ بنا کر کہا۔

" آپ کو چاہئے کہ آپ عزت مآب جناب آغا سلیمان پاشا، حضور باورچی صاحب۔ عزیزم یا محترم سلیمان صاحب کہہ کر پکارا کریں۔ میں باورچی ہوں ورلڈ کچنز آرگنائزیشن کا سرکردہ ممبر۔ کچھ تو میری عزت ہونی چاہئے"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے باپ رے۔ واقعی یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تم اب آل ورلڈ کچنز آرگنائزیشن کے سرکردہ رکن بھی ہو۔ میں نے تم سے بدتمیزی کی تو تم چولہا چھوڑ ہڑتال کر دو گے اور تم نے ایسا کیا تو ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں گھروں کے چولہے بجھ جائیں گے۔ سوری جناب عزت مآب محترم، حضور، قابل فخر آغا سلیمان پاشا صاحب مجھ سے واقعی گستاخی ہوئی جو میں آپ کی عزت کرنا بھول گیا۔ مجھے تو آپ

کی عزت بڑھانے کے لئے روزانہ آپ کے سر ذیشان پر دس جوتے لگانے چاہئیں تھے بلکہ دس بھی کیوں سو جوتے تاکہ آپ کا سر فخر سے گنجا ہو جاتا اور ہزاروں باورچیوں میں سب سے زیادہ شفاف اور چمکدار سر ذیشان آپ کا ہی ہوتا۔ دور سے ہی لوگ آپ کو پہچان لیتے کہ یہ ہے وہ عزت و مرتبے والا باورچی جو اپنے صاحب سے روزانہ گن کر سر پر سو جوتے کھاتا ہے۔ کیا خیال ہے عزت و تکریم کا آغاز آج سے بلکہ ابھی سے نہ شروع کر دوں"۔ عمران نے اپنے جوتے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور سلیمان بوکھلا گیا۔

"ارے باپ رے۔ اگر جوتے کھانے سے عزت بڑھتی ہے تو میں باز آیا ایسی عزت کرانے سے۔ ایسی عزت آپ ہی کو مبارک ہو"۔ اس نے جلدی سے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"اچھا، اب فضول باتیں چھوڑو اور میرے نہانے کے لئے پانی گرم کرو۔ چنگیز خان صاحب نے مجھے اپنے آفس میں بلایا ہے۔ انہوں نے اپنی دو دھاری تلوار تیز کر رکھی ہو گی ان کے سامنے سر خم کرنے سے پہلے میں آخری بار غسل کر لینا چاہتا ہوں تاکہ موت کے فرشتے مجھے لینے آئیں تو انہیں میرے بدن اور کپڑوں سے کم از کم پسینے کی بو تو نہ آئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پانی چولہے پر پڑا کب سے ابل رہا ہے۔ میں تو کہتا ہوں آکر اس میں ہی ڈبکی لگا لیں۔ تاکہ بو والے سارے جراثیم ایک ہی بار گل سڑ جائیں"۔ سلیمان نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا اور عمران قہقہہ مار کر

ہنس پڑا۔ اس کے ذہن میں جو شرارت تھی وہ اس پر عمل پیرا ہو کر پورا پورا لطف اٹھانے کے موڈ میں آگیا تھا۔ اس لئے وہ اٹھا اور اس نے پہلے گری ہوئی کتاب کو اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر وہ واش روم میں گھس گیا۔

کچھ دیر بعد جب وہ واش روم سے باہر نکلا تو اس کا حلیہ ہی بدلا ہوا تھا۔ لباس انتہائی بوسیدہ اور مسلا ہوا تھا۔ گلے میں جھولتی ہوئی ٹائی میں اتنے بل پڑے ہوئے تھے کہ وہ ٹائی کی بجائے الجھی ہوئی رسی دکھائی دے رہی تھی۔ چہرہ بگڑا ہوا اور خوف سے پیلا پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں بے رونق اور پھٹی پھٹی سی تھیں۔ سر کے بال سرکنڈوں کی طرح کھڑے تھے۔ چلتے ہوئے وہ اس طرح سے لڑکھڑا رہا تھا کہ اب گرا تو وہ اٹھ نہ سکے گا۔

"یہ کیا، کک کیا آپ اس حالت میں بڑے صاحب سے ملنے جائیں گے"۔ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مخبوط الحواس عمران کو دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ جس حالت میں ہوں جیسا ہوں فوری طور پر ان کے پاس پہنچوں۔ بار بار ناول پڑھنے کے بعد میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ اب اگر ان کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ مجھے گولی مار دیں گے"۔ عمران نے لڑکھڑاتے ہوئے اور خود کو بمشکل سنبھالتے ہوئے کہا۔

"صاحب، جانے سے پہلے اپنی جائیداد میرے نام کر جائیں اور یہ

بھی بتا دیں کہ آپ کی قل خوانی اور رسم چہلم میں مجھے کس کس کو بلانا ہے"۔ سلیمان نے ہانک لگائی۔

"اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر سارے شہر کو بلا لینا"۔ عمران نے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

"خدا رحم کرے آج عمران صاحب کی زندگی کا آخری دن معلوم ہوتا ہے۔ اب شاید میں ان کی شکل کبھی نہ دیکھ پاؤں"۔ عمران کے باہر جاتے ہی سلیمان کے ہاتھ دعائیہ انداز میں اٹھ گئے۔

کافرستان کے دارالحکومت کے وسط میں قلعہ نما عمارت میں اچھی خاصی گہما گہمی دکھائی دے رہی تھی۔ قلعے کو چاروں طرف سے فوج نے گھیر رکھا تھا اور دس دس کلو میٹر تک کے علاقے میں سخت پہرہ لگا رکھا تھا۔ قلعے تک آنے والے تمام راستوں کی پوری طرح ناکہ بندی کر دی گئی تھی اور وہاں آنے والی ہر خاص و عام گاڑیوں کی سخت چیکنگ کی جا رہی تھی۔ قلعے میں جگہ جگہ ملٹری کے مسلح سپاہی دکھائی دے رہے تھے۔ جو بے حد چوکنا اور ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے ہائی الرٹ تھے۔

قلعے کو خصوصی طور پر صاف کر کے سجایا گیا تھا۔ ان دنوں کافرستان میں ایکریمیا کا وزیر دفاع آیا ہوا تھا جو پچھلے تین روز سے غیر سرکاری دورے پر تھا۔ کافرستان کے مختلف مقامات دیکھتے رہنے کے بعد کافرستانی حکومت نے مغلیہ دور کے بنے اس بڑے اور عظیم

Downloaded from https://paksociety.com

الشان قلعے کی سیر کا بھی پروگرام بنایا تھا۔ اس قلعے میں مغلیہ دور کی بے پناہ نایاب چیزیں رکھی گئی تھیں۔ وزیر دفاع کو نایاب اور قدیمی چیزیں دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ اس کے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کافرستان نے اس قلعے کو خصوصی طور پر ایکریمی وزیر دفاع کے لئے سجایا تھا۔

ایکریمیا کے وزیر دفاع کا یہ دورہ بظاہر تو غیر سرکاری تھا اور وہ کوئی جامع پلان کے تحت کافرستان نہیں آیا تھا۔ اسے کافرستان میں حکومت نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا تھا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے وزیر دفاع کی سیر و سیاحت کی آڑ میں قلعے کے تہہ خانوں میں خفیہ میٹنگ کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ جہاں کافرستان کے وزیر اعظم، وزیر دفاع، وزیر خارجہ اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے سربراہ سمیت کئی اہم عہدیداروں سے ایکریمی وزیر دفاع کی ملاقات کرائی جانی تھی اور پاکیشیا کے خلاف ایک بہت بڑے اور اہم منصوبے کی تفصیلات طے کی جانی تھیں۔ اس بار کافرستان نے ایکریمیا کی مدد سے پاکیشیا پر ایک بڑی اور کاری ضرب لگانے کا انوکھا اور انتہائی اہم منصوبہ ترتیب دیا تھا۔ جس کے مطابق اگر وہ اس منصوبے میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں تو پاکیشیا کی نہ صرف معیشت، سیاست بلکہ سٹریٹجک پلان مکمل طور پر ختم ہو جائیں گے اور پاکیشیا اس قدر کمزور اور بے ضرر ہو سکتا تھا کہ اس پر نہایت آسانی سے قبضہ کیا جا سکتا تھا اور پورے کے پورے پاکیشیا اور اس کی عوام

کو اپنا غلام بنایا جا سکتا تھا۔

اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہیں مکمل طور پر ایکریمی حمایت حاصل تھی کیونکہ کافرستانی حکومت نے ایکریمیا کو ہاتھ میں لے کر پاکیشیا کے خلاف ایسے ایسے شرانگیز اور دہشت گردی کے من گھڑت ثبوت پیش کئے تھے جس سے ایکریمیا کی نظر میں پاکیشیا دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور دہشت گرد ثابت ہوتا تھا۔ ایکریمی پالیسی کے تحت دہشت گردی اور دہشت گردی پھیلانے والے ملکوں کے خلاف کام کرنے کے انہیں اقوام متحدہ سے تمام اختیارات حاصل ہو گئے تھے۔ وہ جب چاہیں اور جس ملک کو چاہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے آزاد تھے۔

دہشت گردی اور دہشت گردی پھیلانے والے کیمپس کی آڑ میں وہ مکمل طور پر ان مسلم ممالک کو کمزور کر دینا چاہتے تھے جو ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے ان کے ہم پلہ ہونے کی سعی کر رہے تھے۔ جلد یا بدیر وہ نہیں چاہتے تھے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک سپر پاورز ممالک کے سامنے سر اٹھانے کے قابل ہو سکے۔ خاص طور پر انہیں مسلم ممالک سے خطرہ لاحق تھا جو کبھی بھی اور کسی بھی وقت ان کے خلاف سر اٹھا سکتے تھے۔ ان تمام مسلم ممالک میں سب سے زیادہ پاورفل پاکیشیا کو ہی سمجھا جاتا تھا۔ پاکیشیا کی روز بروز بڑھتی ہوئی ایٹمی قوت اور جنگی صلاحیتوں کی ترقی نے ایکریمیا جیسے سپر پاور ملک کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ پاکیشیا کو سپر پاورز ممالک کی صف میں شامل ہوتا دیکھ کر

کافرستان اور اس کے حامی ممالک کے پیٹ میں بھی درد رہنے لگا تھا اور کافرستان اپنا پورا زور صرف کر رہا تھا کہ وہ کسی طرح پاکیشیا کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹا دے۔

ایکریمیا بظاہر تو پاکیشیا کا حامی ملک تھا مگر حقیقت میں وہ بھی پاکیشیا کی ترقی سے گھبرا رہا تھا۔ دوسرے مسلم ممالک پر وہ اقوام متحدہ کی اجازت کے بغیر بھی فوجی کارروائی کرنے کے لئے آزاد تھا مگر پاکیشیا پر ہاتھ ڈالنے کے لئے اسے کئی سالوں تک غور و خوض کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کی وجہ ایک تو پاکیشیا کی بڑھتی ہوئی جنگی صلاحیت تھی دوسرے پاکیشیائی افواج کی کارکردگی جس نے ہر میدان میں ہمت، جوانمردی اور انتہائی دلیری کے ایسے ایسے نشانات چھوڑ رکھے تھے جن سے پوری دنیا کے غیر مسلم انگشت بدنداں اور خوفزدہ تھے۔ ان کے مطابق کسی بھی جنگی طریق کار سے پاکیشیا کو ختم نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس کی طاقت توڑی جا سکتی تھی۔ مناسب وقت اور مناسب طریق کار سے پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ایکریمیا ظاہری طور پر پاکیشیا کے ساتھ تھا اور اسے ہر طرح کا تعاون و مالی امداد یہاں تک کہ بڑے بڑے قرض دے رہا تھا۔

کافرستان کے ایک سائنسدان ڈاکٹر تندلال جو پاکشیا سے انتہائی نفرت کرتا تھا آئے دن پاکیشیا کو مکمل طور پر اپنی کسی ایجاد سے تباہ کرنے کے خواب دیکھتا رہتا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ کسی طرح پاکیشیا اور پاکیشیا میں بسنے والے ایک ایک بچے کا خاتمہ کر دے۔ حکومتی سرپرستی حاصل کر کے وہ ایک عرصہ سے ایک ایسی ایجاد کرنے میں مصروف تھا جس سے وہ پاکیشیا کے نقشے پر دائرہ لگا کر اسے ایک ہی وار میں ملیامیٹ کر دینا چاہتا تھا۔ وہ ایک مشین سے مصنوعی آسمانی بجلیاں بنانے اور انہیں کسی بھی جگہ گرا کر وہاں موجود ہر چیز کو جلا کر راکھ بنا دینے کے فارمولے پر کام کر رہا تھا۔ کئی سالوں کی دن رات اور انتھک محنت اور کافرستان کے خطیر سرمائے سے آخر کار وہ ایک ایسی مشین بنانے میں کامیاب ہو گیا جس سے وہ ہزاروں کلومیٹر تک آسمانی بجلیوں کا جال تیار کر کے اسے کسی بھی ملک پر گرا کر اس ملک کا نام و نشان تک مٹا سکتا تھا۔

اپنی اس ایجاد کو اس نے تھنڈر فلیش کا نام دیا تھا۔ تھنڈر فلیش میں اس نے اتنی طاقت بھر دی تھی کہ تھنڈر فلیش کا جال جس جگہ گرایا جاتا وہاں ہر طرح کی عمارتوں کے ساتھ زمین اور زمین میں دس فٹ کی گہرائی تک ہر چیز جل کر خاکستر ہو سکتی تھی۔ اپنی اس ایجاد کو مکمل کرنے پر ڈاکٹر تندلال بے حد خوش تھا۔ حکومت نے ڈاکٹر تندلال کی ایجاد کو بے حد سراہا تھا اور کہا تھا کہ اس نے تھنڈر فلیش کی ایجاد کر کے واقعی کافرستان کو ہر طرح سے ناقابل تسخیر اور انتہائی طاقتور ملک بنا دیا ہے۔ کافرستانی حکومت نے ڈاکٹر تندلال کو بڑے بڑے انعامات سے نوازا تھا اور اس کا نام تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔

ڈاکٹر تندلال نے حکومت کے سامنے برملا کہا تھا کہ اس نے تھنڈر

فلیش ایجاد صرف اور صرف پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کی
ہے۔ ابھی تک اس نے تھنڈر فلیش کے جو تجربے کئے ہیں وہ بے حد
کامیاب ثابت ہوئے ہیں اور اس نے تھنڈر فلیش کی جو مشین بنائی
ہے اس کی مدد سے وہ پاکیشیا جیسے ملک کو چند لمحوں میں جلا کر راکھ بنا
سکتا ہے۔ اپنی ایجاد کردہ مشین سے پاکیشیا کو مکمل طور پر جلا کر
خاکستر کرنے کے لئے اسے ایک ایف ایکس میگاٹوم نامی پرزہ کی
ضرورت تھی جس سے وہ تھنڈر فلیش کے جال کو وسیع اور زیادہ
طاقتور بنا سکتا تھا۔ ایف ایکس میگاٹوم ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں
میں کیمیائی مواد بھرنے کے کام آتا تھا جس سے بجلی کی سپر سپلائی تیار
ہوتی تھی۔ اس پرزے کو کافرستان خود تیار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس
پرزے کی تیاری کے لئے انہیں انتہائی حساس مشینری کی ضرورت تھی
دوسرے اس کے لئے کثیر سرمائے کی ضرورت تھی۔ تیسری سب سے
اہم وجہ اس پرزے کی تیاری کے لئے جو میٹریل استعمال ہوتا تھا وہ
سوائے ایکریمیا اور چند دوسرے ممالک کے علاوہ کہیں دستیاب نہ
تھا۔ اس لئے کافرستان نے اس مشین کا ایف ایکس میگاٹوم ایکریمیا
سے حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ ایکریمیا اس پرزے کو کسی بھی
حالت اور کسی بھی قیمت پر کسی بھی ملک کو دینے کے لئے تیار نہ تھا۔
اس لئے کافرستانی حکومت نے اپنی نئی اور انوکھی تھنڈر فلیش ایجاد کو
ایکریمیا کے سامنے ظاہر کر دیا اور پرزہ کے عوض اسے تھنڈر فلیش کا
فارمولہ دینے کی پیشکش کر دی۔ اتنی اہم اور حیرت انگیز ایجاد نے

ایکریمیا کو بھی چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ فوری طور پر کئی سائنسدان
کافرستان پہنچ گئے اور خفیہ طور پر ان کی ڈاکٹر تندلال سے ملاقات کرائی
گئی۔ ڈاکٹر تندلال نے جب انہیں تھنڈر فلیش کے مظاہرے
دکھائے تو وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے اس ایجاد کے بدلے ایف
ایکس میگاٹوم پرزہ دینے کا وعدہ کر لیا۔

ایکریمی حکومت کی طرف سے سائنسدانوں کے وفد کے ہمراہ وزیر
دفاع کو کافرستان اس معاہدے کے لئے بھیجا گیا تھا تاکہ وہ مکمل طور
پر اس مشین اور اس کی کارکردگی کا مطالعہ کر لیں۔ ان کے درمیان
معاملات طے پاتے ہی خفیہ معاہدہ طے پا جاتا۔ پرزہ کافرستان کے اور
تھنڈر فلیش کا فارمولہ ایکریمیا کے حوالے کر دیا جاتا۔ اس طرح
کافرستان اور ایکریمیا دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور اور ناقابل تسخیر
ایجاد کے مالک بن جاتے جس کے بل بوتے پر وہ پوری دنیا کو کنٹرول
کر سکتے تھے۔

کافرستان کے اس قلعے کے کانفرنس ہال میں تمام ایکریمی
سائنسدان، وزیر دفاع اور کئی اہم عہدیدار موجود تھے۔ کافرستانی حکام
کے اعلیٰ عہدیدار اور وزیر بھی آ چکے تھے۔ یہاں تک کہ ملک کے
وزیراعظم بھی کانفرنس ہال میں آ چکے تھے۔ وہ سب آپس میں انہی
معاملات پر غور و خوض کر رہے تھے اور آپس میں بحث و مباحثہ میں
مصروف تھے۔

تمام معاملات طے پا جانے کے بعد کافرستانی وزیراعظم نے ان کے

سامنے اعلان کیا کہ اپنی اس جدید اور اہم ایجاد کا بڑا تجربہ وہ پاکیشیا پر کریں گے۔ اس تجربے میں ڈاکٹر تندلال کا ساتھ ایکریمین سائنسدان بھی دیں گے اور پھر وہ پوری دنیا میں اپنی طاقت کا سکہ منوالیں گے۔ تھنڈر فلیش کے تجربے سے پاکیشیا کی پندرہ کروڑ سے زائد انسانی آبادی کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی املاک حتیٰ کہ پاکیشیا کی مکمل زمین کو راکھ ہوتے دیکھ کر پوری دنیا ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گی۔

ایکریمیا کی ہائی اتھارٹی نے اس سلسلے میں کافرستان کا بھرپور ساتھ دینے کی یقین دہانی کرائی تھی اور اس منصوبے کی تکمیل کے لئے مکمل طور پر ساتھ دینے کی حامی بھرلی تھی۔ ایف ایکس میگاٹوم جلد سے جلد کافرستان پہنچانے کا وعدہ کر لیا گیا تھا اور پاکیشیا پر ایک مخصوص تاریخ پر آخری اور کاری ضرب لگانے کے معاہدے پر دستخط کر لئے گئے۔ پاکیشیا کو انتہائی ورندگی سے ختم کرنے کے لئے ان وحشی درندوں نے اس مشن کو "ہائی رسک" کا نام دیا تھا۔ واقعی ایک بڑے ملک اور پندرہ کروڑ کی انسانی آبادی کو ایک لمحے میں جلا کر راکھ کر دینے کا ان کا منصوبہ ہائی رسک میں شمار ہوتا تھا جو اگر کامیاب ہو جاتا تو یہ دونوں ممالک سپر پاورز ممالک سے بھی زیادہ آگے بڑھ جاتے اور اگر وہ ناکام رہتے تو پوری دنیا ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی۔ جس سے کافرستان کے ساتھ ساتھ ایکریمیا کو بھی زبردست جھٹکا لگنے کا احتمال تھا۔ پوری دنیا پر حکومت کرنے کے خیال سے ایکریمیا کے حامی ملک

بھی اس کے خلاف ہو سکتے تھے۔ جن کے بل پر ایکریمیا سپر پاورز ممالک پر حکومت کرتا تھا۔ اس خدشے کا اظہار ایکریمیا کے وزیر دفاع نے ہی کیا تھا اور اسی ایماء پر اس مشن کو ہائی رسک کا نام دیا گیا تھا۔

" ہمارے درمیان تمام معاملات طے پا چکے ہیں۔ ایف ایکس میگاٹوم کی سپلائی اگلے دس دنوں تک کر دی جائے گی۔ تھنڈر فلیش کا فارمولا آپ نے ہمیں دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ پاکیشیا پر حملہ کرنے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کی ہم نے تاریخ بھی مقرر کر لی ہے۔ اس تاریخ میں ابھی ایک ماہ اور دس دن پڑے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ہماری اس میٹنگ کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اور یہاں حفاظتی انتظام بھی بے حد سخت ہے۔ جدید مشینری کے ذریعے یہاں ایسی ریز پھیلائی گئی ہیں کہ دور نزدیک کسی بھی طریقے سے اس میٹنگ کا ایک لفظ بھی ریکارڈ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جناب وزیراعظم، یہاں پر جو لوگ موجود ہیں کیا ان سب پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ ہمارا یہ راز مقررہ وقت تک راز ہی رہے گا"۔ تمام امور طے پا جانے کے بعد ایکریمیا کے وزیر دفاع نے کافرستانی وزیراعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جی ہاں محترم وزیر دفاع۔ یہاں پر صرف انہی لوگوں کو بلایا گیا ہے جو اس منصوبے پر کام کریں گے۔ ان لوگوں کو ہر طرح کی چیکنگ کے بعد یہاں لایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہائی سیکورٹی کے تحت سپر کمپیوٹرائزڈ مشینوں سے میرا بھی خون گروپ، جسمانی اعضاء کا سائز، رنگ و روپ اور ایک ایک بال تک چیک کیا گیا ہے۔ یہاں

کسی غلط آدمی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا"۔ وزیر اعظم نے ایکریمی وزیر دفاع کے خدشے کو سمجھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

"اس کے باوجود اگر ہمارے اس منصوبے کی بھنک کسی کو بھی مل گئی تو جانتے ہیں کیا ہو گا"۔ وزیر دفاع نے کہا۔

"اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ ہمارے دونوں ممالک عالمی سطح سے کئی گنا نیچے گر جائیں گے۔ لیکن آپ بے فکر رہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ ہائی رسک مشن کی خبر کسی کو نہیں ہو گی۔ ہمارا یہ مشن ہر صورت میں اور ہر حال میں کامیاب رہے گا"۔ وزیر اعظم نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں کسی اور ملک سے بالکل بھی متفکر نہیں ہوں۔ اصل پریشانی پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس کی کارکردگی اور ان کے کام کرنے کے انداز سے آپ بھی پوری دنیا کی طرح اچھی طرح سے واقف ہوں گے۔ وہ انسان کم اور جن بھوت زیادہ ہیں۔ ان میں سے خاص طور پر علی عمران کو اس ٹاپ سیکرٹ پلان کی معمولی سی بھنک بھی مل گئی تو وہ کافرستان میں آکر پوری قوت سے تھنڈر فلیش مشین کو تباہ کرنے پہنچ جائے گا۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح کام کرتا ہے۔ آج تک اس نے جس مشن پر کام کیا ہے اس نے ہر حال میں اس میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کے کام کرنے کے انداز سے پوری دنیا واقف ہے"۔ ایکریمی وزیر دفاع نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" محترم، میں نے عرض کیا ہے کہ ہماری یہ میٹنگ ہر لحاظ سے خفیہ اور محفوظ ہے۔ یہاں طے کی گئی باتیں یہیں تک رہیں گی۔ آپ یہاں غیر سرکاری دورے پر تشریف لائے ہیں اور سوائے نوادرات دیکھنے کے آپ نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے سائنسدان، آپ کے سائنسدان، وزیر اور دوسرے لوگ خفیہ راستے سے یہاں آئے تھے۔ اسی راستے سے واپس چلے جائیں گے۔ میں قلعے میں سیر کرانے کا کچھ دیر آپ کا ساتھ دوں گا اور چلا جاؤں گا۔ ہمارے درمیان ہونے والی رسمی باتوں کے بارے میں بھی کسی کو پتہ نہیں چل سکتا۔ پھر اتنی دور بیٹھے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے منصوبے کا کیسے علم ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کے ذہن میں کوئی اور بات یا تجویز ہے تو بتا دیں۔ ہم ان پر بھی ڈسکس کر لیتے ہیں"۔ کافرستانی وزیر اعظم نے بڑی حلیمی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہمارے ملک کے سائنسدان آپ کے ملک میں کام ضرور کریں گے۔ لیکن یہ وہ سائنسدان ہوں گے جن کی نیشنلٹی اسرائیل کی ہو گی۔ ہائی رسک مشن میں ہم اپنے ملک کی عزت اور وقار کو بچانے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔ ہمارے درمیان معاہدہ بھی یہی ہوا ہے۔ پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے کی مکمل ذمہ داری اور پلاننگ آپ کی ہو گی۔ اس قدر بڑا اور خوفناک آپریشن پہلی بار ہو رہا ہے۔ اس میں کامیابی بھی ہو سکتی ہے اور ناکامی بھی۔ اس لئے ہماری یہی کوشش ہو گی کہ ہم اس سلسلے میں کسی طور پر اپنے ملک کا نام نہ آنے دیں۔

سیدھے اور صاف لفظوں میں میں آپ سے یہ کہوں گا کہ کامیابی کی صورت میں ہم مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہوں گے اور آپریشن ہائی رسک میں اگر آپ ناکام رہ گئے تو ہم آپ لوگوں کا کوئی ساتھ نہیں دیں گے اور نہ ہی کسی طرح آپ اس مشن میں ہمارا نام استعمال کریں گے۔آپ پاکیشیا کو تباہ کرنے کا جو رسک لینا چاہتے ہیں ضرور لیں ہم نہیں روکیں گے۔مگر مشن کی تکمیل تک ہمارا آپ کے ساتھ کوئی تعلق کوئی رابطہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے۔نہ ہی کبھی یہ بات لیک آؤٹ ہو کہ تھنڈر فلیش کا فارمولا ہمارے پاس بھی موجود ہے"۔ ایکریمی وزیر دفاع کہتا چلا گیا۔اس کی باتیں سن کر ہال میں سکوت سا طاری ہو گیا۔ تمام معاملات طے پا جانے کے بعد ایکریمیا ان سے یہ رویہ اختیار کرے گا اور مشن کی ناکامی پر وہ انہیں اس طرح اکیلا اور بے یار و مددگار چھوڑ دے گا اس کے بارے میں انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔یہودی لابی واقعی کب کس وقت اور کیا چال چل دے اس کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور شاید اس لئے دوسری اقوام یہودیوں سے سوچ سمجھ کر اور ان کے ذہنوں کو اپنے سامنے رکھ کر معاہدے کرتے تھے کیونکہ دوہری چال چلنا ان کی فطرت میں شامل تھا۔

"یعنی آپریشن ہائی رسک ہم اکیلے ہی سرانجام دیں۔اس سلسلے میں آپ ہمارے ساتھ کوئی تعاون نہیں کریں گے"۔کافرستانی وزیراعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"تعاون کر تو رہے ہیں۔ایف ایکس میگاٹوم اور اپنے اسرائیلی سائنسدان آپ کو دے کر آپ سے تعاون نہیں تو اور کیا کر رہے ہیں"۔ ایکریمی وزیر دفاع نے مکارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کافرستانی وزیراعظم پرخیال انداز میں سرہلانے لگا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ہم اپنی جانیں تو دے دیں گے مگر ہمارے درمیان جو تعاون کا معاہدہ طے پایا ہے اسے کسی بھی صورت میں لیک آؤٹ نہیں ہونے دیا جائے گا۔آپریشن ہائی رسک کی کامیابی یا ناکامی کی ذمہ داری ہم پر ہو گی۔ہم اس بات کی آپ کو گارنٹی دیتے ہیں کہ کسی بھی صورت میں آپ کا نام سامنے نہیں آئے گا"۔ کافرستانی وزیراعظم نے کہا۔اس کے لہجے میں ناگواری کا عنصر تھا۔

"میرا نہیں، ایکریمیا کا نام"۔ ایکریمی وزیر دفاع نے مسکرا کر کہا۔

"بالکل، بالکل اس مشن میں آپ کو دور دور تک ایکریمیا کا نام نظر نہیں آئے گا"۔ کافرستانی وزیراعظم نے اور زور سے سرہلا کر جواب دیا۔

"ویل، اگر آپ بے فکر اور بے دھڑک ہو کر ہائی رسک مشن پر کام کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے میرے پاس آپ کے لئے ایک آپشن موجود ہے"۔ایکریمی وزیر دفاع نے کہا۔

"ضرور، کیوں نہیں فرمایئے"۔ کافرستانی وزیراعظم نے حتیٰ الوسع اپنے لہجے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کسی صورت آپریشن ہائی رسک کی

اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران تک پہنچ جاتی ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ اس مشن کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اور لامحالہ آپ کی ایجاد کردہ تھنڈر فلیش مشین کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کافرستان میں نہ آئے اس کے لئے ہم ایکریمیا کی ایک مشہور و معروف ایجنسی کو پاکیشیا میں کسی فرضی مشن پر روانہ کر دیتے ہیں۔ جو پاکیشیا میں فسادات اور دہشت گردی پھیلا کر عمران اور سیکرٹ سروس کو اس وقت تک الجھائے رکھے گی جب تک آپ ہائی رسک کو فائنل آپریشن تک نہیں لے جاتے"۔ ایکریمی وزیر دفاع نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" کیا وہ کوئی سرکاری ایجنسی ہو گی"۔ کافرستانی وزیر اعظم نے پرخیال انداز میں سرہلاتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔ ان دنوں آراک میں بدمعاشوں کی ایک بہت بڑی تنظیم ریڈ سٹارز نے بہت اودھم مچایا ہوا ہے۔ اس تنظیم کو ایکریمیا میں دہشت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ تنظیم کا ایک ایک رکن انتہائی سفاک، بے رحم اور انتہائی حد تک بربریت پسند ہے۔ ریڈ سٹارز تنظیم کا سربراہ گریٹ ماسٹر ہے جس کے اصل نام سے کوئی واقف نہیں ہے۔ بہر حال گریٹ ماسٹر اور اس کی ریڈ سٹارز تنظیم انتہائی خوفناک قاتلوں کا گروہ ہے جن کے سامنے بڑے بڑے مجرم اور بدمعاش اپنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس تنظیم کو غیر سرکاری طور پر ہائر کر کے

پاکیشیا بھجوایا جا سکتا ہے۔ عمران اور اس کی ٹیم کے ساتھ اس کا کاٹنے دار مقابلہ ہو گا اور ان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اپنی پلاننگ اور اپنی طاقت سے عمران اور اس کی ٹیم کا خاتمہ کر دے۔ ایسا نہ بھی ہوا تب بھی وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے چنگل میں پھنسائے رکھیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس تنظیم کے خاتمے کے لئے چکراتے رہ جائیں گے۔ اس عرصے میں آپ ان سے قطعی بے فکر ہو کر اپنا کام کرتے رہیں"۔ ایکریمی وزیر دفاع نے کہا۔

" اس تنظیم کو ہائر کرنے کے لئے کثیر سرمائے کی ضرورت ہو گی۔ لامحالہ بین الاقوامی طور پر کام کرنے کے لئے وہ بڑی سے بڑی رقم طلب کر سکتے ہیں"۔ کافرستانی وزیر خارجہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" ریڈ سٹارز تنظیم کو ہائر کرنے اور ان کے اخراجات آپ ہم پر چھوڑ دیں۔ ہائی رسک آپریشن کو کامیاب کرنے کے لئے ہم بہرحال ایک چھوٹا رسک ضرور لے سکتے ہیں"۔ ایکریمی وزیر دفاع نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے اگر ایسا ہو جائے تو واقعی ہمارے سائنسدان سکون اور دلجمعی سے اپنا کام کرتے رہیں گے۔ ٹھیک ہے آپ اس گریٹ ماسٹر کو ہائر کر کے جلد سے جلد پاکیشیا روانہ کر دیں۔ ہم آج سے ہی اپنے پراجیکٹ پر کام شروع کر دیتے ہیں"۔ کافرستانی وزیر اعظم نے ایکریمی وزیر دفاع کی آفر قبول کرتے ہوئے سرہلا کر کہا۔

"میری دعا ہے کہ آپ کا ہائی رسک آپریشن کامیابی سے ہمکنار ہو۔ اس مشن کی کامیابی سے کافرستان اور ایکریمیا کو پوری دنیا میں برتری حاصل ہو جائے گی اور پوری دنیا ان دو ممالک کے کنٹرول میں آجائے گی"۔ ایکریمیا کے وزیر دفاع نے جواب دیا اور پھر انہوں نے میٹنگ برخاست کرنے کا اعلان کر دیا۔ کافرستانی وزیراعظم اور ایکریمی وزیر دفاع کے اٹھتے ہی وہاں موجود سب لوگ ان کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ وزیراعظم اور ایکریمی وزیر دفاع نے نہایت گرمجوشی سے ہاتھ ملایا اور پھر دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے میٹنگ روم سے نکلتے چلے گئے۔

عمران فلیٹ سے نکلتے ہی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔ کچھ مہذب لوگوں کے تو عمران کو اس حالت میں دیکھ کر منہ بن گئے تھے اور جو عمران کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے تھے وہ ہنسنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لیکن بھلا عمران کو ان کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ وہ اپنی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں سوار ہو کر سر عبدالرحمان کے آفس کی جانب روانہ ہو گیا۔

آفس کی پارکنگ میں کار روک کر وہ اترا تو وہاں موجود لوگ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے جیسے وہ دنیا کا نیا عجوبہ دیکھ رہے ہوں۔ انٹیلی جنس کی عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ وہاں لوگوں کی خاصی چہل پہل تھی۔ ڈریکولا بنا عمران کو سب بھوت سمجھ رہے تھے۔ عمارت کے گیٹ پر ایک باوری ملازم کھڑا تھا وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔ عمران سب لوگوں سے بے نیاز لڑکھڑاتا ہوا

آگے بڑھا۔

"اے کون ہو تم اور اس حالت میں کہاں گھسے جا رہے ہو۔ جانتے نہیں یہ انٹیلی جنس کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔ باوردی ملازم نے عمران کو روکتے ہوئے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوں، بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں پیارے کہ یہ انٹیلی جنس کا دفتر ہے کوئی بوچر خانہ نہیں"۔ عمران نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا تو وہ عمران کو پہچان کر بری طرح سے چونک پڑا۔

"عمران صاحب آپ، اوہ یہ آپ کس حالت میں یہاں آگئے ہیں۔ صاحب نے آپ کو اس حالت میں دیکھ لیا تو وہ آپ کو اسی وقت گولی مار دیں گے"۔ اس نے عمران کو پہچانتے ہوئے جلدی جلدی سے کہا۔

"ہارر ناول پڑھ کر یہ حالت ہو گئی ہے اور تمہارے صاحب کا حکم ہے کہ فوراً ان کے پاس پہنچوں"۔ عمران نے لڑکھڑاتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ باوردی ملازم نے اسے روکنے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران بھلا اس کی کہاں سننے والا تھا۔ عمران اسی انداز میں چلتا ہوا سر عبدالرحمان کے آفس کی جانب بڑھنے لگا۔ آفس کے باہر ان کا پرانا اردلی کھڑا تھا۔ بھوت نما اس عجیب و غریب آدمی کو اس طرف آتا دیکھ کر اس کی تیوری پر بل پڑ گئے۔ عمران جیسے ہی اس کے قریب پہنچا اسی وقت سر عبدالرحمان کے آفس سے سپرنٹنڈنٹ فیاض باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جسے کھول کر وہ پڑھتا ہوا کمرے سے باہر آ رہا تھا۔ فائل پڑھتے پڑھتے اس نے نظریں اٹھا کر عمران کی

جانب دیکھا پھر فائل کو دیکھنے لگا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے زبردست انداز میں چونکتے ہوئے عمران کی جانب پھر دیکھا اور وہ آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھتا رہ گیا۔

پہلے تو اس کے چہرے پر زمانے بھر کی حیرت چھائی رہی پھر اس کی آنکھیں اور چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"کیا مطلب، کون ہو تم اور اس طرح منہ اٹھائے کہاں جا رہے ہو"۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے عمران کو غصے سے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"لو اب سوپر فیاض نے بھی مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ ایک ہارر ناول پڑھ کر میں نے ایسا کون سا جرم کیا ہے جو ہر کوئی مجھ سے یہی پوچھ رہا ہے کہ میں کون ہوں"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ تت، تم اور اس حلیئے میں"۔ سوپر فیاض نے عمران کی جانب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس حلیئے سے تمہاری کیا مراد ہے۔ پھر تم اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ ڈیڈی نے مجھے فون کیا تھا اس وقت میں ہارر ناول پڑھ رہا تھا کہ ڈیڈی نے فون پر دھمکی دی کہ میں جہاں ہوں جس حال میں ہوں فوراً ان کے آفس پہنچ جاؤں ورنہ وہ مجھے گولی مار دیں گے۔ اب حکم حاکم مرگ مفاجات کے مصداق مجھے اس حالت میں یہاں آنا پڑا۔ اس میں میرا کیا قصور"۔ عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"ہونہہ، صاحب نے تمہیں جلد سے جلد آفس میں آنے کے لئے کہا ہوگا یہ نہیں کہا ہوگا کہ تم اس بے ہودہ انداز میں یہاں چلے آؤ"۔ سوپر فیاض نے سر عبدالرحمان کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

"اماں، تو کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ میں بھابھی کے ہاتھوں روزانہ تمہارے سر پر پڑنے والے سینڈلوں کی قسم کھاتا ہوں کہ ڈیڈی نے ایسا ہی کہا تھا۔ اگر یقین نہیں آتا تو بے شک ڈیڈی سے پوچھ لو۔ ڈیڈی، ڈیڈی"۔ عمران نے جلدی سے کہا اور پھر سر عبدالرحمان کے کمرے کی جانب منہ کر کے انہیں آوازیں دینے لگا۔

"کک، کیا کر رہے ہو احمق۔ تمہارے ساتھ اس حالت میں صاحب نے مجھے دیکھ لیا تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی گولی مارنے سے دریغ نہیں کریں گے"۔ سوپر فیاض نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"سرکاری آدمی کو سرکاری گولی کھاتے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ چلو آج یہ حسرت بھی پوری ہو جائے گی"۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کہا اور سر عبدالرحمان کے کمرے کی جانب بڑھا یہ دیکھ کر سوپر فیاض کے سچ مچ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے عمران کے آگے آ کر اس کا راستہ روک لیا۔

"میں تمہیں اس حالت میں صاحب کے پاس نہیں جانے دوں گا"۔ اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو تم کیا چاہتے ہوں میں یہ لباس اتار کر اندر جاؤں۔ تب تو

ڈیڈی واقعی میں مجھے گولیاں مار دیں گے اور ویسے بھی قدرتی لباس میں ان کے سامنے جاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے اس لئے میں تو چلا"۔ عمران نے کہا اور پھر سوپر فیاض کو جھکائی دے کر تیزی سے سر عبدالرحمان کے کمرے میں داخل ہو گیا اور سوپر فیاض اپنی جگہ یوں ساکت ہو گیا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی ہلا کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

سر عبدالرحمان اپنے کمرے میں بڑی سی میز کے پیچھے دانتوں میں سگار دبائے اور سر جھکائے کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھے۔

"السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔ کیا میں علی عمران، بندہ نادان، ہیچ مدان، فرزند چنگیزی خاندان آپ کے کمرے میں داخل ہونے کی جرأت کر سکتا ہوں"۔ عمران نے ان کے سامنے جا کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔ اس کی آواز سن کر سر عبدالرحمان نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی ان کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگار نکل کر گر پڑا۔

"یہ تم، اس بے ہودہ حلیئے میں"۔ انہوں نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈیڈی، آپ نے فوری طور پر اور جس حالت میں ہوں اسی حالت میں آفس پہنچنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس وقت میں ہارر ناول پڑھ رہا تھا۔ آپ کا حکم سن کر میں یہاں دوڑا آیا ہوں۔ دیکھ لیجئے میں آپ کا کس قدر تابعدار بیٹا ہوں۔ تیں نے یہاں پہنچنے میں دیر تو نہیں

لگائی ناں"۔ عمران نے جلدی جلدی سے کہا۔ اس کی بات سن کر سر عبدالرحمان چند لمحے تو اس کی جانب پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہے پھر ان کا چہرہ غیض و غضب سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ غصے کے مارے ان کے عضلات پھڑکنے لگے۔

" تم احمق، جاہل، بے ہودہ۔ تمہیں اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ کسی آفس اور اپنے باپ کے سامنے کس حلیئے میں جایا جاتا ہے۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ انہوں نے غیض و غضب سے چیختے ہوئے کہا اور میز کا دراز کھول کر اس میں سے اپنا بھاری سرکاری ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا انہوں نے نہایت غصیلے انداز میں اس پر فائر کر دیا۔

" ارے ارے ڈیڈی آپ گولی کیوں چلا رہے ہیں۔ ارے مم، میں۔ میں"۔ عمران نے بوکھلا کر ادھر ادھر ہوتے ہوئے کہا لیکن عمران کو اس حالت میں دیکھ کر سر عبدالرحمان کا خون نقطہ کھولاؤ سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ غیض و غضب میں وہ عمران پر فائر جھونکتے گئے اور عمران اگر سنگ آرٹ کا مظاہرہ نہ کرتا تو ساری گولیاں یقیناً اس کے جسم میں اتر گئی ہوتیں۔ سر عبدالرحمان نے غصے میں اس پر اپنا پورا ریوالور خالی کر دیا تھا۔

عمران کو صحیح سلامت اور اپنا ریوالور خالی ہوتا دیکھ کر انہوں نے اور زیادہ غصے میں آتے ہوئے اس پر خالی ریوالور کھینچ مارا جسے عمران نے بڑی پھرتی سے کیچ کر لیا۔ سر عبدالرحمان دھم سے کرسی پر بیٹھ گئے

اور انہوں نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

" گگ، گولیاں ختم ہو گئی ہیں کہیں تو بازار سے لا کر اس میں بھر دوں"۔ عمران نے ان کی جانب بڑی سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یو شٹ اپ نانسنس۔ ڈیم فول، نکل جاؤ یہاں سے اور آئندہ کبھی مجھے اپنی منحوس شکل نہ دکھانا۔ گیٹ آؤٹ فرام مائی آفس"۔ انہوں نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو اس سرکاری ریوالور کو بیچ کر بازار سے اپنے لئے کوئی ریڈی میڈ سوٹ خرید لوں"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

" عمران"۔ سر عبدالرحمان اس بری طرح سے دھاڑے کہ کمرے کی در و دیواریں لرز کر رہ گئیں اور عمران نے گھبرا کر ان کا ریوالور میز پر رکھا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ باہر سوپر فیاض، اردلی اور کئی آفیسر پریشان انداز میں کھڑے تھے۔ وہ شاید وہاں فائروں کی آواز سن کر جمع ہوئے تھے۔

" توبہ، توبہ۔ ڈیڈی کا خون تو چچا چنگیز خان سے بھی زیادہ گرم ہے۔ نجانے مجھ سے کیا خطا ہو گئی تھی جو انہوں نے ایمرجنسی کال کر کے مجھے یہاں بلایا اور پھر مجھ پر سوچے سمجھے بغیر گولیاں چلا دیں۔ اب گھر جا کر پتہ چلے گا کہ مجھے گولیاں کہاں کہاں لگی ہیں"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر وہاں موجود کئی آفیسر کے

لبوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ سوپر فیاض کا چہرہ بھی ان کے سامنے خفت اور پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے عمران کو پکڑا اور اسے زبردستی گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے میں لے جانے لگا۔

" ارے ارے ابھی میں زندہ ہوں بھائی۔ تم تو مجھے اس طرح گھسیٹ رہے ہو جیسے مذبح خانے میں کٹے ہوئے جانوروں کو گھسیٹا جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" بکو مت"۔ سوپر فیاض غرایا اور اسے اپنے کمرے میں لے آیا۔ کمرے میں لا کر اس نے عمران کو سامنے صوفے پر دھکیل دیا اور پھر پلٹ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

" عمران، آخر تم کس چیز کے بنے ہوئے ہو۔ اس قدر احمقانہ حرکتیں کر کے تمہیں آخر کیا ملتا ہے"۔ اس نے دروازہ بند کر کے عمران کے پاس آتے ہوئے بے بسی اور پریشانی کے عالم میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر غصے اور ناگواری کے تاثرات تھے۔

" وہی جو تمہیں ملتا ہے"۔ عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

" حرکت، حرکت ہوتی ہے پیارے اور اسی میں برکت ہے۔ تم غصے اور افسر شاہی سے حرکت کر کے لوگوں کو خوفزدہ کر کے ان پر رعب جھاڑ کر ہر ماہ اپنے بینک بیلنس میں اضافہ کرتے رہتے ہو۔ میں حقیر فقیر بندہ تقصیر ایسی حرکتیں اس لئے کرتا ہوں کہ میری حالت زار دیکھ کر شاید ڈیڈی کا دل پگھل جائے اور وہ مجھے ایک بار پھر اپنی فرزندی میں لے کر میرے بینک بیلنس میں کچھ ڈال دیں تاکہ میں

اپنے ملازم جناب آغا سلیمان پاشا کی برسوں کی تنخواہ اس کی ناک پر مار کر اس سے چھٹکارہ حاصل کر لوں۔ جس نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرے معدے کے ساتھ ساتھ میرا دماغ بھی چوپٹ کر دیا ہے۔ مگر ایسی حرکتیں دیکھ کر ڈیڈی مجھ پر ترس کھانے کے بجائے مجھ پر گولیاں برسانا شروع کر دیں تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔ عمران نے بے چارگی سے کہا۔

" ہونہہ، تم احمقانہ حرکتوں سے مر کر بھی باز نہیں آ سکتے۔ جانتے ہو صاحب نے تمہیں یہاں کیوں بلایا تھا"۔ سوپر فیاض نے میز کے گرد گھوم کر اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" تمہاری وردی اتار کر مجھے پہنانے کے لئے تاکہ اس سیٹ پر کوئی تو قابل اور محنتی آفیسر آ کر بیٹھے"۔ عمران نے کہا۔

" ہونہہ، مذاق چھوڑو۔ سر عبدالرحمان نے تمہیں ......" سوپر فیاض نے جھلا کر ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بجی اور وہ بولتے بولتے رک گیا۔

" یس، اوہ یس سر۔ یس سر فرمایئے"۔ سوپر فیاض نے پہلے عام روٹین میں پھر جلدی سے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بوکھلائے ہوئے انداز سے عمران سمجھ گیا کہ سر عبدالرحمان کی کال ہے۔

" ٹھیک ہے سر، میں ابھی آ رہا ہوں۔ رائٹ سر"۔ سوپر فیاض نے

کہا اور پھر فون بند کر کے ایک طویل سانس لینے لگا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم دو منٹ یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں "۔اس نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک فائل نکالی اور اسے عمران کی جانب بڑھا دیا۔

" میرے آنے تک اس فائل کو ایک بار پڑھ لو۔ تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ تمہارے ڈیڈی نے تمہیں یہاں کیوں بلوایا تھا"۔اس نے کہا اور پھر فائل عمران کو پکڑا کر اپنی کیپ سر پر درست کرتے ہوئے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران نے فائل کر الٹ پلٹ کر دیکھا پھر اسے کھول لیا۔ فائل میں فل اسکیپ کے دو پیپر کلپڈ تھے۔جس پر عجیب سی لکھائی میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس لکھائی اور کاغذ کے اوپر لکھے ہوئے " سپر سیکرٹ ایجنٹ عمران " کو پڑھ کر وہ اس بری طرح سے اچھلا جیسے سر عبدالرحمان کی چلائی ہوئی گولی بھول بھٹک کر اچانک اس کی ٹانگ میں آ لگی ہو۔ اس کی نظریں کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر پر پھسلتی چلی گئیں۔وہ جوں جوں تحریر پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے سائے لہرانے شروع ہو گئے تھے۔ دوسرا صفحہ اور اس کے آخر میں لگی ہوئی ایک اسٹیمپ اور اس پر دستخط کے نشان دیکھ کر وہ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" ایکسٹو کے راز سے یہ شخص واقف ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن

ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔اس نے الجھے لہجے میں کہا۔ پھر وہ نہایت تیزی کے ساتھ سوپر فیاض کے کمرے سے نکلا اور تقریباً بھاگتا ہوا انٹیلی جنس کے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

انٹیلی جنس کے آفس سے نکلتے ہی وہ اپنی سپورٹس کار میں سوار ہوا اور نہایت تیز رفتاری سے انٹیلی جنس کی عمارت سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ہال نما کمرے میں ایک بیضوی میز کے گرد چھ قوی ہیکل اور مضبوط جسموں والے ایکریمین خاموش اور ساکت بیٹھے تھے۔ ان کے جسم انتہائی ٹھوس اور فولادی نظر آرہے تھے۔ ان کی آنکھوں اور چہروں پر حد درجے سختی اور سفاکی جیسے ثبت دکھائی دے رہی تھی۔ انہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہن رکھے تھے۔ وہ سب انتہائی لڑاکا اور بربریت پسند بدمعاش تھے۔ ان کا تعلق ایکریمیا کی ایک دہشت گرد تنظیم ریڈ سٹارز سے تھا۔ جنہوں نے پورے ایکریمیا میں اپنی بدمعاشی، طاقت اور سفاکی کے نشان ثبت کر رکھے تھے۔

ریڈ سٹارز کے کل چھ ممبر تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر ظالم، سفاک اور انتہائی درندہ صفت جو انسانوں پر ظلم و تشدد کی انتہا کر کے ایسی موت مارتے تھے کہ مرنے والے کی روح تک صدیوں تک تڑپتی اور بلبلاتی رہتی تھی۔ اس تنظیم کا ہر رکن اپنی جگہ ایک مکمل اور ہر قسم

کے اختیارات کا خود مالک تھا۔ کوئی کسی کو جواب دہ نہ ہوتا تھا۔ اپنی من مرضی سے وہ جو چاہے کر سکتا تھا۔ کسی کو ایک دوسرے کے کاموں میں مداخلت کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔

وہ سب ہمیشہ الگ الگ رہ کر کام کرنے کے عادی تھے۔ لیکن جب انہیں کوئی بڑا پراجیکٹ ملتا اور ان کی توقع سے بڑھ کر معاوضہ ملتا تو وہ ایک ساتھ نظر آتے تھے اور ایک دوسرے سے مل بیٹھ کر باقاعدہ صلاح مشورے کرتے تھے اور پھر اپنے ایک ساتھی جسے وہ گریٹ ماسٹر کہتے تھے کو باس بنا کر اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ گریٹ ماسٹر کی سرکردگی میں وہ ہر مشن کو سپیشل مشن کہتے تھے۔ سپیشل مشن کے لئے وہ بغیر گریٹ ماسٹر کے حکم کے کوئی کام نہیں کرتے تھے اور گریٹ ماسٹر بھی اس وقت ان کا مکمل اور سخت گیر باس بن جاتا تھا۔ اس کے پلان اور اس کی کاردگی ہمیشہ بے مثال اور کامیاب ہوتی تھی اور وہ ان سب سے زیادہ ذہین اور طاقتور بھی تھا۔

گریٹ ماسٹر کا اصل نام جیکارٹی تھا مگر سپیشل مشن کے دوران اسے سب گریٹ ماسٹر ہی کہتے تھے۔

گریٹ ماسٹر اس وقت سامنے والی کرسی پر بیٹھا ان سب کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"پاکیشیا کے سپیشل مشن میں آپ سب کو کھل کر کام کرنے کا موقع ملے گا۔ یہاں ہم نے ایسی کارروائیاں کرنی ہیں کہ یہاں کی انٹیلی جنس، ملٹری انٹیلی جنس، یہاں کی سیکرٹ سروس اور قانون کا

تحفظ کرنے والی تمام ایجنسیاں بری طرح سے الجھ کر رہ جائیں۔ اس کام کے لئے ایکریمیا ہمیں تمام سہولیات دے گا۔ یہاں ہر طرح کا ہمیں اسلحہ بھی مل جائے گا۔ رہائش گاہیں، سفری سہولیات اور وہ سب کچھ جس کی ہمیں ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی جس نے ہمیں پاکیشیا میں کام کرنے کے لئے ہائر کیا ہے وہ چاہتی ہے کہ ہم پاکیشیا میں ہر طرف قتل و غارت، لوٹ مار اور آگ و خون کا بازار گرم کر دیں اور اس انداز میں کام کریں کہ پاکیشیا کی پوری مشینری جام ہو جائے۔ تمام سرکاری ایجنسیاں صرف اور صرف ملک کی اندرونی صورتحال سنبھالنے میں مصروف ہو جائیں۔ بیرونی تمام سرگرمیوں سے ان کا دھیان ہٹ جائے"۔ گریٹ ماسٹر نے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن گریٹ ماسٹر ایکریمیا نے اس مشن کے لئے ریڈ سٹارز کو ہی کیوں ہائر کیا ہے"۔ گریٹ ماسٹر کے خاموش ہوتے ہی دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ریڈ سٹار جس کا نام انتھونی تھا نے پوچھا۔ یہ ریڈ سٹار نمبر دو تھا۔

ریڈ سٹارز نے عمر اور طاقت کے لحاظ سے ایک سے چھ تک اپنے لئے نمبرز مخصوص کر رکھے تھے۔ جیکارٹی یعنی گریٹ ماسٹر کا نمبر ایک تھا۔ دو نمبر انتھونی کا تھا۔ تین اور چار آرگر اور شارکی کا تھا۔ پانچواں نمبر مارٹن کا تھا اور چھٹا نمبر ٹریگ نامی غنڈے کا تھا۔ یہ سب اپنے اپنے فن میں یکتا تھے۔ جیکارٹی طاقت اور ذہانت کے لحاظ سے ان سب سے

برتر تھا۔ البتہ ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ وہ سب مارشل آرٹس کے بہترین فائٹر سمجھے جاتے تھے جن کا مقابلہ کرتے ہوئے اچھے اچھوں کو پسینہ آ جاتا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ایکریمیا اور اس کی ارد گرد کی ریاستوں کے راسکل گروپ اور بعض سرکاری ایجنسیاں بھی ریڈ سٹارز کے نام سے لرزتی تھیں۔

"تم نے یہ بات کس ایما پر کہی ہے"۔ گریٹ ماسٹر نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گریٹ ماسٹر پاکیشیا ایک انتہائی مفلوک الحال، پسماندہ اور بے ضرر لوگوں کا ملک ہے۔ یہاں تو ویسے ہی صوبائی تعصب پایا جاتا ہے۔ اس ملک کی جڑیں یہ لوگ خود ہی کمزور اور کھوکھلی کرتے جا رہے ہیں پھر ہم جیسی بڑی اور طاقتور تنظیم کو ہائر کر کے یہاں دہشت گردی اور تباہی پھیلانے کے لئے کیوں بھیجا گیا ہے۔ یہاں ایسے معمولی کام کرنے کے لئے کسی عام تنظیم کو ہائر کیا جائے تو وہ بھی ایسا کر سکتے تھے۔ پھر ہمیں ہی اس کام کے لئے ایکریمیا نے کیوں منتخب کیا ہے اور اس کام کے لئے انہوں نے ہمیں جس قدر بھاری معاوضہ دینے کا وعدہ کیا ہے اسے بھی سن کر میں حیران ہوں۔ اگر پاکیشیا کو تباہ و برباد ہی کرنا لازم ہے تو وہ دوسرے مشرق وسطیٰ کے ملکوں جیسا حال خود بھی کر سکتا تھا۔ میرے خیال کے مطابق پاکیشیا کو مٹانے کے لئے ایکریمیا کا ایک جنگی بحری بیڑا ہی کافی ہو سکتا ہے"۔ انتھونی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تمھاری تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں انتھونی۔ ایکریمیا جیسا سپرپاور ملک واقعی کسی بھی ملک کو نہایت آسانی کے ساتھ نہ صرف اپنا غلام بنا سکتا ہے بلکہ اسے مٹا بھی سکتا ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے بھی اس سرکاری ایجنسی سے بات کی تھی مگر انہوں نے مجھے کچھ بتانے سے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے دس کروڑ ڈالر معاوضہ ہمیں دینے کی بات کی تو میں دنگ رہ گیا۔ اتنا معاوضہ حاصل کرنے اور وہ بھی ایک معمولی سا کام کرنے کے لئے ہمیں مل رہا تھا تو میں بھلا ان سے کچھ اور کیا پوچھ سکتا تھا۔ میں نے ان کا کام کرنے کی فوراً حامی بھر لی اور آپ سب کو لے کر یہاں پہنچ گیا"۔ گریٹ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ماسٹر۔ اس کے پیچھے ان کا کوئی تو مقصد ہوگا۔ آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ صرف سرکاری ایجنسیوں کو الجھانے کے لئے ہم سے یہ کام لے رہے ہیں"۔ ریڈ سٹار نمبر فور شارکی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ہمیں ڈمی کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہو۔ ایکریمیا کی کوئی سرکاری ایجنسی پاکیشیا یا پاکیشیا کے کسی ہمسایہ ملک کے خلاف کوئی خفیہ کارروائی کرنا چاہتی ہو۔ پاکیشیا کی سرکاری ایجنسیاں جب ہمارے پیچھے لگ جائیں گی تو انہیں آزادی سے کام کرنے کا موقع مل جائے گا"۔ گریٹ ماسٹر نے جواب دیا۔

"ہاں، لگتا تو ایسا ہی ہے بہرحال اس قدر بھاری معاوضہ حاصل

کرنے کے بعد ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم یہاں بیٹھے سر کھپاتے رہیں کہ ایکریمیا کا اس ہولناک تباہی کے پیچھے کیا مقصد ہے۔ ہمیں تو کام سے غرض ہے اور کام بھی ہمارے مطلب کا ہے۔ دنگا فساد، ہولناک تباہی اور خون خرابہ اور پھر ہمیں یہ بھی تو آزادی دی جا رہی ہے کہ ہم یہاں کھل کر کام کر سکتے ہیں۔ مجھے تو بس آپ اجازت دیں گریٹ ماسٹر میں یہاں خون کی ندیاں بہا دوں گا"۔ ریڈ سٹار نمبر چھ ٹریگ نے سر جھٹکتے ہوئے سفاکی سے کہا۔

"ٹریگ ٹھیک کہہ رہا ہے کام ہمارے مطلب کا ہے اور یہاں کے لوگ بھی تھکے ماندے ذہنوں کے مالک ہیں۔ انہیں مارنے میں ہمیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا"۔ ریڈ سٹار تھری آرگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے پھر ہمیں آج سے ہی اپنا کام شروع کر دینا چاہئے۔ اس وقت آپ کو یہاں بلانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ ہم سب اپنے اپنے نیٹ ورک اور علاقے طے کر لیں اور یہ کہ ہمیں کہاں کہاں اور کیا کرنا ہے"۔ گریٹ ماسٹر نے کہا۔

"یہ سب طے کرنا آپ کا کام ہے گریٹ ماسٹر۔ ہم تو سپیشل مشن میں آپ کے حکم کے غلام ہیں"۔ انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پر دوسرے ممبر اور گریٹ ماسٹر بھی مسکرا دیا۔

گریٹ ماسٹر نے جیب سے چند کاغذ نکالے اور پھر ایک ایک کاغذ ان کو دے دیا۔ وہ کاغذ کھول کر پڑھنے لگے۔

"میں نے ان کاغذوں میں آپ سب کے لئے علیحدہ علیحدہ پلاننگ لکھ دی ہے۔ آپ اپنے اپنے طور پر کام کریں گے اور اس ملک کو زیادہ سے زیادہ تباہی و بربادی سے ہمکنار کریں گے۔ فی الحال ہماری کارروائیاں پاکیشیا کے دارالحکومت تک محدود رہیں گی پھر ہم اپنا سرکل پورے ملک میں پھیلا دیں گے۔ دارالحکومت میں کارروائی کا مقصد یہ ہے کہ حکومتی ایجنسیوں کے تمام ہیڈ کوارٹر یہیں موجود ہیں۔ ان سب کو ایک ساتھ اٹھانے میں یہاں ہمیں زیادہ کامیابی مل سکتی ہے"۔ گریٹ ماسٹر نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باقی تمام سرکاری ایجنسیوں کو تو ہم سنبھال لیں گے لیکن گریٹ ماسٹر سنا ہے یہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک اور فعال ہے۔ ان میں خاص طور پر علی عمران نامی شخص کو دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور، ذہین اور خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں یہاں تک مشہور ہے کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کئی اسرائیلی، ایکریمی اور روسیاہی ایجنٹوں کی گردنیں توڑ دی ہیں۔ بڑے بڑے ملکوں کی بڑی بڑی سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیاں اس کے نام سے تھراتی ہیں اور وہ ایک بار کسی کے پیچھے لگ جائے تو قبر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا"۔ ریڈ سٹار نمبر پانچ مارٹن نے جو اب تک خاموش بیٹھا تھا اپنا کاغذ پڑھ کر ان سب سے قدرے پریشان انداز میں مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی بات سن کر گریٹ ماسٹر سمیت سب چونک پڑے۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس، علی عمران۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو مارٹن۔ پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس اس قدر طاقتور اور فعال کیسے ہو سکتی ہے"۔ انتھونی نے حیران ہو کر پوچھا۔ دوسرے ممبروں اور گریٹ ماسٹر کے چہرے پر بھی حیرت لہرا رہی تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران سے قطعی نابلد تھے۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا میرا کبھی سامنا تو نہیں ہوا مگر ان کے کارناموں کے ناقابل یقین واقعات ایکریمیا میں بھی مشہور ہیں۔ انہوں نے ایکریمیا کی بھی کئی نامور اور طاقتور ایجنسیوں اور ایجنٹوں کو ختم کیا ہے اور ایکریمیا میں ایسی ایسی کارروائیاں کی ہیں کہ ایکریمیا کی حکومت بھی ان سے خوف کھانے لگی ہے"۔ مارٹن نے کہا اور پھر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے کارناموں کی انہیں تفصیل بتانے لگا جسے سن کر ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ، پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر اتنی ہی خطرناک ہے تو پھر ہمیں یہاں اتنا بھاری معاوضہ دے کر ایسے ہی نہیں بھیجا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران سے ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرنا ہو گا"۔ انتھونی نے قدرے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران ہماری طرح انسان

ہی ہوں گے۔ آسمان سے اتری ہوئی انوکھی مخلوق یا ان کا تعلق جن
بھوتوں سے تو نہیں ہو سکتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ مجھے سرکاری عمارتیں
تباہ کرنے اور سرکاری لوگوں کو مارنے کی بجائے سیکرٹ سروس اور
علی عمران کے خاتمے کا ٹارگٹ دے دیا جائے۔ ان سے اگر میرا ٹکراؤ
ہوا تو میں انہیں بتا دوں گا کہ میں کس قدر خوفناک اور کس حد تک
طاقتور ہوں۔ ان سب کو میں چیونٹیوں کی طرح اپنے پاؤں تلے مسل
کر رکھ دوں گا"۔ ٹرگیف نے منہ بناتے ہوئے نہایت سخت لہجے میں
کہا۔

" میرا بھی یہی خیال ہے۔ چار ریڈ سٹارز پاکیشیا میں تباہی اور
بربادی پھیلانے پر لگ جائیں اور ٹرگیف کے ساتھ ساتھ مجھے پاکیشیا
سیکرٹ سروس اور علی عمران کے خاتمے کا ٹارگٹ دے دیا جائے۔ اگر
وہ واقعی بہادر اور طاقتور ہیں تو ان لوگوں سے لڑ کر ہمیں واقعی لطف آ
جائے گا"۔ ریڈ سٹارز نمبر چار شارکی نے ٹرگیف کی ہاں میں ہاں ملاتے
ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے اگر تم دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران
کے خاتمے کے لئے کام کرنا چاہتے ہو تو مجھے اس کے لئے کوئی اعتراض
نہیں۔ لیکن بہرحال ہمارا گروپ چھ افراد پر مشتمل ہے تم میں سے اگر
کسی کو معمولی سی خراش بھی آئی تو اس کی تکلیف مجھے ہو گی۔ اس لئے
پوری احتیاط اور خود کو ان سے محفوظ رکھ کر ان پر وار کرنا"۔ گریٹ
ماسٹر نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا گریٹ ماسٹر۔ ہم آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل
کریں گے"۔ ٹرگیف اور شارکی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" تو ٹھیک ہے تم لوگ اپنے اپنے طور پر کام کرو۔ میں اپنے طور پر
کام کروں گا۔ ایک دوسرے کی خیریت اور رابطے کے لئے تم سب کے
پاس بی فور ٹرانسمیٹر موجود ہیں کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحے تم
ایک دوسرے سے رابطہ رکھ سکتے ہو اور ایک دوسرے کی مدد کرنا بھی
ہمارا اولین فرض ہو گا۔ ہماری رہائش گاہیں، سفری سہولیات اور اسلحہ
ان سب کی تفصیل کاغذوں میں درج ہے۔ اس کے علاوہ اگر تم
لوگوں کو کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو اس سلسلے میں تم مجھ سے بات
کر لینا میں اپنے ذرائع سے تمہارے لئے وہ سب کچھ مہیا کروں گا"۔
گریٹ ماسٹر نے کہا اور پھر ان کی میٹنگ برخاست ہو گئی۔ ایک
دوسرے سے ہاتھ ملا کر وہ سب وہاں سے رخصت ہو گئے۔

عمران کا ذہن آندھی وطوفان کی زد میں آیا ہوا تھا۔ سوپر فیاض نے
اسے جو فائل دی تھی اس میں کاران کے ایک سیکرٹ ایجنٹ فیصل
بن حیان کا سرکاری خط تھا۔ جس میں اس نے کارانی کوڈ میں عمران
کے لئے ایک انتہائی ضروری میسج بھیجا تھا۔ اس خط میں فیصل بن
حیان نے عمران کو بطور سپر سیکرٹ ایجنٹ کے مخاطب کیا تھا۔
کارانی سیکرٹ ایجنٹ نے عمران کو سرکاری لیٹر پر ذاتی خط لکھا
تھا۔ اس نے واضح طور پر لکھا تھا کہ وہ علی عمران کو اچھی طرح سے جانتا
ہے۔ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا۔ اس نے کہاں کہاں تعلیم حاصل کی وہ
کب گھر سے علیحدہ ہوا اور کیسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بنیاد رکھی
گئی اور ایکسٹو کو بھی وہ اچھی طرح سے جانتا ہے۔ دانش منزل، رانا
ہاؤس حتیٰ کہ اس کے سب سے خفیہ ٹھکانے زیرو ہاؤس کے بارے
میں بھی اسے پوری معلومات حاصل تھیں۔ فیصل بن حیان کے خط

کے مطابق اس نے یہ تمام معلومات نہایت محنت اور طویل عرصہ
اس پر کام کر کے حاصل کی تھیں۔ اس نے ان تمام باتوں کے علاوہ
عمران کو یہ میسج دیا تھا کہ بہت جلد وہ ایک بہت بڑی اور خونخوار تنظیم
لے کر پاکیشیا آنے والا ہے۔ وہ کھلے عام اسے چیلنج کر رہا تھا کہ اگر
عمران کو ایکسٹو کا مفاد اور اس کی سلامتی عزیز ہے تو وہ اس کے راستے
اور اس کے مشن کو روکنے کی کوشش نہ کرے۔ عمران نے اگر اس
کے خلاف کام کرنے کی کوشش کی یا اس کے کسی ساتھی کو معمولی سا
گزند بھی پہنچایا تو وہ ایکسٹو کا راز ساری دنیا کے سامنے آشکارا کر دے
گا۔ یہ وہ باتیں تھیں جن کی وجہ سے عمران جیسا شخص بھی بری طرح
سے ہل گیا تھا۔ فیصل بن حیان کارانی سیکرٹ ایجنٹ کو وہ بالکل
نہیں جانتا تھا۔ دوسرے کاران ان کا ہمسایہ ملک تھا اور پاکیشیا کے
اس ملک سے بہت اچھے تعلقات تھے جو دوستی سے کہیں زیادہ گہرے
اور مضبوط تھے۔ پھر کارانی ایجنٹ پاکیشیا میں کیا مشن لے کر آ رہا تھا
اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ آخر کار عمران کا اس قدر اہم اور
عرصے سے چھپا ہوا راز اسے کیسے معلوم ہو گیا تھا۔ اس سلسلے میں
عمران نے وزارت خارجہ کے تحت جو سرکاری فائلیں بنا رکھی تھیں
ان میں ایک فائل عمران کے پاس اور دوسری سر سلطان کی تحویل میں
تھی۔ جب تک کوئی ان فائلوں کو نہیں دیکھ لیتا اس وقت تک
ایکسٹو کا راز کسی بھی صورت میں نہیں جانا جا سکتا تھا۔ کارانی ایجنٹ
فیصل بن حیان نے جو تفصیل لکھی تھی اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا

کہ کسی طرح اس کی ذاتی فائل یا پھر سر سلطان کے سٹرانگ روم سے فائل یا فائل کی تفصیل حاصل کر لی گئی ہے۔ لیکن یہ بات بھی ناممکنات میں سے تھی۔ ایک فائل جو عمران کے پاس تھی اسے عمران نے ایسی خفیہ جگہ چھپا رکھا تھا جس تک پہنچنا ناممکنات میں سے تھا۔ دوسرے سر سلطان کے سٹرانگ روم میں جو دیوار گیر سیف بنایا گیا تھا اس میں عمران نے ایک ایسا خفیہ خانہ بنا رکھا تھا جسے اگر سر سلطان کے علاوہ کوئی اور کھولنے کی کوشش کرتا تو سر سلطان کے آفس، ان کے گھر اور خاص طور پر دانش منزل میں لگا ہوا سپیشل الارم بج اٹھتا اور غیر محتاط طریقے سے کھولے گئے خفیہ خانے میں موجود ایکسٹو کی فائل ایک لمحے میں جل کر راکھ میں تبدیل ہو جاتی۔ اس طرح اس میں موجود معلومات کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چلتا۔ پھر فیصل بن حیان کو ان سب باتوں کا علم کیسے ہوا۔ دوسرے اس نے جس طرح کارانی زبان میں خط لکھا تھا اور اس پر سرکاری مہر لگا کر اور نیچے دستخط کئے تھے اس بات نے بھی عمران کو پریشان کر رکھا تھا۔ اگر فیصل بن حیان نے یہ سب کچھ لکھنا تھا تو اس نے اس پر سرکاری مہر کیوں لگائی اور خط کو انٹیلی جنس کے دفتر میں کیوں بھیجا۔

ایک تو عمران کے لئے یہی بات پریشانی سے کم نہیں تھی کہ کارانی ایجنٹ ایکسٹو ہونے کے راز سے واقف ہے دوسرے اس نے کھلے عام اس خط کو انٹیلی جنس کے آفس میں بھیج دیا تھا جو لامحالہ سر عبدالرحمان کی ڈاک میں ان کے پاس پہنچا ہوگا۔ انہوں نے عمران

کے پرسنل لیٹر کو کھول لیا ہوگا۔ سر عبدالرحمان کو کارانی کوڈ زبان نہیں آتی تھی اور نہ ہی انٹیلی جنس میں عمران کسی ایسے شخص کو جانتا تھا جو کارانی کوڈ زبان سے واقف ہو لیکن یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ عجیب و غریب کارانی کوڈ تحریر پڑھوانے کے لئے سر عبدالرحمان تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کسی کارانی زبان جاننے والے ایکسپرٹ کو وہاں بلوا لیتے۔ یہ سوچ کر عمران ایک بار پھر الجھ گیا تھا۔ وہ نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا دانش منزل پہنچا تھا۔

دانش منزل میں موجود بلیک زیرو نے عمران کو اس نئے حلیئے میں دیکھا تو مسکرائے بغیر نہ رہ سکا اور سمجھ گیا کہ عمران اپنی عادتوں سے مجبور ہو کر نئی اور انوکھی شرارت کے موڈ میں ہے۔ لیکن عمران جب آپریشن روم میں داخل ہوا اور بلیک زیرو نے اس کا پریشان سا چہرہ دیکھا تو وہ بھی پریشان ہو گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ......" سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے اس سے مخاطب ہو کر کہنا چاہا۔ لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور واش روم میں گھس گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واش روم میں نہا دھو کر اور لباس پہن کر باہر آ گیا جو اس نے ایمرجنسی طور پر وہاں رکھے ہوئے تھے۔ اس وقت بھی اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔ عمران اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

"عمران صاحب، خیریت تو ہے ناں"۔ بلیک زیرو چند لمحے عمران

کی جانب دیکھتا رہا پھر آخر اس سے نہ رہا گیا تو پوچھ بیٹھا۔

" بلیک زیرو، ایکسٹو کا ڈبہ گول ہو چکا ہے۔ اب ہمیں یہ سب کچھ چھوڑ کر سڑکوں پر سبزی بیچنا شروع کر دینا چاہیئے"۔ عمران نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب، یہ آپ کیا کہہ رہیں عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے پوچھا۔

" یہ میں نہیں کہہ رہا کارانی ایجنٹ فیصل بن حیان کہہ رہا ہے۔ یہ دیکھو"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور جیب سے کارانی خط نکال کر اسے دے دیا۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے خط دیکھا اور پھر کھول کر اسے پڑھنے لگا۔ جسے عمران اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ بلیک زیرو خط کا مضمون پڑھ کر بری طرح اچھل پڑا۔

" عمران صاحب، یہ۔ یہ"۔ بلیک زیرو نے خط پڑھ کر عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اس سے پہلے کہ ہم دوسروں کے سامنے شرمندہ ہوں ہمیں ایکسٹو کی سیٹ خالی کر کے کوئی کاروبار کر لینا چاہیئے"۔ عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ، لیکن یہ کیسے ہو گیا۔ ہمارا یہ راز کارانی ایجنٹ تک کیسے پہنچ گیا"۔ بلیک زیرو نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

" کیا، کیا یہ خط انٹیلی جنس کے پتے پر بھیجا گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے پوچھا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا کر اسے ساری تفصیل بتا

دی۔ جسے سن کر بلیک زیرو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔

" اوہ، کیا سر عبدالرحمان کارانی کوڈ زبان سمجھتے ہیں"۔ اس نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

" وہ تو کیا ان کے محکمے میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہے جو کارانی کوڈ زبان جانتا ہو۔ لیکن کارانی تحریر پڑھنے والے کسی ایکسپرٹ کو بھی تو محکمہ انٹیلی جنس میں بلایا جا سکتا ہے۔ خط پر کارانی سیکرٹ سروس کی باقاعدہ مہر ثبت ہے۔ ڈیڈی کو جب یہ خط ملا ہو گا تو لامحالہ میرا نام اور کارانی مہر دیکھ کر چونک پڑے ہوں گے۔ انہوں نے مجھے اسی لئے اپنے آفس میں بلایا ہو گا تا کہ مجھ سے پوچھ سکیں کہ میرا کارانی سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہے اور انہوں نے میرا خط ان کے آفس کے پتے پر کیوں بھیجا ہے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو پر خیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ خط باقاعدہ فائل میں تھا اور فائل آپ کو سوپر فیاض نے دی تھی"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

" خط فائل میں لگانے کے لئے ہی ڈیڈی نے سوپر فیاض کے حوالے کیا ہو گا۔ سارا خط کارانی کوڈ زبان میں ہے لیکن میرا نام سپر سیکرٹ ایجنٹ انگریزی میں ٹائپ کیا گیا ہے۔ شاید یہ پڑھ کر سوپر فیاض بھی چونکا ہو گا۔ اس نے سپر سیکرٹ ایجنٹ عمران کے حوالے سے ہی یہ خط مجھے دکھانے کی کوشش کی تھی۔ جسے لے کر میں نکل آیا۔ اب ہو سکتا ہے ڈیڈی کے ہاتھوں سوپر فیاض کی درگت بن رہی ہو"۔ عمران نے

پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ اس خط کی کاپی بھی تو کروا سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

" کارانی خط سیکرٹ سروس کے سپیشل کاغذ والے پیڈ پر تحریر کیا گیا ہے۔ اس کاغذ کو خاص کیمیکل سے بنایا جاتا ہے جس پر تحریر اور اسٹیمپ کی کسی بھی صورت میں کاپی نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے میں اس بات سے بے فکر ہوں۔ فکر مند صرف فیصل بن حیان سے ہوں کہ آخر وہ ہے کون اور اس تک معلومات......." ابھی عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسی وقت آپریشن روم میں سبز رنگ کا ایک بلب سپارک ہونے لگا۔ ساتھ ہی مترنم گھنٹی بجنے لگی اور وہ دونوں چونک پڑے۔

" اوہ، کسی ممبر کی ٹرانسمیٹر کال ہے۔ میں دیکھتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا اور اٹھ کر ایک مشین کی جانب بڑھ گیا۔ مشین آن کر کے اس نے دو تین بٹن آن کئے اور مائیک نکال کر اپنے سامنے رکھ لیا۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" صفدر بول رہا ہوں چیف۔ اوور"۔ دوسری طرف سے صفدر کی پریشان سی آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا جس سے عمران بھی اس کی آواز بخوبی سن رہا تھا۔

" کس لئے کال کی ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چیف، مس جولیا کو ان کے فلیٹ سے کسی ریڈ سٹارز تنظیم نے

اغوا کر لیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس کی رپورٹ سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران بھی بری طرح سے چونک پڑا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ جولیا اغوا ہو گئی ہے اور اسے اغوا کرنے میں کسی ریڈ سٹارز تنظیم کا ہاتھ ہے"۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔

" چیف میں مس جولیا سے ملنے ان کے فلیٹ میں گیا تو ان کے فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ مسلسل بیل اور دستک دینے پر مس جولیا نہ آئیں تو میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ فلیٹ میں ہر چیز ادھر ادھر بکھری ہوئی تھی یوں لگتا تھا جیسے مس جولیا نے کسی کے ساتھ زبردست جنگ کی ہو۔ ایک دو جگہ خون بھی گرا ہوا تھا جو شاید مس جولیا یا کسی حملہ آور کا تھا۔ کمرے کی میز پر ایک وزیٹنگ کارڈ پڑا تھا جس پر چھ سرخ ستاروں کا نشان بنا ہوا تھا۔ کارڈ پلاسٹک کیمیکل کا بنا ہوا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ جن حملہ آوروں نے مس جولیا کے فلیٹ میں حملہ کیا ہے انہوں نے جان بوجھ کر وہ کارڈ وہاں رکھا ہو گا۔ اوور"۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" میں مس جولیا کے فلیٹ میں ہی ہوں۔ مس جولیا کا ٹیلی فون سیٹ ٹوٹا پڑا ہے شاید اس پر فائر کیا گیا تھا۔ اس لئے میں واچ ٹرانسمیٹر

پر آپ سے بات کر رہا ہوں۔اوور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم وہیں رکو میں عمران کو کال کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔شاید وہاں کوئی ایسی کارآمد چیز یا کلیو مل جائے جس سے پتہ چل سکے کہ جولیا پر حملہ کرنے والے کون تھے اور انہوں نے جولیا کو کیوں اغوا کیا ہے۔اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ریڈ سٹارز نامی کوئی تنظیم ہمارے ملک میں سرگرم ہو گئی ہے۔لیکن ان کا جولیا کو اغوا کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ عمران کو ٹرانسمیٹر سیٹ بند کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے قدرے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"میں کوئی نجومی نہیں ہوں کہ زائچہ بنا کر معلوم کر لوں کہ جولیا کو کس نے اور کیوں اغوا کیا ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحے گھنٹی بجتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس، انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ کارانی تھا اس لئے بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران نے کاران کی انکوائری کا نمبر پریس کیا تھا۔

"دارالحکومت میں موجود رین بو ہوٹل کا نمبر بتائیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔

"رین بو ہوٹل"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

"میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ہوٹل کے مالک خیام بن سلطان سے بات کرائیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام پلیز"۔ دوسری طرف سے شائستہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"پرنس آف ڈھمپ"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہولڈ کیجئے پلیز۔میں ابھی بات کراتی ہوں"۔ نسوانی آواز نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔شاید اس کی حیرانی کی وجہ پرنس آف ڈھمپ کا نام تھا جسے سن کر عموماً لوگ یا تو مسکرانے لگتے تھے یا حیران ہو کر سوچنے پر مجبور ہو جاتے تھے کہ ڈھمپ نامی کون سا ملک یا کون سی ریاست ہے اور کہاں واقع ہے۔

"ہیلو"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔آپ کے ہوٹل کے کمرہ نمبر تیئس فورتھ فلور پر میرے ایک عزیز دوست جابر بن قاسم ٹھہرے ہوئے ہیں ان تک میرا پیغام پہنچا دیں کہ وہ باس سے فوری طور پر رابطہ کریں"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جابر بن قاسم۔اوہ جناب وہ تو دو روز قبل ہوٹل کا کمرہ چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ان کا آپ کے لئے پیغام تھا کہ وہ دو چار روز میں خود ہی پاکیشیا آ رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے خیام بن سلطان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت شکریہ"۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر فون بند کر دیا۔

"خیام بن سلطان۔ یہ تو کاران میں ہمارا فارن ایجنٹ ہے آپ نے اسے ڈائریکٹ ٹرانسمیٹر کال کیوں نہیں کی"۔ بلیک زیرو نے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ اس وقت آپریشن روم میں نہیں ہوٹل میں تھا۔ ویسے بھی میں نے اسے ہدایات دے رکھی ہیں کہ جب تک پرنس آف ڈھمپ اسے پیغام نہ دے وہ آپریشن روم سے یہاں کال نہ کرے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے اب وہ یہاں خود کال کرے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا تو جواب میں عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد اچانک وہاں ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی کی آواز گونجی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر سیٹ آن کر دیا۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔ عمران ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کے بی ایس بول رہا ہوں باس۔ اوور"۔ دوسری جانب سے خیام بن سلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کے بی ایس۔ تم کاران کی سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"سب کچھ باس۔ ان کے تمام کوائف میرے پاس موجود ہیں۔ اوور"۔ کے بی ایس نے جواب دیا۔

"ان میں کوئی فیصل بن حیان نامی ممبر ہے۔ اوور"۔ عمران نے

استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"فیصل بن حیان تو نہیں ہمیل بن حیان نامی ایک شخص ضرور ہے۔ اوور"۔ کے بی ایس نے جواب دیا۔

"اس کے آفس، رہائش گاہ کا فون نمبر ہے تمہارے پاس۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"ابھی تو نہیں ہے لیکن کوشش کر کے یہ نمبر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اوور"۔ کے بی ایس نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کے نام پتے، ان کی رہائش اور دفتروں کے پتے اور ان کے مکمل کوائف مجھے بھیج دو۔ اس کے بعد تمہیں ہدایات دے دی جائیں گے کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ اوور"۔ عمران نے اسے ہدایات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس میں تین چار گھنٹوں تک ان کے تمام کوائف اکٹھے کر لوں گا اور سپیشل کوریئر کے ذریعے آپ کو ارسال کر دوں گا۔ اس کے علاوہ باس میرے پاس آپ کے لئے ایک اطلاع بھی ہے۔ پرنس آف ڈھمپ کی کال آنے سے پہلے میں اس بات پر غور کر رہا تھا کہ وہ اطلاع آپ کو دوں یا نہ دوں۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ بات اہم بھی ہے اور غیر اہم بھی۔ اس لئے میں شش و پنج میں مبتلا تھا کہ میری دی ہوئی اطلاع اگر غیر اہم ہوئی تو آپ کہیں مجھ پر ناراض نہ ہو جائیں۔ اوور"۔ کے بی ایس نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

"اس اطلاع کا تعلق پاکیشیا کے مفاد سے وابستہ ہے۔ اوور"۔

عمران نے پوچھا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا باس۔ بہرحال ہماری اطلاعات کے مطابق ان دنوں کافرستان میں کچھ غیر معمولی سرگرمیاں دیکھنے میں آ رہی ہیں۔ چند روز قبل ایکریمیا کا ڈیفنس منسٹر کافرستان میں مختصر دورے پر غیر سرکاری طور پر گیا ہوا تھا۔ بظاہر تو اس کا دورہ قطعی غیر سرکاری معلوم ہوتا تھا مگر اس کے ہمراہ جو وفود تھا ان میں چند ایکریمیا کے ٹاپ کے سائنسدان بھی شامل تھے۔ ایکریمی ڈیفنس منسٹر اور دوسرے افراد کافرستان کی سیر و تفریح میں مصروف رہے پھر ان کو خاص طور پر ریڈ فورٹ کی سیر کرائی گئی۔ ریڈ فورٹ میں انتہائی سخت سیکورٹی انتظامات کئے گئے تھے۔ دوسری جگہوں کی سیر کے دوران ایکریمی ڈیفنس منسٹر کی نارمل سیکورٹی کی جاتی رہی تھی۔ لیکن ریڈ فورٹ میں اس قدر خصوصی انتظامات کئے گئے تھے جیسے وہاں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آنے کی توقع کی جا رہی ہو۔ وہاں سے تمام نیوز ایجنسیوں کو بھی ہٹا دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ریڈ فورٹ میں نہ صرف کافرستانی وزیراعظم، ڈیفنس منسٹر، بڑے بڑے سائنسدان اور بہت سے ایسے افراد موجود تھے جن کا اس طرح ایکریمی ڈیفنس منسٹر کے ہمراہ صرف سیر و تفریح کرنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا تھا۔ ریڈ فورٹ میں وہ سب تین سے چار گھنٹے تک موجود رہے تھے۔ اس کے فوراً بعد ایکریمی ڈیفنس منسٹر اپنے وفد کے ساتھ واپس ایکریمیا روانہ ہو گیا مگر اس کے ہمراہ جو سائنسدان گئے تھے ان میں سے چار سائنسدان شاید کافرستان

رک گئے تھے۔ وہ کافرستان میں کیوں رکے اور اس بات کی خبر میڈیا کو کیوں نہیں دی گئی اس پر بہت سے لوگوں نے حیرت ظاہر کی تھی لیکن پھر اس خبر کو بڑی سختی کے ساتھ دبا دیا گیا۔ کافرستان سے واپسی کے بعد ایکریمی ڈیفنس منسٹر کے ایکریمی صدر سے طویل اور خفیہ ملاقات کی۔ جس کے بعد وہ بے حد خوش نظر آتے تھے۔

بڑے بڑے وفود اور پرائم منسٹر کا ایکریمی ڈیفنس منسٹر کے ساتھ ریڈ فورٹ میں غائب رہنا۔ پھر چار ایکریمی سائنسدانوں کا کافرستان میں رکنا اور ایکریمی ڈیفنس منسٹر کا ایکریمی پریذیڈنٹ سے طویل اور خفیہ ملاقات کرنا انتہائی حیرت انگیز اور تشویش انگیز باتیں تھیں۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ایکریمیا اور کافرستان میں کسی خفیہ اور نہایت اہم پراجیکٹ پر سمجھوتہ کیا گیا ہے اور اس کا تعلق لامحالہ کسی نئی اور انوکھی سائنسی ایجاد سے ہو سکتا ہے۔ غیر سرکاری طور پر ایکریمی ڈیفنس منسٹر کا سائنسدانوں کو خفیہ اور دوسرے ناموں سے لے جانا حیرت انگیز باتیں تھیں اور چار ایکریمی سائنسدانوں کا کافرستان میں رکنا بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ لوگ کسی اہم پراجیکٹ پر ریسرچ کر رہے ہیں یا کرنے والے ہیں۔ یہ تمام باتیں مجھے میرے ایک قریبی دوست نے بتائی تھیں جو ایکریمیا میں ڈیفنس منسٹر کے تحت کام کرتا ہے۔ اسے یہ تمام باتیں بے حد عجیب اور پراسرار معلوم ہوئی تھیں۔ میں ایکریمیا میں ایک نجی کام کے سلسلے میں گیا تو اتفاقاً میری اس سے ملاقات ہو گئی وہ مجھے زبردستی اپنے فلیٹ میں لے

گیا اور عادت کے مطابق اس نے مے نوشی شروع کر دی۔ جب حد سے زیادہ اسے چڑھ گئی تو اس نے خود ہی یہ باتیں مجھے بتانی شروع کر دیں۔ اس کی باتیں سن کر میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے اپنے طور پر اسے کریدنے کی بہت کوشش کی مگر ان باتوں کے علاوہ مجھے اور کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ پھر میں واپس کاران آگیا اور کئی دنوں تک غور کرتا رہا کہ ان باتوں سے آپ کو آگاہ کروں یا نہ کروں۔ اوور"۔ کے بی ایس کہتا چلا گیا۔

"ہونہہ، اس قدر اہم اور ضروری اطلاع کے لئے تم اتنے دن سوچ میں ڈوبے رہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اس رپورٹ سے فوری طور پر مجھے آگاہ کرتے۔ اوور"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سس سوری باس۔ وہ۔ میں ...." بوکھلاہٹ کے مارے کے بی ایس سے بات ہی نہ کی گئی۔

"ہونہہ، ایسی کوئی رپورٹ ہو تو آئندہ فوری طور پر مجھے اطلاع دیا کرو۔ سمجھے۔ اوور"۔ عمران نے انتہائی سختی سے کہا۔

"رائٹ باس۔ آئندہ ایسی کوتاہی نہیں ہوگی۔ اوور"۔ کے بی ایس نے جلدی سے کہا۔

"اوکے، اب تمہیں جو کام سونپا گیا ہے اس پر جلد سے جلد کام کر کے مجھے رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اسے آف کر دیا۔

"کیا چکر ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو جو خاموشی سے کے بی ایس کی

باتیں سن رہا تھا نے، تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"معاملہ انتہائی گھمبیر اور اہم معلوم ہوتا ہے۔ تم ایکریمی فارن ایجنٹ اور کافرستانی فارن ایجنٹ سے رابطہ کرو اور ان سے رپورٹ لو۔ اگر انہیں کچھ معلوم نہ ہو تو انہیں احکام دے دینا کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں جو ریڈ فورٹ میں موجود تھے پھر کسی اہم شخص پر ہاتھ ڈال کر اپنے ذرائع سے ان سے حقیقت اگلوانے کی کوشش کریں۔ میں ذرا جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ وہاں صفدر میرے انتظار میں سوکھ کر دبلا ہوا جا رہا ہوگا۔ دیکھیں ریڈ سٹارز کیا بلا ہیں اور انہوں نے جولیا کو کیوں اغوا کیا ہے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے مزید ہدایات دیں اور آپریشن روم سے اٹھ کر باہر آگیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں جولیا کے فلیٹ کی جانب اڑا جا رہا تھا۔

جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتاب کا آخری صفحہ پڑھ کر کتاب بند کی اور اسے میز پر رکھ دیا۔ان دنوں سیکرٹ سروس بالکل فارغ تھی اس لئے انہیں سیر و تفریح کرنے اور ادھر ادھر گھوم پھر کر وقت گزارنے کے اور کوئی کام نہ تھا۔

جولیا کو رات سونے سے پہلے کتابیں پڑھنے کی عادت سی پڑ گئی تھی۔اس کے بغیر اسے نیند ہی نہیں آتی تھی۔ کبھی کبھی وہ پڑھتے پڑھتے ہی سو جاتی تھی اور کبھی اس وقت سوتی تھی جب تک وہ کتاب کا آخری صفحہ تک نہ پڑھ ڈالتی۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔جولیا کو نیند زوروں کی آ رہی تھی لیکن کتاب اس قدر دلچسپ تھی کہ وہ اسے ختم کر کے ہی سونا چاہتی تھی۔اس لئے جیسے ہی اس نے کتاب ختم کی وہ اسے بند کر کے سونے کے لئے دوسرے کمرے میں جانے کی خاطر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ابھی وہ دوسرے کمرے میں بستر پر آ کر لیٹی ہی تھی کہ کال بیل بج اٹھی اور وہ بری طرح سے چونک اٹھی۔

" رات کے اس وقت کون ہو سکتا ہے"۔جولیا نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اٹھی اور کمرے سے نکل کر دروازے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

" کون ہے"۔اس نے دروازے کے پاس جا کر پوچھا۔

" مم، میں، ہوں۔پپ پلیز دروازہ کھولیئے نہیں تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے"۔ باہر سے ایک سہمی ہوئی لڑکی کی آواز سنائی دی۔لڑکی کی آواز سن کر جولیا نے چٹخنی گرا کر جلدی سے دروازہ کھول دیا۔

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اس کے پیٹ میں ایک زوردار لات لگی اور جولیا اپنی جگہ سے اچھل کر کمرے میں جا گری اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی کمرے میں ایک نہایت خوبصورت لڑکی اور دو لمبے تڑنگے سانڈوں کی طرح پلے ہوئے سیاہ فام اندر آ گئے۔سیاہ فام انتہائی جسیم اور فولادی جسموں کے مالک تھے۔ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے جن کا رخ لامحالہ جولیا کی ہی جانب تھا۔دونوں کے ریوالوروں پر سائیلنسر فٹ تھے۔لڑکی البتہ مقامی تھی اور شکل و صورت سے ہی کال گرل دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر شریر مسکراہٹ تھی جبکہ سیاہ فاموں کے چہرے انتہائی سپاٹ اور خوفناک تھے۔

" مایا، کون ہیں یہ لوگ اور تم انہیں یہاں کیوں لائی ہو۔کیا

چاہتے ہیں یہ"۔ جولیا نے لڑکی کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور زمین سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ اس لڑکی جس کا نام مایا تھا کو اچھی طرح سے جانتی تھی۔ مایا اس کے پڑوس میں رہتی تھی۔ اس کا چال چلن اچھا نہیں تھا اس لئے جولیا نے اس سے کبھی راہ رسم بڑھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس وقت اس نے مایا کی آواز پہچان کر ہی فوری طور پر دروازہ کھول دیا تھا۔ کیونکہ اس قسم کی لڑکیوں کے جہاں بے شمار دوست ہوتے ہیں وہاں ان کے دشمنوں کی بھی کمی نہیں ہوتی۔ اس لئے جولیا کے ذہن میں یہی بات آئی تھی کہ مایا کو واقعی کسی سے خطرہ ہے۔ اسے کیا معلوم تھا کہ مایا اپنے ساتھ اس کا شکار کرنے کے لئے دو دیوؤں کو لائی ہو گی۔

"میرا نام ٹریگ ہے"۔ ایک سیاہ فام نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"اور میرا شارکی"۔ دوسرے نے بھی اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

"اور تم مجھے تو جانتی ہو۔ میں ہوں مایا۔ ان دونوں صاحبان نے کلر نائٹ منانے کے لئے مجھے ہائر کیا تھا۔ باتوں باتوں میں انہوں نے مجھے ایک تصویر دکھائی اور پوچھا کہ میں نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے۔ اس تصویر کو دیکھ کر میں چونک پڑی کیونکہ وہ تصویر ایک ایسے آدمی کی تھی جو اکثر تمہارے فلیٹ میں آتا جاتا رہتا ہے۔ میں نے ان سے انعام ملنے کی توقع میں تمہارے بارے میں بتا دیا اور یہ دونوں مجھے لے کر یہاں آ گئے"۔ مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس آدمی کی بات کر رہی ہو تم"۔ جولیا نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ویسے ان دو سیاہ فاموں کو دیکھ کر اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں سی بجنا شروع ہو گئی تھیں۔

"وہی جو سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں آتا ہے۔ احمق سی شکل والا"۔ مایا نے مسکرا کر کہا اور جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ سرخ سپورٹس کار اور احمقانہ شکلیں بنانے والا کوئی اور نہیں عمران تھا۔

"لیکن یہ دونوں عمران کے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے تھے اور ان کے پاس اس کی تصویر کہاں سے آئی"۔ جولیا نے سوچا۔

"اس شخص کا نام علی عمران ہے۔ کیا تم اسے جانتی ہو"۔ ٹریگ نامی سیاہ فام نے خشمگیں نگاہوں سے جولیا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں کسی علی عمران کو نہیں جانتی"۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ شارکی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں میرے نام سے کیا لینا ہے۔ میں نے کہا ناں کہ میں کسی علی عمران کو نہیں جانتی"۔ جولیا نے کہا۔

"دیکھو لڑکی، ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا نام جولیا ہے اور تمہاری شکل سوئس نژاد ہے۔ ہمیں واقعی تم سے اور تمہارے نام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہمیں اس شخص کی تلاش ہے اور اس لڑکی کا کہنا ہے

کہ اس نے اس شخص عمران کو تمہارے فلیٹ میں اکثر آتے جاتے دیکھا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ بتا دو ہم خاموشی سے یہاں سے چلے جائیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم تمہیں بتا دیں کہ ہم شریف آدمی نہیں ہیں۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کی ایک دہشت گرد تنظیم ریڈ سٹارز سے ہے۔ انسان کو مارنا ہمارے لئے ایسا ہے جیسے کسی مچھر کو مارنا۔ یہ دیکھو یہ ہے علی عمران کی تصویر"۔ ٹریگ نے جیب سے ایک تصویر نکال کر جولیا کے سامنے کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ تصویر عمران کی تھی۔ ایکریمیا کی دہشت گرد تنظیم کے بارے میں سن کر جولیا دل میں چونک پڑی۔

"مم، میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں اس شخص کو بالکل نہیں جانتی۔ یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔ تم سے انعام لینے کے لالچ میں یہ تم سے جھوٹ بول کر یہاں لائی ہے"۔ جولیا نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جھوٹ تم بول رہی ہو جولیا۔ عمران تمہارے ہاں اکثر آتا جاتا رہتا ہے۔ اس بات کی تصدیق تمہارے دوسرے ہمسائے بھی کر سکتے ہیں"۔ مایا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"۔ ٹریگ نے اچانک کہا۔ جولیا کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے پریشانی لہرائی لیکن اس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا۔

"سیکرٹ سروس، وہ کیا ہوتی ہے۔ میں تو ایک بینک میں کام کرتی ہوں کمپیوٹر آپریٹر کے طور پر"۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

"ٹریگ یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔ سیکرٹ سروس کے نام پر میں نے اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک دیکھی تھی۔ اس کا تعلق یقیناً سیکرٹ سروس سے ہی ہے۔ رائل انفارمیشن سے ملی ہوئی معلومات کے مطابق سیکرٹ سروس میں ایک لڑکی بھی کام کرتی ہے اور اس لڑکی مایا کے مطابق عمران اس لڑکی کے فلیٹ میں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اس کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہی ہے"۔ شارکی نے کہا۔

"نہیں یہ جھوٹ ہے میں سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو نہیں جانتی اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔ تم لوگ بلاوجہ اپنا وقت برباد کر رہے ہو"۔ جولیا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے یا نہیں۔ اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہمیں تم سے صرف علی عمران کا پتہ چاہئے۔ میں صرف تین تک گنوں گا اگر تم نے علی عمران کا پتہ نہیں بتایا تو میں گولی چلا دوں گا"۔ ٹریگ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ریوالور لے کر جولیا کے قریب آ گیا۔ یہی اس کی غلطی تھی جیسے ہی وہ جولیا کے قریب ہوا۔

جولیا اچانک گھومی اور اس نے لات گھما کر ٹریگ کے ریوالور والے ہاتھ پر مار دی۔ ٹریگ کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

اس سے پہلے کہ وہ سمجھتا جولیا ایک بار پھر حرکت میں آئی اس نے
اچھل کر دونوں ٹانگیں اس انداز میں ٹریگ کے سینے پر ماریں
دیوہیکل ٹریگ جیسا انسان بھی لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔
دیکھ کر شارکی نے اچانک جولیا کی طرف فائر کر دیا۔ لیکن جولیا اس
سے پہلے ہی ہوشیار تھی اس نے غوطہ لگایا اور پھر کسی توپ سے نکلے
ہوئے گولے کی طرح شارکی سے جا ٹکرائی۔ اس کی ٹکر اس قدر
اچانک اور زوردار تھی کہ شارکی لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کھڑی مایا سے ٹکرا
کر گر پڑا۔ مایا کے حلق سے درد بھری چیخ نکل گئی۔ الٹ کر گرنے کی
وجہ سے اس کا سر اس زور سے فرش سے ٹکرایا تھا کہ اس کے ذہن میں
اندھیرے نے یلغار کر دی اور وہ وہیں بے ہوش ہو گئی۔ ان کے
گرتے ہی جولیا نے دائیں طرف چھلانگ لگاتے ہوئے اونچی قلابازی
کھائی اور ٹریگ کے قریب آ گئی۔ ٹریگ جو اس اثناء میں سنبھل چکا تھا
اس نے غراتے ہوئے دونوں ہاتھ مار کر جولیا کو پکڑنا چاہا لیکن جولیا
نے نہ صرف کمان کی طرح جھک کر خود کو اس کے حملے سے بچایا بلکہ
ایک ٹانگ موڑ کر اس کے پہلو میں دے ماری۔ ٹریگ کے منہ سے
ہلکی سی کراہ نکل گئی اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے اپنی ٹانگ جولیا کو مارنے
کی کوشش کی مگر جولیا الٹی قلابازی کھا کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"بہت خوب، تمہارے لڑنے کے انداز سے ہمارا شک یقین میں
بدل گیا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کی ممبر ہو۔ اب نہ صرف ہم تم سے
عمران کا پتہ پوچھیں گے بلکہ تمہارے دوسرے ساتھیوں کے بارے

میں بھی ساری معلومات حاصل کریں گے"۔ شارکی نے اچھل کر
کھڑے ہوتے ہوئے کینہ توز نگاہوں سے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"زندہ رہو گے تب ہی یہ سب پوچھ پاؤ گے ناں"۔ جولیا نے غرا کر
کہا اور یکدم اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اس بار شارکی نے دائیں طرف
ہو کر کھڑی ہتھیلی جولیا کے پہلو میں دے ماری اور جولیا اچھل کر کئی
فٹ دور جا گری۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی قریب موجود ٹریگ نے
یکلخت جھپٹا مار کر اسے پکڑ لیا اور اس کی گردن کو پکڑ کر اسے کسی
چھپکلی کی طرح اٹھا لیا۔ جولیا نے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن
ٹریگ کی ایک تو گرفت کسی آہنی شکنجے جیسی تھی دوسرے اس کے
ہاتھ بے حد بڑے بڑے تھے اس لئے جولیا ہاتھ پاؤں مارتی رہ گئی۔
ٹریگ نے دوسرے ہاتھ سے جولیا کی کنپٹی پر ایک زوردار مکا دے
مارا۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر آہنی ہتھوڑا مارا گیا ہو
جس سے اس کے سر کے بے شمار ٹکڑے ہو گئے ہوں اور پھر وہ مردہ
چھپکلی کی طرح ٹریگ کے ہاتھ میں لٹک گئی۔

"بڑی خطرناک لڑکی ہے"۔ ٹریگ نے اسے بے ہوش ہوتے دیکھ
کر گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں، سیکرٹ سروس کے ممبر ایسے ہی خطرناک اور زبردست
فائٹر ہوتے ہیں۔ اچھا کیا جو تم نے اسے بے ہوش کر دیا۔ اب اسے ہم
اپنے ٹھکانے پر لے چلتے ہیں۔ اس سے ہمیں سیکرٹ سروس کے باقی
ممبروں اور علی عمران کے بارے میں آسانی سے پتہ چل جائے گا"۔

شارکی نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اور اس کا کیا کرنا ہے"۔ٹریگ نے بے ہوش پڑی مایا کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"لعنت بھیجو اس پر۔ہوش آئے گا تو خود ہی اپنے گھر چلی جا۔
گی۔اس سے زوردار چیز تو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔معلومات حاصل
کرنے کے بعد یہ ہمارے ہی کام آئے گی"۔شارکی نے جولیا کو دیکھ کر
قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور ٹریگ نے اثبات میں سرہلا دیا۔شارکی نے
کچھ سوچ کر جیب سے ایک کارڈ نکالا اور سامنے میز پر پھینک دیا۔

"یہ کس لئے"۔ٹریگ نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا میں ہمیں ہر طرف ریڈ سٹارز کی دھاک بٹھانی ہے
سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر یہاں آیا تو اسے معلوم تو ہو کہ جولیا کو اغ
کس نے کیا ہے۔شارکی نے مسکرا کر جواب دیا اور ٹریگ بھی جوا
مسکرا دیا۔جولیا کو اس نے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے لئے ہو۔
فلیٹ سے نکل گیا۔

مارٹن نے کار ایک عالیشان ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں روکی اور ساتھ
والی سیٹ پر پڑا ہوا سیاہ چرمی بیگ اٹھا کر نیچے اتر آیا۔کار لاک کر کے
وہ نہایت اطمینان بھرے انداز میں ہوٹل کے مین گیٹ کی جانب
بڑھتا چلا گیا۔

گیٹ پر ایک باوردی دربان کھڑا تھا۔غیر ملکی کو اس طرف آتا
دیکھ کر وہ اور زیادہ مستعد ہو گیا۔اس کے قریب آتے ہی اس نے
جھک کر اسے نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے گلاس ڈور
کھول دیا اور مارٹن لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ہال میں داخل ہو گیا۔ہال
خاصا بڑا اور لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

ایک تو یہ ہوٹل نیا تھا دوسرے اسے فائیو سٹار ہوٹل کے طرز پر
بنایا گیا تھا۔جہاں ہر خاص وعام آسانی سے آجا سکتا تھا۔تیسرے ہال
میں ویٹرز کے طور پر خوبصورت اور حسین لڑکیوں کو رکھا گیا تھا جو

آرڈرز لیتی اور سرو کرتی تھیں اس لئے دوسرے ہوٹلوں کی بہ نسبت اس ہوٹل میں لنچ اور ڈنر کے اوقات کے علاوہ بھی خوب گہما گہمی رہتی تھی۔ اس ہوٹل میں ظاہر ہے آنے والے افراد مردوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی لیکن نئے جوڑے بھی اس جگہ کا لطف لینے آجاتے تھے۔ ہال کو خاصا وسیع بنا کر وہاں پانچ سے چھ سو افراد کے بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی تھی۔ جو ہر وقت پر رہتی تھی۔ وہاں آنے والے لوگوں کی اتنی تعداد دیکھ کر انتظامیہ نے ریزرویشن سسٹم کے تحت کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اپنے رکھ رکھاؤ عمدہ سروس اور بہترین کھانوں کی وجہ سے بہت جلد اس ہوٹل نے اپنا نام بنا لیا تھا اور کئی کئی روز سینما ہال کی طرح انتظامیہ کو گیٹ پر ہاؤس فل کا بورڈ رکھنا پڑتا تھا۔

مارٹن نے اپنے کام کا آغاز اسی ہوٹل سے کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس لئے اس نے دو روز قبل ہی اس ہوٹل میں اپنے لئے میز ریزرو کروالی تھی۔ ہوٹل کی پارکنگ میں جانے سے پہلے اس نے گیٹ کیپر کو باقاعدہ ریزرویشن سلپ دکھائی تھی تب اس کی کار کو اندر داخل ہونے دیا گیا تھا۔

ہال میں موجود لوگوں کی کثیر تعداد دیکھ کر اس کے لبوں پر سفاکانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا ایک ہلکے نیوی کلر کی وردی میں ملبوس خوبصورت لڑکی تیر کی طرح اس کے پاس آ گئی۔

"یور ریزرویشن سلپ پلیز"۔ اس نے نہایت شائستگی سے مارٹن

سے مخاطب ہو کر کہا۔ مارٹن نے مسکرا کر جیب سے ایک سلپ نکال کر اس کے سامنے کر دی۔

" ریزرویشن نمبر تین سو ستر۔ آیئے میرے ساتھ آیئے سر"۔ لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف چل پڑی۔ مارٹن اس کے پیچھے ہو لیا۔ ویٹرس اسے میزوں کے درمیان سے لیتی ہوئی ایک خوبصورت میز کے پاس لے آئی۔

" یہ ہے آپ کی سیٹ سر۔ تشریف رکھیئے"۔ ویٹرس نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مارٹن سر ہلاتا ہوا وہاں بیٹھ گیا۔ ویٹرس نے میز پر پڑی ہوئی ریزروڈ کی پلیٹ اٹھائی اور کوٹ کی جیب سے کاغذ اور پنسل نکال لی۔ مارٹن نے چرمی بیگ میز کے نیچے اپنے قدموں کے پاس رکھ لیا۔

" حکم سر۔ کیا لینا پسند کریں گے"۔ ویٹرس نے پوچھا۔ ٹیبل پر پانی سے بھرا جگ اور گلاس موجود تھا۔ مارٹن جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنے لگا۔

" ابھی نہیں، میرا ساتھی آئے گا تب آرڈر دوں گا۔ مارٹن نے کہا اور پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف چلی گئی۔ لڑکی کے جانے کے بعد مارٹن نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھا اور پیروں میں پڑے ہوئے چرمی بیگ کو پیروں سے میز کے نیچے دھکیل دیا۔ میز پر ریشمی کپڑا پڑا تھا جو چاروں طرف سے میز کو چھپائے ہوئے تھا۔ اس لئے اسے آسانی سے نہیں

دیکھا جا سکتا تھا۔ بیگ کو میز کے نیچے دھکیلنے کے بعد مارٹن نے پانی کا ایک گلاس اور پیا اور اسی ویٹرس کو اشارے سے اپنے پاس بلا لیا جو اسے یہاں تک لائی تھی۔

" یس سر"۔ ویٹرس نے دل لبھانے والی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔

" میرے ساتھی کو آنے میں شاید وقت لگ جائے تم ایسا کرو فی الحال میرے لئے ایک ہاٹ کافی لے آؤ"۔ مارٹن نے کہا اور لڑکی نے مسکراتے ہوئے اس کا آرڈر نوٹ کیا اور واپس پلٹ گئی۔

" سنو"۔ مارٹن نے اسے آواز دی اور لڑکی پلٹ کر استفہامی نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

" باتھ روم کس طرف ہے"۔ مارٹن نے اس سے پوچھا۔

" وہ سامنے راہداری سے اس طرف چلے جائیں دائیں طرف مڑیں گے تو آپ کو ٹوائلٹ دکھائی دے جائے گا"۔ ویٹرس نے کہا اور مارٹن سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک طائرانہ نظر ہال پر ڈالی۔ لوگ ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

مارٹن مسکراتے ہوئے اس طرف ہو لیا جس طرف ٹوائلٹ موجود تھے۔ راہداری میں جا کر وہ دائیں طرف مڑا تو اسے وہاں واقعی ٹوائنٹ کا دروازہ دکھائی دے گیا۔

مارٹن نے اس ہوٹل کے بارے میں ایک مجرم تنظیم سے پوری معلومات حاصل کر لی تھیں۔ مجرم تنظیم نے اس سے بھاری معاوضہ

لے کر اس ہوٹل کا اسے سارا حدود اربعہ بتا دیا تھا جس سے مارٹن کو معلوم ہو گیا تھا کہ ٹوائلٹ کے ساتھ ہوٹل کے باہر جانے کا دوسرا راستہ بھی موجود ہے جو ہوٹل میں آتشزدگی یا کسی حادثے کے تحت ایمرجنسی کے لئے بنایا گیا ہے۔ ٹوائلٹ کے دروازے کے بائیں طرف واقعی ایک دوسرا دروازہ دکھائی دے رہا تھا جس پر ایمرجنسی کے لفظ لکھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اس وقت راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ ویسے حفظ ماتقدم کے طور پر مارٹن نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر سائیلنسر لگے ریوالور کو پکڑ لیا تھا۔ وہ ٹوائلٹ جانے کی بجائے ایمرجنسی والے راستے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر اسے گھما کر کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ مارٹن نہایت پھرتی سے دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ سامنے ایک طویل راہداری اور آگے سیڑھیاں تھیں۔ مارٹن تیز تیز چلتا ہوا سیڑھیوں کے پاس آیا اور سیڑھیاں اتر کر مختلف راستوں سے ہوتا ہوا ہوٹل سے باہر آ گیا۔

یہ ہوٹل کا پچھواڑہ تھا اور یہ مارٹن کی قسمت ہی تھی کہ ابھی تک اس کے راستے میں کوئی نہیں آیا تھا۔ ورنہ اسے یقیناً اپنے ریوالور کو استعمال کرنا پڑتا۔

ہوٹل سے باہر آ کر اس نے اپنی ریسٹ واچ پر نظر ڈالی اور سامنے موجود ایک گلی میں گھس گیا۔ گلی سے نکل کر وہ ایک دوسری سڑک پر آیا اور ایک طرف چلتے ہوئے ایک دوسری پلازہ نما عمارت میں گھس

گیا۔

چند لمحوں بعد وہ اس پلازے سے اپنی دوسری کار نکال کر باہر آ گیا اور پھر اس کی کار تارکول کی سڑک پر تیزی سے فراٹے بھرتی چلی گئی۔ اس نے ایک بار پھر گھڑی دیکھی اور اس کے چہرے پر درندگی آمیز مسکراہٹ ابھر آئی۔ ٹھیک اسی لمحے دور سے ایک ہولناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ دھماکا اس قدر شدید اور خوفناک تھا کہ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی گاڑیاں بھی کئی فٹ اچھل پڑی تھیں۔

مارٹن نے چرمی بیگ میں ایک انتہائی طاقتور ٹائم بم رکھا ہوا تھا۔ جس پر ہوٹل میں آنے سے قبل اس نے پندرہ منٹ کا ٹائم ایڈجسٹ کر رکھا تھا۔ چرمی بیگ کو ہوٹل کے ہال میں رکھ کر وہ وہاں سے تین چار منٹ پہلے ہی نکل آیا تھا۔ طاقتور ٹائم بم نے اپنے مقررہ وقت پر پھٹ کر نہ صرف ہوٹل نیوہیون بلکہ اردگرد کی کئی عمارتوں کے بھی پرخچے اڑا کر رکھ دیئے تھے۔ وہاں موجود سینکڑوں انسان ایک لمحے میں جل کر سیاہ ہو گئے تھے۔ جہاں کچھ دیر قبل ہوٹل نیوہیون کی عظیم الشان بلند و بالا عمارت تھی اب وہاں آگ، دھویں اور دھول کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا جو اپنے اندر سینکڑوں انسانوں کو نگل گیا تھا۔ اس خوفناک تباہی اور سینکڑوں انسانوں کو ہلاک کرنے پر مارٹن یوں فخریہ انداز میں مسکرا رہا تھا جیسے وہ میدان میں دشمنوں کی بٹالین کو کامیابی سے اڑا کر لوٹا ہو۔

انتھونی اور آرگر ایک سیاہ رنگ کی بیوک میں ایک ایسے بازار میں آئے تھے جہاں ہر وقت انتہا کا رش رہتا تھا۔ یہ بلیو مارکیٹ کا ایریا تھا جہاں ہر قسم کے سازوسامان کی دکانوں کی بہتات تھی۔ عموماً لوگ خریداری کے لئے اسی مارکیٹ میں آتے تھے اور سارا دن وہاں اتنا رش رہتا تھا جتنا عام بازاروں میں عید کی خریداری پر ہوتا ہے۔ آرگر اور انتھونی نے کار ایک مخصوص ایریئے میں پارک کی اور دونوں ایک ساتھ کار سے نکل آئے۔ بازار میں رش دیکھ کر ان کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک ابھر آئی تھی۔

آرگر چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ کار کی بیک سائیڈ پر آ گیا۔ انتھونی بھی اس طرف آ گیا۔ آرگر نے کار کی ڈگی کھولی اور ڈگی میں پڑے ہوئے ایک بڑے سے تھیلے کی زپ کھولنے لگا۔

تھیلے میں بڑی اور وزنی مشین گنیں موجود تھیں۔ آرگر نے

نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک مشین گن نکال کر انتھونی کو پکڑا دی اور دوسری گن نکال کر خود پکڑ لی۔ ان کے اردگرد سے گزرتے ہوئے کچھ لوگوں نے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں دیکھیں تو بوکھلا گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے آرگر اور انتھونی نے ایک ساتھ گنیں اوپر کیں اور کار کا بونٹ گرا کر یکلخت ان کی طرف ٹریگر دبا دیئے۔ گنوں سے دھماکوں کے ساتھ آگ کے شعلے نکلے اور سامنے موجود لوگ خون میں لت پت ہو کر بری طرح چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔

دھماکوں اور لوگوں کے ہذیانی انداز میں چیخنے کی آوازیں سن کر بازار میں بھگدڑ مچ گئی۔ مرد، عورتیں، بوڑھے اور بچے خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ انتھونی اور آرگر نے مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے یکدم فائر کھول دیئے۔ تڑتڑاہٹ کی خوفناک آواز کے ساتھ بیسیوں لوگ اچھل اچھل کر گرے اور خون میں نہا کر بری طرح سے تڑپنے لگے۔ آرگر اور انتھونی ادھر ادھر بھاگتے ہوئے لوگوں پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ اس وقت ان کے چہروں پر بے پناہ درندگی اور سفاکی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

پورا بازار مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور لوگوں کی چیخ و پکار سے گونج رہا تھا۔ دیواروں میں سوراخ ہو رہے تھے۔ عمارتوں اور دکانوں کے ساتھ ساتھ کاروں کے شیشے ٹوٹ رہے تھے۔ ہر انسان اپنوں کو بھول کر اپنی جان بچانے کے لئے جہاں سینگ سما رہے تھے بھاگ رہا

تھا۔ سڑک اور بازار میں زخمیوں اور لاشوں کے ڈھیر لگتے جا رہے تھے۔ ہر طرف خون ہی خون اچھلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

آرگر اور انتھونی پانچ منٹوں تک وہاں خوفناک فائرنگ کرتے رہے پھر انہوں نے جیبوں سے ہینڈ گرنیڈ نکالے اور ان کی پنیں نکال کر انہیں اس طرف پھینکنے لگے جہاں لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے چھپ رہے تھے۔ فضا کان پھاڑ دینے والے دھماکوں سے گونج اٹھی تھی اور کئی انسانی اعضا ٹکڑوں میں بٹ کر ادھر ادھر گر پڑے تھے۔ آرگر اور انتھونی نے ادھر ادھر دو تین اور بم مارے اور پھر دوبارہ فائرنگ کرتے ہوئے اپنی کار میں آ بیٹھے۔ آرگر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ انتھونی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار کی کھڑکی سے گن نکال کر فائرنگ کرنے لگا۔

آرگر نے کار سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر انتہائی تیز رفتاری سے واپس سڑک کی جانب موڑ کر لے گیا۔ انہوں نے دس منٹ کارروائی کی تھی اور ان دس منٹوں میں انہوں نے سینکڑوں انسانوں کو ہلاک اور شاید ہزاروں کو بری طرح سے زخمی کر دیا تھا۔ ہر طرف خون بہتا دکھائی دے رہا تھا۔ جو بازار کچھ دیر پہلے جیتے جاگتے انسانوں سے بھرا ہوا تھا وہ اب مذبح خانے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ جہاں انسانی لاشوں، کٹے پھٹے اعضا کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور دونوں مجرم ہر طرف موت کا رقص دیکھتے ہوئے بڑی آسانی کے ساتھ وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے

صفدر کافی دیر سے جولیا کے فلیٹ کے باہر کھڑا عمران کا انتظار کر رہا تھا۔

جولیا کے فلیٹ میں وہ سیر وتفریح کا کوئی نیا پروگرام بنانے کے لئے ملنے آیا تھا لیکن جب اس نے جولیا کے فلیٹ میں دھینگا مشتی کے آثار، خون کے دھبے اور جولیا کو وہاں سے غائب دیکھا تو پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ خاص طور پر اسے کمرے کی میز پر پڑا ہوا چھ سرخ ستاروں والا کارڈ دیکھ کر پریشانی ہو رہی تھی۔ جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ پھر کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے اور کسی سکس ریڈ سٹارز آرگنائزیشن نے یہاں کام شروع کر دیا ہے۔

لیکن وہ لوگ جولیا تک کیسے پہنچے تھے۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبر الگ الگ جگہوں پر رہتے تھے اور دو تین ماہ بعد حفظ ماتقدم کے طور پر اپنی رہائش گاہیں بدلتے رہتے تھے تاکہ کوئی مجرم یا مجرم تنظیم

انہیں آسانی سے ٹریس نہ کر پائے۔ ان ٹھکانوں کا ممبروں، علی عمران اور ایکسٹو کے سوا کسی کو علم نہیں ہوتا تھا۔ پھر جولیا کے فلیٹ میں اس طرح مجرموں کا پہنچ جانا اور اسے اغوا کر کے لے جانا عجیب سی بات تھی۔ صفدر نے کارڈ کو غور سے دیکھا تھا مگر اس پر کسی کا نام و پتہ نہیں لکھا ہوا تھا۔ صرف چھ سرخ ستارے بنے تھے جو ایک دوسرے کے آگے پیچھے ملے ہوئے تھے۔ کسی اور کلیو کی تلاش میں اس نے کمرے کا باریک بینی سے جائزہ لیا تھا۔ ایک جگہ اسے ایک لپ سٹک، پرفیوم کی شیشی اور اس قسم کا میک اپ کا سامان ملا تھا جو صفدر کے خیال کے مطابق کم از کم جولیا کا نہیں تھا کیونکہ جولیا ایسی چیزوں کا استعمال پسند نہیں کرتی تھی۔ اس لئے صفدر کے خیال کے مطابق حملہ آوروں کے ساتھ جولیا کے اغوا میں کوئی لڑکی بھی ملوث تھی۔ جس کا شاید لڑائی کے دوران بیگ یا پرس ہاتھ سے گر گیا تھا جس میں سے یہ چیزیں نکل کر گر پڑی ہوں گی اور جلدی میں یا پریشانی میں وہ ان چیزوں کو اٹھانا بھول گئی ہو گی۔

ایکسٹو کو رپورٹ دینے کے بعد وہ فلیٹ سے نکل آیا تھا اور بڑی بے چینی سے عمران کا انتظار کر رہا تھا۔ عمران ہی اب وہاں کوئی ایسا کلیو تلاش کر سکتا تھا جس سے جولیا کے اغوا کنندگان کے بارے میں پتہ چل سکتا تھا کیونکہ عمران ذہانت میں ان سب سے آگے تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے عمران کی سپورٹس کار وہاں آتے دیکھی تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

"مجھے آنے میں دیر تو نہیں ہو گئی پیارے"۔ عمران نے اس کے قریب کار روک کر اترتے ہوئے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں تو، آپ تو میرے اندازے سے بہت پہلے آ گئے ہیں"۔ صفدر نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں واپس چلا جاتا ہوں۔ جب تمہارے اندازے کے مطابق میرے آنے کا وقت ہو جائے گا تو آ جاؤں گا"۔ عمران نے واپس کار کی جانب پلٹتے ہوئے کہا۔

"ارے، ارے آپ تو سچ مچ واپس جا رہے ہیں"۔ صفدر نے بوکھلا کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا میں جھوٹ موٹ جا رہا تھا"۔ عمران نے اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا اور صفدر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب، مس جولیا کو ان کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ انہیں اغوا کرنے میں کسی ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ یہ دیکھیں یہ رہا ان کا کارڈ"۔ اس سے پہلے کہ عمران سچ مچ وہاں سے روانہ ہو جاتا صفدر نے جلدی سے جیب سے چھ سرخ ستاروں والا کارڈ نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔ کارڈ پر نظر پڑتے ہی عمران بری طرح سے چونک اٹھا اس نے صفدر سے کارڈ لیا اور غور سے دیکھنے لگا۔

"اوہ یہ تو ایکریمیا کی دہشت گرد آرگنائزیشن ریڈ سٹارز کا مخصوص نشان ہے۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ جولیا کو اغوا کرنے میں کسی عام

گینگ کا ہاتھ ہو گا"۔ عمران نے متفکر لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب، کیا یہ بہت خطرناک آرگنائزیشن ہے"۔ صفدر نے عمران کو اس قدر پریشان ہوتے دیکھ کر متفکرانہ لہجے میں پوچھا۔

"خطرناک۔ اس تنظیم کے سامنے خطرناک اور خوفناک جیسے لفظ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ریڈ سٹارز انسانوں کی نہیں خون آشام درندوں کی تنظیم کا نام ہے۔ وہ انسانوں کو حقیر کیڑوں کی طرح مار دیتے ہیں۔ ایکریمیا جیسا ملک بھی اس دہشت گرد تنظیم سے سخت پریشان ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا اس تنظیم کا یہاں کیا کام ہو سکتا ہے"۔ عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو مس جولیا اس وقت سخت خطرے میں ہوں گی"۔ صفدر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، اس کے فلیٹ سے کوئی اور کلیو ملا ہے"۔ عمران نے چونک کر پوچھا اور صفدر نے اسے جولیا کے فلیٹ سے ملنے والی چیزوں کی تفصیل بتا دی۔ عمران اس کے ساتھ جولیا کے فلیٹ میں گیا اور عقابی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"حملہ آور دو تھے اور ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔ حملہ آور خاصے جسیم اور صحت مند بھی معلوم ہوتے ہیں"۔ عمران نے پر خیال انداز میں کہا۔

"کیا مطلب، یہ بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں"۔ صفدر نے حیرانی سے پوچھا۔

"قالین پر جوتوں کے دباؤ کے نشان دیکھو۔ دو الگ الگ جوتوں کے دباؤ کے نشان اور یہ اس طرف سینڈل کے نشان اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔ اپنے اور میرے جوتوں کے دباؤ کا نشان دیکھ لو تو تمہیں یہ فرق واضح نظر آجائے گا"۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر نے چونک کر دیکھا۔ قالین پر واقعی جوتوں کے دباؤ کے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے جو خاصے دبے ہوئے تھے۔ جبکہ ان کے پیروں کے نیچے قالین اتنا نہیں دبا تھا۔

"جولیا نے شاید حملہ آوروں پر حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے ایک حملہ آور کے پیچھے موجود لڑکی گر پڑی تھی اور فرش پر جس جگہ اس کا سر ٹکرایا تھا یہ اسی کا خون ہے۔ حملہ آور شاید لڑکی کو بے ہوشی کے عالم میں یہیں چھوڑ گئے تھے۔ ان کے جانے کے کافی دیر بعد لڑکی کو ہوش آیا ہوگا تو وہ اٹھ کر چلی گئی ہوگی"۔ عمران نے کمرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ انداز بھی آپ قالین پر دباؤ دیکھ کر کہہ رہے ہیں"۔ صفدر نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں، ایک تو لڑکی کے میک اپ کا سامان جو تمہیں ملا ہے پھر وہ لڑکی کم از کم اپنی مرضی سے نہیں گری ہوگی۔ پھر یہ خون کے دھبے جو خشک ہو چکے ہیں ان میں چند لمبے بال بھی موجود ہیں ظاہر ہے وہ گری ہے اور بے ہوش ہوئی ہے اور بے ہوشی میں ہی اس کے سر کے نیچے خون خشک ہوا ہوگا۔ جب اسے ہوش آیا ہوگا تو وہ اٹھ کر یہاں

سے چلی گئی ہوگی"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ پھر آگے بڑھ کر ایک الماری کے نیچے سے ایک کارڈ نکال لیا جس کا تھوڑا سا کونہ باہر نکلا ہوا تھا۔

"لو میک اپ کے سامان کے ساتھ لڑکی اپنا نام و پتہ بھی یہیں چھوڑ گئی ہے۔ نام ہے اس کا مایا دیوی اور پتہ ہے۔ ارے یہ تو اسی علاقے کا پتہ ہے آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے کارڈ پڑھتے ہوئے کہا اور چونک پڑا۔ پھر وہ تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ ایک دو گلیاں گھوم کر وہ ایک دوسری بلڈنگ میں آگئے۔ وہ رہائشی فلیٹس کی دو منزلہ عمارت تھی۔ دوسرے فلور پر آکر عمران ایک فلیٹ کے دروازے کے پاس آگیا۔

"مس مایا دیوی۔ فلیٹ نمبر چار سو دس۔ یہی ہے اس لڑکی کا پتہ"۔ عمران نے کہا اور دروازے کے سائیڈ پر لگی کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اندر مترنم گھنٹی بجی اور پھر قدموں کی آواز دروازے تک سنائی دی۔

"کون ہے"۔ اندر سے کسی لڑکی کی نقاہت بھری آواز سنائی دی اور صفدر گہری سانس لے کر عمران کو داد بھری نظروں سے دیکھنے لگا جس نے واقعی اپنی خداداد صلاحیتوں سے جولیا کو اغوا کرنے والے مجرموں کی ساتھی کا پتہ لگا لیا تھا۔

"پولیس"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"پپ پولیس"۔ اندر سے لڑکی کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں دروازہ کھولئے۔ ہمیں آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ریڈ سٹارز تنظیم کا کارڈ دیکھ کر اس کے چہرے پر سے حماقتوں کا نقاب اتر گیا تھا۔ اس وقت وہ حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا اور اس کی سنجیدگی دیکھ کر صفدر کو احساس ہو رہا تھا کہ ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کس قدر خطرناک اور خوفناک ہو سکتی ہے جس کی پاکیشیا میں موجودگی نے عمران جیسے انسان کو بھی سنجیدہ اور انتہائی پریشان کر دیا تھا۔

"مگر......." لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ ایک بیس بائیس سال کی خوبصورت لڑکی تھی۔ جس کے چہرے پر بے پناہ گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ پٹی باندھے اسے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ عمران اور صفدر کی جانب وہ حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

"کہاں ہے پولیس"۔ اس نے ان کی جانب حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام مس مایا ہے"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ مم مگر"۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"آپ اندر چلیئے ہمیں آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے لڑکی کے چہرے کو دیکھ کر

اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کس ٹائپ کی لڑکی ہے۔

"کیا آپ پولیس والے ہیں"۔ لڑکی نے ان کی جانب خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کہا ناں آپ اندر چلیئے۔ اندر چل کر ہم آپ کو اپنی شناخت بھی کروا دیں گے"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور لڑکی سہمے ہوئے انداز میں دروازے سے ہٹ گئی۔ عمران اور صفدر اندر آ گئے۔ چھوٹا سا فلیٹ تھا اور بے شمار خوبصورت اور قیمتی چیزوں سے سجا ہوا تھا۔ فرش پر قالین بچھا تھا اور ایک طرف نہایت قیمتی صوفہ سیٹ بھی موجود تھا۔

"کیا آپ یہاں اکیلی رہتی ہیں"۔ عمران نے مایا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی، جی ہاں"۔ مایا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صفدر، دروازہ بند کر دو"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ، یہ آپ دروازہ کیوں بند کروا رہے ہیں۔ دیکھیں میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔ میں بے حد شریف ہوں۔ میں یہاں اکیلی ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ مجھ سے زبردستی کچھ بھی کر سکتے ہیں"۔ مایا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے گھر کی آرائش اور تمہارا حلیہ دیکھ کر مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم کس قدر شریف ہو۔ بہر حال تم جو کوئی بھی ہو مجھے تم سے

کوئی سروکار نہیں ہے۔یہ بتاؤ جن لوگوں نے جولیا کو اغوا کیا ہے ان کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے"۔عمران نے اس کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔عمران کے منہ سے جولیا کا نام سن کر مایا کا رنگ اڑ گیا۔

"ج، جولیا۔کک کون جولیا۔مم میں کسی جولیا کو نہیں جانتی"۔اس نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔اسی وقت عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور مایا کے چہرے پر پڑا اور وہ اپنی جگہ سے چیختی ہوئی اچھل کر صوفے پر جا گری۔عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔

"دیکھو مس مایا۔مجھے جولیا کو اغوا کرنے والوں کے بارے میں بتا دو ورنہ تم جیسی لڑکیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں"۔عمران نے ریوالور اس کے چہرے کے سامنے کرتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔تھپڑ کھا کر مایا کا گال سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔عمران کا خوفناک لہجہ اور اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے۔

"مم میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی"۔اس نے ایک بار پھر اپنے دفاع کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں بتا دو ورنہ تمہیں گولی مارنے میں مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا"۔عمران نے غراتے ہوئے کہا۔لڑکی نے مترحم

نگاہوں سے صفدر کی جانب دیکھا لیکن صفدر بھی اس کی حقیقت جان چکا تھا۔اس نے نفرت سے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"نن، نہیں مجھے گولی مت مارنا۔مم میں تمہیں بتا دیتی ہوں سب کچھ بتا دیتی ہوں"۔اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گڈ، عقلمند ہو۔چلو اب شروع ہو جاؤ"۔عمران نے کہا اور مایا انہیں تفصیل بتانے لگی کہ وہ دو سیاہ فام انہیں کہاں ملے تھے اور وہ انہیں جولیا کے فلیٹ میں کیوں لائی تھی۔

"ہونہہ، وہ تمہیں جس کوٹھی میں لے گئے تھے تمہیں اس کا پتہ معلوم ہے"۔عمران نے غراتے ہوئے پوچھا اور لڑکی نے اثبات میں سر ہلا کر اسے جگہ اور کوٹھی کا نمبر بتا دیا۔

"ان دونوں سیاہ فاموں کے حلیے بتاؤ"۔عمران نے کہا تو لڑکی نے اسے ان کے حلیوں کے ساتھ ساتھ ان کے نام بھی بتا دیئے۔

"ٹرگیگ، شارکی"۔عمران کے حلق سے غراہٹ نکلی۔ساتھ ہی اس نے جچا تلا ہاتھ مایا کی کنپٹی پر مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔

"آؤ صفدر، ہمیں اس جگہ پہنچ کر فوری طور پر ریڈ کر کے ان کی قید سے جولیا کو آزاد کرانا ہوگا"۔عمران نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں شدید غم و غصہ تھا۔شاید رات سے جولیا کے اغوا ہونے پر وہ سخت پریشان ہو گیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ شاید اب جولیا ان درندوں کے ہاتھوں سلامت بھی ہو یا نہیں۔اس نے سوچ لیا تھا کہ ریڈ سٹارز کے ممبروں

نے جولیا کے جسم پر معمولی سی خراش بھی ڈالی ہو گی تو وہ ان کا اس قدر بھیانک حشر کرے گا کہ ان کی روحیں بھی صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی۔

تنویر، نعمانی، خاور اور چوہان کی ان دنوں آپس میں خوب چھن رہی تھی۔ سیکرٹ سروس کے پاس ان دنوں کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے وہ بالکل فری تھے اور ہر وقت آپس میں یوں گھلے ملے رہتے تھے جیسے انہیں سوائے گھومنے پھرنے، سیر و تفریح کرنے اور ہوٹلنگ کرنے کے سوا کوئی کام نہ ہو۔

وہ سارا سارا دن ایک ساتھ گزارتے تھے۔ صبح کا ناشتہ، لنچ اور ڈنر ایک ساتھ کرتے تھے اور سارا دن آوارہ گردی کرنے کے بعد رات گئے اپنے اپنے فلیٹوں کا رخ کرتے تھے اور پھر اگلے دن ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے۔

اس وقت بھی وہ ایک ریسٹورنٹ میں ناشتے کی غرض سے آئے تھے اور ناشتے سے فراغت کے بعد ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"کافی دن ہو گئے ہیں ہمیں کسی پرفضا مقام پر سیر کا پروگرام بنائے ہوئے۔ کیا خیال ہے کیوں نہ مس جولیا، صفدر اور عمران صاحب سے مل کر ان کے ساتھ کسی پہاڑی مقام پر سیر کرنے کے لئے کوئی پروگرام بنایا جائے"۔ خاور نے اچانک ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی ہم ہر جگہ سیر کرتے رہتے ہیں لیکن کسی پہاڑی مقام کی سیر کئے ہوئے واقعی عرصہ ہو چکا ہے۔ کیوں تنویر تمہارا کیا خیال ہے"۔ چوہان نے تنویر سے پوچھا۔

"پہاڑی مقام پر سیر کرنے کو تو میرا بھی دل چاہتا ہے لیکن کیا اس پروگرام میں عمران کو شامل کرنا ضروری ہے"۔ تنویر نے کڑوے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کے نام سے بھی خدا واسطے کا بیر ہو۔

"کیوں، عمران تمہیں کیا کہتا ہے۔ کیا اس کی موجودگی تمہیں بری لگتی ہے"۔ نعمانی نے چونک کر کہا۔

"عمران کی موجودگی تو نہیں البتہ اس کی احمقانہ حرکتیں اور حماقت آمیز باتیں مجھے ضرور بری لگتی ہیں۔ بعض اوقات تو جی چاہتا ہے کہ یا تو اسے گولی مار دوں یا پھر خود کو"۔ تنویر نے برہمی سے کہا۔

"اس کی حماقتیں ہی تو ہماری محفل کو زعفران زار بناتی ہیں۔ وہ جب ہمارے ساتھ کسی پروگرام میں شامل ہوتا ہے تو اس پروگرام کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کی جوکروں جیسی حرکتوں پر تمہیں ہی لطف آتا ہو گا مجھے تو وہ ایسی حرکتیں کرتا ہوا زہر لگتا ہے"۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ جب عمران ہمارے ساتھ ہوتا ہے تو مس جولیا تمہیں ذرا بھی لفٹ نہیں کراتی۔ اس لئے تمہیں عمران اور اس کی حرکتوں پر غصہ آتا ہے"۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"یو شٹ اپ۔ تمہیں یہ بات کہنے کی جرأت کیسے ہوئی"۔ تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز اور دھاڑتی ہوئی آواز سن کر ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگ بری طرح سے چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"ارے ارے، کیا ہوا ہے تمہیں۔ تم یکدم اتنے غصے میں کیوں آ گئے ہو۔ میں نے تو یہ بات مذاق میں کہی تھی"۔ نعمانی نے اسے غصے میں آتے دیکھ کر گھبرا کر کہا۔ خاور اور چوہان بھی تنویر کو اس طرح اچانک غصے میں آتا دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ تنویر"۔ چوہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں، میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا اور سنو نعمانی آئندہ اگر تم نے میرے ساتھ ایسا مذاق کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ تم لوگوں کو جہاں جانا ہے جاؤ میں آج کے بعد تمہارے کسی پروگرام میں شامل نہیں ہوں گا"۔ تنویر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان، نعمانی اور خاور اس سے کچھ کہتے وہ کرسی ہٹا کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"لگتا ہے تم نے تنویر سے کچی بات کہہ دی ہے جس سے وہ بھڑک گیا ہے۔ مس جولیا کے بارے میں وہ کوئی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتا"۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے تنویر کا وہاں سے اس طرح بھڑک کر اٹھ جانا سخت ناگوار گزر رہا تھا۔

"یہ تنویر کی عادت ہے۔ عمران کے نام سے چڑنا اس نے اپنا وطیرہ بنالیا ہے۔ جانے دو خود وہ جو مرضی کہتا رہے ہم مذاق میں بھی اس سے کوئی بات کہہ دیں تو اسے برا لگ جاتا ہے"۔ نعمانی نے بھی قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چھوڑو یہ ہماری اپنی بے وقوفی ہے جو ہم ہر جگہ اسے ساتھ ساتھ لئے پھر رہے ہیں۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ کسی کے ساتھ تعلقات اتنے زیادہ نہیں بڑھانے چاہئیں کہ وہ حد سے زیادہ بدتمیزی پر ہی اتر آئے۔ آؤ چلتے ہیں"۔ خاور نے کہا اور ویٹر کو اشارہ کیا جو تیزی سے ان کے قریب آگیا۔ تنویر کی اس حرکت نے ان تینوں کے موڈ آف کر دیئے تھے ظاہر ہے پبلک پلیس پر تنویر کا ان کے ساتھ اتنی اونچی آواز میں بات کرنا اور وہاں سے اٹھ کر چلے جانے سے وہ لوگوں میں اپنی سبکی ہوتی ہوئی محسوس کر رہے تھے کیونکہ لوگ ابھی تک ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"یس سر"۔ ویٹر نے کہا۔

"بل لاؤ"۔ نعمانی نے بیزار لہجے میں کہا اور ویٹر نے بل جیب سے نکال کر پلیٹ میں رکھ کر ان کے آگے رکھ دیا۔ نعمانی نے جیب سے

بٹوہ نکال کر ایک بڑا نوٹ نکال کر پلیٹ میں رکھ دیا اور وہ تینوں اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"باقی تم رکھ لینا"۔ نعمانی نے کہا اور پھر وہ تینوں ایک ساتھ ریسٹورنٹ سے نکل گئے۔ اسی لمحے خاور کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"اوہ شاید چیف کی کال آرہی ہے۔ تم یہیں رکو میں ریسٹورنٹ کے کسی باتھ روم میں جا کر کال رسیور کر کے ابھی آتا ہوں"۔ خاور نے جلدی سے کہا اور مڑ کر دوبارہ تیزی سے ریسٹورنٹ میں گھستا چلا گیا۔ ابھی اسے ریسٹورنٹ میں گئے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ اچانک ایک ہولناک دھماکا ہوا اور نعمانی اور چوہان کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک کسی طاقتور دیو نے انہیں زمین سے اٹھا کر دور پھینک دیا ہو۔ دھماکے سے ریسٹورنٹ کی عمارت کاغذ کے پرزوں کی طرح ہوا میں اڑ گئی تھی اور دھماکے کے شدید ردعمل کے نتیجے میں چوہان اور نعمانی اپنی جگہ سے اچھل کر دور سڑک پر جا گرے تھے۔

فضا دھماکے کے ساتھ ساتھ بیسیوں انسانوں کی دلدوز چیخوں سے گونج اٹھی تھی۔ آگ دھوئیں اور دھول کا ایک طوفان تھا جو فضا میں بلند ہو کر نیچے آرہا تھا۔ سڑک پر گرے ہوئے چوہان اور نعمانی کے ساتھ ساتھ کئی لوگوں کو یوں لگا تھا کہ کئی عمارتوں کا ملبہ ان پر آگرا ہو اور وہ اس ملبے کے نیچے ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئے ہوں۔ دھماکے سے اچھل کر سڑک پر گرنے اور اینٹوں اور پتھروں کے طوفان کی زد

میں آکر چوہان اور نعمانی کے ذہنوں پر یکلخت اندھیرے نے یلغار کر دی تھی۔ جسے دور کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ دوسرے ہی لمحے ان کے ذہنوں پر تاریکی کی دبیز تہیں چڑھ گئیں جو شاید موت اور کبھی نہ ختم ہونے والی تاریکی تھی۔

جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو اس نے خود کو ایک کمرے میں ایک ستون کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا پایا۔

کمرہ خاصا کشادہ اور ہر قسم کے سامان سے یکسر عاری تھا۔ ہال نما اس کمرے کی چھت کو قائم رکھنے کے لئے یا شاید ڈیکوریشن کے لئے وہاں کئی پلر دکھائی دے رہے تھے۔ پلروں کی موجودگی اور کمرے کی وسعت سے جولیا نے اندازہ لگایا کہ وہ اس وقت کسی عمارت کے تہہ خانے میں موجود ہے۔ وہاں اچھی خاصی تیز روشنی تھی۔

ٹریگ اور شارکی نامی سیاہ فام اسے اس کے فلیٹ سے بے ہوش کر کے یہاں لے آئے تھے اور اسے بے ہوشی کے عالم میں ہی انہوں نے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ ستون کے ساتھ جولیا کے ہاتھ پیچھے کو بندھے ہوئے تھے اور اس کے جسم کے گرد بھی رسیاں مضبوطی سے لپٹی ہوئی تھیں۔ البتہ اس کی ٹانگیں آزاد تھیں۔ جو اس کے جسم کی

رسیاں کھولنے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی تھیں۔

جولیا ان دونوں سیاہ فام مجرموں کے بارے میں سوچنے لگی کہ وہ کون ہو سکتے ہیں اور وہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کے بارے میں اس سے کیا جاننا چاہتے ہیں۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو چکا تھا۔ لیکن اگر کیس شروع ہو چکا تھا اور سیاہ فاموں کی ریڈ سٹارز نامی تنظیم پاکیشیا میں آچکی تھی تو اب تک اس کی خبر ایکسٹو کو کیوں نہیں ہوئی تھی اور اس نے انہیں الرٹ کیوں نہیں کیا تھا۔ جولیا کو اس مایا نامی لڑکی پر بھی شدید غصہ آرہا تھا جو ان دونوں کو اس کے فلیٹ میں لے آئی تھی۔ یقینی طور پر اس نے عمران کو اس کے فلیٹ میں آتا جاتا دیکھا ہو گا تبھی تو اس نے سیاہ فاموں سے اس کی تصویر دیکھ کر اسے پہچان لیا تھا اور ان سے انعام لینے کے لالچ میں وہ انہیں اس کے فلیٹ میں لے آئی تھی۔ ایسی لڑکیاں پیسہ حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھیں۔

نجانے یہ کون سی جگہ تھی اور اس وقت وہ دونوں کہاں تھے۔ جولیا سوچنے لگی کہ اسے اب کسی طرح خود کو ان رسیوں سے آزاد کرانا چاہیے۔ واچ ٹرانسمیٹر اس کی کلائی پر موجود تھی وہ فوری طور پر ایکسٹو کو ان سیاہ فاموں کے بارے میں مطلع کرنا چاہتی تھی نجانے ان لوگوں کے کیا عزائم تھے۔ ان کی شکلیں اور ڈیل ڈول جس قدر خطرناک تھے یقینی طور پر ان کے عزائم بھی خوفناک اور خطرناک ہی ہوں گے۔ جولیا سوچنے لگی۔ اسی وقت اس نے قدموں کی آواز سنی تو وہ

چونک کر سامنے دیکھنے لگی۔

ٹریگ اور شارکی نامی سیاہ فام دروازہ کھول کر لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے اسی کی جانب آرہے تھے۔ ان کے چہروں پر وہی سختی اور سرد مہری تھی جو جولیا نے ان کے چہروں پر اپنے فلیٹ میں دیکھی تھی۔

" تو تمہیں ہوش آگیا ہے۔ بہت خوب"۔ ٹریگ نے اس کے قریب آتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" اگر کہو تو دوبارہ بے ہوش ہو جاؤں"۔ جولیا نے ان کی جانب طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" خاصی جی دار معلوم ہوتی ہو جو ہمارے سامنے اس انداز میں بات کر رہی ہو۔ تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو ہمیں دیکھ کر خوف سے اس کا دم نکل چکا ہوتا"۔ شارکی نے بھیانک پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا کے لبوں پر زہرانگیز مسکراہٹ آ گئی۔

" دیکھو لڑکی ہمارے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے جو ہم تمہاری شکل دیکھتے رہیں۔ تم ساری رات بے ہوش رہی ہو۔ بس بہت ہو چکا ب شرافت اسی میں ہے کہ تم ہمیں علی عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبروں کا پتہ ٹھکانہ بتا دو"۔ ٹریگ نے اس کی جانب خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" میں تم لوگوں سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ میں کسی علی عمران ور سیکرٹ سروس کو نہیں جانتی۔ پھر کیوں بلاوجہ تم ہاتھ دھو کر

میرے پیچھے پڑگئے ہو"۔جولیانے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، یہ اس طرح نہیں مانے گی۔اس کے ساتھ اپنے ہی سٹائل سے پیش آنا پڑے گا"۔شارکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اپنی پتلون کی بیلٹ کھولنے لگا۔بیلٹ چمڑے کی اور خاصی مضبوط تھی۔اس کے دیکھا دیکھی ٹریگ نے بھی پتلون سے اپنی بیلٹ نکال لی اور اسے کسی کوڑے کی طرح ہاتھ میں لٹکالیا۔ان کے ہاتھوں میں بیلٹس دیکھ کر ایک لمحے کے لئے جولیا کے چہرے پر پریشانی ابھر آئی۔

"دیکھو، تم لوگ زیادتی کر رہے ہو۔میں سچ کہہ رہی ہوں میں واقعی علی عمران اور سیکرٹ سروس والوں کو نہیں جانتی۔تم میری بات کا یقین کیوں نہیں کر رہے"۔جولیانے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"سچ کیا ہے اس کا پتہ ابھی پتہ چل جائے گا مس جولیا۔بیلٹ جب ہنٹروں کی طرح تمہارے نازک جسم پر پڑکر تمہاری کھال ادھیڑے گی تو سچائی خودبخود تمہارے ہونٹوں سے نکلنا شروع ہو جائے گی"۔ٹریگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ساتھ ہی اس نے ہنٹر کی طرح بیلٹ گھما کر جولیا کو دے ماری۔شڑاک کی آواز کے ساتھ بیلٹ جولیا کے بدن پر پڑی اور شدید تکلیف اور اذیت سے جولیا کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔اسے یوں لگا تھا جیسے واقعی جس جگہ بیلٹ پڑی تھی وہاں سے گوشت پھٹ گیا ہو۔ہونٹ بھینچ کر اس نے بڑی مشکلوں سے اپنے منہ سے نکلنے والی چیخ کو روکا تھا۔

"اتنی سخت جان سیکرٹ سروس کے ممبر کے سوا کسی اور کی ہو ہی نہیں سکتی۔اگر تم سیکرٹ سروس کی ممبر نہ ہوتی تو ایک ہی بیلٹ کھا کر تمہاری چیخیں نکل جاتیں۔مگر ایسا نہیں ہوا۔بہتر ہے اب بھی ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہو جاؤ ورنہ ہم اسی طرح تمہارا جسم ادھیڑ کر رکھ دیں گے"۔شارکی نے بیلٹ شڑاک سے زمین پر مارتے ہوئے کہا۔جولیا ان کی جانب خونخوارانہ نظروں سے گھور رہی تھی۔

"تم لوگ انتہائی سفاک اور بے رحم درندے ہو۔تم کچھ بھی کر لو میں تمہیں ان کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی"۔جولیانے غراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔چلو ایک بات کا تو تم نے اقرار کر ہی لیا ہے کہ تمہارا سیکرٹ سروس سے ہی تعلق ہے۔رہی بات اگلوانے کی تو یہ ہم پر چھوڑ دو۔ہم تشدد سے پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں"۔شارکی نے کہا۔

"پتھروں اور انسانوں میں بہت فرق ہے۔تمہارے سامنے پتھر بولنے پر مجبور ہوتے ہوں گے انسان نہیں۔میرا نام جولیا نافٹز واٹر ہے۔مجھ سے کچھ اگلوانا تم جیسے بزدل چوہوں کے بس کی بات نہیں ہے"۔جولیانے جان بوجھ کر انہیں تاؤ دلاتے ہوئے کہا۔

"بزدل چوہے۔تم نے ہمیں بزدل چوہے کہا۔ہونہہ دیکھنا اب یہ بزدل چوہے تمہارے ساتھ کیا حشر کرتے ہیں۔شارکی بیلٹ مار مار کر اس کی چمڑی ادھیڑ دو۔اس نے ہمیں یعنی ریڈ سٹارز کو بزدل چوہے کہا

ہے جن کا نام سن کر دنیا کے بڑے بڑے مجرم کانپ جاتے ہیں"۔
ٹریگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے نہایت غصیلے اور
نفرت زدہ انداز میں جولیا کو بیلٹ مارنا شروع کر دیئے۔ شارکی بھی
نفرت بھرے انداز میں اس پر ہنٹروں کی طرح بیلٹ برسا رہا تھا۔ ان
کے بیلٹ جہاں جہاں پڑ رہے تھے وہاں سے نہ صرف جولیا کا لباس پھٹتا
جا رہا تھا بلکہ لباس کے ساتھ ساتھ اس کی کھال بھی پھٹتی جا رہی تھی۔
اور وہاں سرخ سرخ لکیریں بننا شروع ہو گئی تھیں۔ جولیا دانتوں سے
دانت جمائے بدن میں اٹھنے والے ناقابل برداشت تکلیف کو
برداشت کرتی رہی لیکن کب تک۔ ٹریگ اور شارکی جنونیوں کی
طرح اسے مار رہے تھے اور پھر جولیا کے حلق سے اذیت بھری چیخ نکلی
اور اس کا سر ڈھلک گیا۔ شاید شدید اذیت کے باعث وہ بے ہوش ہو
گئی تھی۔

"یہ بے ہوش ہو گئی ہے شارکی۔ اسے ہوش میں لاؤ"۔ ٹریگ نے
جولیا کا ڈھلکا ہوا سر دیکھ کر اپنا ہاتھ روکتے ہوئے شارکی سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"بڑی سخت جان ہے۔ سارا جسم ادھیڑ کر رکھ دیا ہے لیکن اس نے
ابھی تک زبان نہیں کھولی"۔ شارکی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اسے ہوش میں لاؤ۔ اب اس کے ساتھ جو میں سلوک کروں گا۔
اپنی زبان کھولنے پر مجبور ہو جائے گی"۔ ٹریگ نے کہا اور شارکی نے سر
ہلا کر بیلٹ ٹریگ کو پکڑا دی اور جولیا کے قریب آ گیا۔ اس نے جولیا کا

ایک ہاتھ سے ناک پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ جس
سے جولیا کے سانس کی آمدورفت رک گئی دوسرے ہی لمحے جولیا کے
جسم کو ایک دو جھٹکے لگے اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اسے
آنکھیں کھولتے دیکھ کر شارکی نے اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا
لئے۔ جولیا کو اپنے سارے جسم میں آگ سی بھڑکتی محسوس ہو رہی تھی۔
شدید تکلیف اور اذیت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور اس کے منہ
سے سسکاریاں نکل رہی تھیں۔

"کیوں اپنی جان پر ظلم کر رہی ہو مس جولیا۔ عمران اور اپنے
ساتھیوں کا پتہ بتا کر اپنی جان بچا لو ورنہ ابھی تو آغاز ہے آگے ہم تمہارا
کیا حشر کریں گے اس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتیں"۔
شارکی نے اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم میرے جسم کی بوٹی بوٹی بھی کر دو تب بھی میں تمہیں کچھ
نہیں بتاؤں گی بزدل چوہو۔ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم مجھے
جان سے مار دو۔ اگر تم نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تو یاد رکھنا تم نے میرے
بدن پر جتنے زخم لگائے ہیں ان کا میں تم سے دس گنا زیادہ انتقام لوں
گی۔ تم لوگوں کو ایسی بھیانک موت ماروں گی کہ تمہاری لاشوں پر
کتے بھی منہ مارنا گوارا نہیں کریں گے"۔ جولیا نے حلق کے بل
غراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔ دیکھتا ہوں تم میں ابھی
کس قدر برداشت کی قوت باقی ہے"۔ ٹریگ نے بھی اسی کے انداز

میں غرا کر کہا اور جیب سے ایک چاقو نکال لیا۔ چاقو کھول کر وہ جولیا
کے قریب آگیا اور چاقو کا پھل جولیا کے چہرے کی طرف کر کے گھمانے
لگا۔

" اس چاقو سے میں پہلے تمہارے کان کاٹوں گا۔ اس پر بھی تم نے
کچھ نہ بتایا تو تمہارے چہرے سے تمہاری خوبصورت ناک کٹ جائے
گی۔ پھر میں تمہارے گال چیروں گا اور پھر تمہاری آنکھوں کی بار آئے
گی "۔ ٹرگیگ نے بھیانک پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا اس کی
جانب نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس کی ٹانگ
حرکت میں آئی اور ٹرگیگ کا چہرہ اذیت اور شدید تکلیف سے بگڑتا چلا
گیا۔ چاقو اس کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر گر پڑا تھا اور وہ تکلیف کی
شدت سے دوہرا ہو گیا تھا۔ جولیا نے ٹانگ اس کی رانوں کے سنگم پر
ماری تھی جس کی وجہ سے ٹرگیگ کا یہ حال ہوا تھا وہ جیسے ہی دوہرا ہوا
جولیا نے گھٹنا پوری قوت سے اس کے منہ پر دے مارا۔ ٹرگیگ کے
حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ الٹ کر ایک دھماکے سے زمین پر جا
گرا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور تیزی سے ہوا تھا کہ شارکی حیرت
سے آنکھیں پھاڑ کر جولیا اور زمین پر گرے ٹرگیگ کو تڑپتے دیکھتا رہ گیا
تھا۔

" یو بلڈی بچ۔ تمہاری یہ جرأت تم نے میرے ساتھ پر حملہ کیا۔
میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تمہیں جان سے مار دوں گا "۔ شارکی نے
حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس نے انتہائی تیزی کا مظاہرہ کرتے

ہوئے جیب سے پستول نکال کر جولیا کی طرف فائر کر دیا۔ جولیا جو
ستون کے ساتھ بری طرح جکڑی ہوئی تھی اور اپنی جگہ سے حرکت
نہیں کر سکتی تھی اس لئے ظاہر ہے شارکی کے پستول سے نکلی ہوئی
گولی اس کی جانب بڑھتی چلی گئی اور کمرہ تیز اور کربناک چیخوں سے
بری طرح گونج اٹھا۔

کافرستانی وزیراعظم جیسے ہی کانفرنس ہال میں پہنچا اس کے استقبال میں وہاں میز کے گرد بیٹھے ہوئے لوگ اس کے احترام میں جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وزیراعظم باوقار انداز میں چلتا ہوا اپنی مخصوص نشست کی طرف آیا۔ ایک آفیسر نے اس کی کرسی پیچھے کی اور وزیراعظم کانفرنس ہال میں موجود افراد کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس کے آتے ہی کانفرنس ہال میں سکوت طاری ہو گیا تھا۔ وزیراعظم نے ہنگامی میٹنگ کال کر کے ان سب کو یہاں بلوایا تھا۔ ہنگامی میٹنگ کس لئے کال کی گئی تھی اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس لئے وزیراعظم کے آنے سے پہلے سب لوگ اپنی اپنی رائے کے راگ الاپ رہے تھے۔

کانفرنس ہال میں وزیراعظم کے علاوہ بیس افراد تھے۔ یہ سب وہی

لوگ تھے جو ایکریمی ڈیفنس منسٹر کی میٹنگ میں موجود تھے۔ ان میں وہ ایکریمی چار سائنسدان بھی موجود تھے جو تھنڈر فلیش پر کام کرنے اور پاکیشیا پر ہائی رسک آپریشن کرنے کی غرض سے خفیہ طور پر کافرستان رک گئے تھے۔

تھنڈر فلیش کے موجد ڈاکٹر تندلال کے علاوہ وہاں سیکرٹ سروس کا نیا چیف کرنل وجے ملہوترا، ڈیفنس منسٹر، فارن منسٹر اور دوسرے افراد وہاں موجود تھے جو اس مشن کے متعلق تھے۔ یہ ہنگامی میٹنگ وزیراعظم نے ڈاکٹر تندلال کے کہنے پر بلائی تھی جو ہائی رسک مشن پر وزیراعظم اور دوسرے افراد سے کوئی خاص بات کہنا چاہتا تھا۔

" یس ڈاکٹر تندلال، آپ کے کہنے کے مطابق میں نے آپریشن ہائی رسک کے تمام ممبروں کو بلالیا ہے۔ فرمایئے آپ ہم سب سے کیا کہنا چاہتے تھے "۔ وزیراعظم کی گھمبیر آواز نے ہال کے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر تندلال اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ لمبوترے چہرے والا ادھیڑ عمر شخص تھا جس کا سر گنجا تھا البتہ سر کے دائیں بائیں سفید بالوں کی جھالریں سی لٹک رہی تھیں۔ اس کی ناک موٹی اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں جن میں شیطانی چمک تھی۔

" جناب وزیراعظم اور میرے عزیز ساتھیو، آپ سب کو یہاں اچانک زحمت دینے کی وجہ تھنڈر فلیش اور آپریشن ہائی رسک پر ڈسکس کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ تھنڈر فلیش مشین کی تیاری میں مجھے کس قدر طویل مدت تک کام کرنا پڑا تھا۔ میں نے

جو مشین ایجاد کی تھی اس سے ایک مخصوص علاقہ یا بستی تو آسانی سے تباہ کی جا سکتی تھی مگر اس مشین میں اتنی پاور نہیں تھی جس سے پاکیشیا کو مکمل طور پر جلا کر راکھ کیا جا سکے۔ اس لئے جناب وزیر اعظم کے حکم پر میں نے اس مشین پر مزید کام کرنا شروع کر دیا تاکہ اس کی رینج بڑھائی جا سکے۔ تب تجربے بلکہ کامیاب تجربے کئے جا سکتے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ ہماری یہ ایجاد صرف کافرستان تک ہی محدود رہے اور اس جیسی کوئی طاقتور ایجاد کسی دوسرے ملک کے پاس نہ ہو۔ کافرستان تھنڈر فلیش کی وجہ سے تمام سپر پاورز ممالک سے بھی زیادہ مضبوط اور طاقتور ہو سکتا تھا۔ مشین پر کام کرتے ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ اس میں ایف ایکس میگاٹوم نامی ایٹمی پرزہ لگا دیا جائے تو اس سے مشین کی طاقت اور رینج سو گنا بڑھ سکتی ہے اور اس رینج میں پاکیشیا تو کیا اس سے بھی بڑے ملک کو ملیامیٹ کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے جناب وزیر اعظم سے بات کی۔

ایف ایکس میگاٹوم نامی ایٹمی پرزہ اس وقت صرف اور صرف ایکریمیا کے پاس تھا جس کو وہ ایٹم اور ہائیڈروجن بموں کی تیاری کے استعمال میں لا رہے تھے اور اسے بنانے میں جو میٹریل استعمال کیا جاتا تھا وہ بھی ایکریمیا سے ہی حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اس ایک پرزے کو حاصل کرنے کے لئے کافرستان اگر اپنی آدھی سے زیادہ ریاستیں بھی گروی رکھ دے تب بھی اس کی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی تھی اور نہ ہی ایکریمیا کسی صورت میں اس پرزے کو کسی اور کو دینے

کے لئے تیار تھا۔

پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور کافرستان کو پاورفل ملک بنانے کے لئے میری جناب وزیر اعظم، جناب صدر اور چند بڑے بڑے عہدیداروں سے سپیشل میٹنگ ہوئیں ان میٹنگز میں ہم نے فیصلہ کیا کہ اگر ہم اپنی اس ایجاد کے بارے میں ایکریمیا کو بتا دیں تو وہ اس ایجاد کو حاصل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔

پاکیشیا کی دن بدن بڑھتی ہوئی ترقی اور جنگی صلاحیتوں کے علاوہ ایٹمی طاقت ہونے کی وجہ سے کافرستان میں ترقی کے امکانات کافی حد تک کم ہو گئے تھے اور کافرستان کو خطرہ لاحق ہونے لگا تھا کہ اگر پاکیشیا اسی رفتار سے ترقی کی منزلیں طے کرتا گیا تو وہ دن دور نہیں جب کافرستان کو اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہونا پڑ جائے گا۔ اس لئے ہم نے پورے پاکیشیا کو ہی نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹانا واقعی ہمارے لئے ایک بہت بڑا رسک تھا جسے ہم بغیر ایکریمی امداد اور اس کی حمایت حاصل کئے پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ تھنڈر فلیش اور اس کے تجربات ایکریمیا کو دکھائے جائیں اور اس ایجاد کے بدلے نہ صرف ہم ان سے ایف ایکس میگاٹوم حاصل کر لیں بلکہ پاکیشیا کو ختم کرنے کے لئے ان کی بھرپور حمایت بھی ہمیں مل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تھنڈر فلیش کی عظیم الشان ایجاد کے فارمولے کے بدلے ایکریمیا نے ہمیں ایف ایکس میگاٹوم دینے کی حامی بھر لی اور پاکیشیا میں ہائی

رسک آپریشن کی بھی پوری آزادی دے دی۔ اس سلسلے میں ایکریمی ڈیفنس منسٹر نے جو معاہدے کئے ان کی تفصیل آپ سب کو معلوم ہی ہے۔

میں نے ایکریمی سائنسدانوں کے ساتھ مل کر ہائی رینج والی تھنڈر فلیش مشین بنانے کا کام شروع کر دیا اور اسے مکمل طور پر بنانے میں ہم پوری طرح سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں صرف ایف ایکس میگاٹوم کا انتظار ہے اس کے مشین میں فٹ ہوتے ہی ہم آپریشن ہائی رسک کے لئے پوری طرح سے تیار ہوں گے۔ اب جناب وزیراعظم اور آپ سب سے درخواست ہے کہ ایک تو اس مشین کو ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں دوسرے اس مشین کو کسی ایسی جگہ لے جانے کی پرمیشن دی جائے جہاں ہم آسانی سے بیٹھ کر پاکیشیا کو اپنی رینج میں لے سکیں"۔ ڈاکٹر نندلال کسی مقرر کی طرح کہتا چلا گیا۔

"یہ ہماری خوش نصیبی ہے ڈاکٹر نندلال کہ ہمارے ملک میں آپ جیسے عظیم، ذہین اور انتہائی قابل سائنسدان موجود ہیں اور آپ نے تھنڈر فلیش مشین ایجاد کر کے ملک کی عزت و وقار اور طاقت کو جو عروج دیا ہے آپ کے اس کارنامے کو سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہم آپ کو ملک و قوم کی اس عظیم خدمت کے عوض کافرستان کا سب سے بڑا نشان مہاویر چکر سے بھی سرفراز کریں گے جو آپ کے کارنامے کا ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا۔ اب رہی یہ بات کہ

ایکریمیا سے ایف ایکس میگاٹوم کب آئے گا تو اس کے لئے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ایکریمیا سے اگلے ہفتے ہمیں اس پرزے کی ڈیلیوری کر دی جائے گی۔ تھنڈر فلیش آپریشن کے لئے کون سا مقام صحیح رہے گا اور کہاں سے پاکیشیا کو مکمل طور پر فنا کرنے کی آپ کو رینج میسر آسکتی ہے اس کا فیصلہ تو آپ لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ جہاں چاہیں گے وہاں آپ کے لئے سیٹ اپ تیار کر دیا جائے گا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"تھنڈر فلیش کا اتنا بڑا تجربہ چونکہ پہلی بار کیا جانا ہے اس لئے ہمارے اعداد و شمار کے مطابق ہم چاہتے ہیں کہ اس مشین کو پاکیشیا سے کم از کم سو ڈیڑھ سو کلو میٹر دور رکھا جائے تاکہ ہم ہر صورت اور ہر قیمت پر مکمل طور پر پاکیشیا کو فنا کر دیں۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے ہائی رسک آپریشن کو یقینی بنانے کے لئے بہت غور و خوض کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر مشین پاکیشیا سے سو ڈیڑھ سو کلو میٹر دور ہو تو اس سے پورے پاکیشیا کو آسانی کے ساتھ رینج میں لیا جا سکتا ہے"۔ ڈاکٹر نندلال نے کہا۔

"تو پھر آپ اس مشین کو کوہ ہمالیہ کے کسی ہل سٹیشن پر سیٹ کر لیں۔ یہ کون سی مشکل بات ہے"۔ وزیر دفاع نے جلدی سے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو ہم پاکیشیا کے کسی نزدیکی سرحدی علاقے کے پاس بھی آپریشن سپاٹ بنوا سکتے ہیں"۔ ایک وزیر نے مشورہ دیا۔

"نہیں ہل سٹیشن یا کسی سرحدی گاؤں کے پاس آپریشن سپاٹ

بنانا مناسب نہیں ہوگا۔ میرے خیال کے مطابق ڈاکٹر تندلال کسی
شپ کو آپریشن سپاٹ بنالیں۔ سمندری حدود سے پاکیشیا اور کافرستان
کا درمیانی فاصلہ بھی کم ہے اور ہم آپریشن سپاٹ کو سمندری حدود میں
نیوی اور بحری بیڑوں سے فضائی کور بھی دے سکتے ہیں۔ اگر پاکیشیا کی
طرف سے کوئی خطرہ بھی ہوا تو ہم اسے سمندری حدود میں رہ کر ان
سے اپنا بچاؤ بھی آسانی سے کر لیں گے"۔ سیکرٹ سروس کے چیف
نے جلدی سے کہا اور پھر ان سب میں اس بات کی بحث چھڑ گئی کہ
آپریشن سپاٹ کہاں بنایا جائے۔ آخر تین گھنٹے کی طویل بحث کے بعد
سمندر میں ایک بڑے سمندری جہاز کو ہی آپریشن سپاٹ بنانے کا
متفقہ فیصلہ کر لیا گیا۔ بحری جہاز اور ارد گرد کے علاقے کی حفاظت کی
تمام تر ذمہ داری کافرستانی سیکرٹ سروس کو سونپ دی گئی اور پھر
وزیراعظم نے وہیں بیٹھے بیٹھے کافرستان نیوی کے کمانڈر کے نام نوٹ
جاری کر دیا جس سے جہاز اور ایک مخصوص علاقے کی حفاظت کے
تمام اختیارات کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کو دے دیئے گئے۔
ان اختیارات کو پا کر کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف اس قدر خوش
تھا کہ اس کا اٹھ کر وہاں باقاعدہ رقص کرنے کو جی چاہ رہا تھا۔

عمران اور صفدر آندھی اور طوفان کی طرح اس علاقے کی طرف جا
رہے تھے جس کا پتہ انہیں مایا سے معلوم ہوا تھا۔
"اس طرف، ابدالی کالونی کا بورڈ اس طرف ہے عمران صاحب"۔
صفدر نے دائیں طرف موجود ایک بورڈ پر ابدالی کالونی کا نام پڑھتے
ہوئے کہا۔ عمران نے سر ہلا کر کار اس سڑک پر موڑ دی۔
"ہمیں کوٹھی نمبر ون زیرو ون میں جانا ہے"۔ عمران نے کہا اور
صفدر سر ہلا کر کوٹھیوں کے نیم پلیٹ پر لکھے ہوئے نمبروں کو دیکھنے
لگا۔
"کوٹھیاں سیریل نمبر کے تحت ہیں۔ اس سفید گیٹ والی کوٹھی
سے آگے آٹھویں کوٹھی کا نمبر ایک سو ایک ہے"۔ صفدر نے کہا اور
عمران نے کار کو وہیں بریک لگا دیئے۔
"تمہارے پاس کوئی ہتھیار ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں"۔ صفدر نے جواب دیا تو عمران نے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ایک پستول نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"کوٹھی میں اس وقت حملہ کرنا مناسب نہیں رہے گا"۔ صفدر نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو جب وہ لوگ جولیا کے ٹکڑے کر کے کسی چوراہے پر پھینک دیں گے تب ہم یہاں ریڈ کریں"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ کوٹھی خاصی بڑی ہے اور آپ خود بتا رہے ہیں کہ مجرم انتہائی خطرناک اور سفاک ہیں۔ کوٹھی میں انہوں نے یقینی طور پر کوئی نہ کوئی حفاظتی انتظام کر رکھا ہوگا اور پھر مس جولیا بھی ان کے قبضے میں ہے۔ ہمارے اچانک حملے سے انہوں نے مس جولیا کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو"۔ صفدر نے جلدی سے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"رسک تو ہمیں بہرحال لینا ہی پڑے گا۔ بغیر کسی پلاننگ کے کوٹھی پر حملہ کرنا ہمارے اور جولیا کے لئے سخت نقصان دہ ہو سکتا ہے مگر اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔ تم نہیں جانتے ریڈ سٹارز جیسی دہشت گرد آرگنائزیشن جس ملک میں جاتی ہے وہاں ہر طرف تباہی اور بربادی کے جھنڈے گاڑ دیتی ہے۔ ہر طرف موت کا بھیانک رقص شروع ہو جاتا ہے اور بڑی بڑی عمارتیں زمین بوس ہو کر خاک و خون میں مل جاتی ہیں"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں

کہا۔

"اوہ، اس تنظیم پر قابو کرنے یا ان کا خاتمہ کرنے کے لئے ہمیں اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لینا چاہئے۔ اس کے علاوہ چیف کو بھی صورتحال سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری ذرا سی حماقت سے مجرم ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں"۔ صفدر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ اصل میں اسے عمران کے اس اندھے اقدام سے پریشانی لاحق ہو رہی تھی کیونکہ جولیا مجرموں کے قبضے میں تھی۔ ان کے اچانک حملے سے واقعی اسے کسی بھی طرح کا نقصان پہنچا سکتے تھے۔ جس کے لئے صفدر رسک لینے کے لئے تیار نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے تم چیف کو رپورٹ دے دو اور اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بلا لو۔ میں کوٹھی میں جا رہا ہوں، جوگا دیکھا جائے گا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اسے کوٹھی نمبر ایک سو ایک کی جانب جاتے دیکھ کر صفدر تذبذب میں پڑ گیا کہ وہ عمران کا ساتھ دے یا واقعی چیف کو رپورٹ دے کر اپنی مدد کے لئے دوسرے ساتھیوں کو بھی یہیں بلا لے۔ ویسے اسے عمران کی ذہانت اور اس کی قابلیت پر پورا بھروسہ تھا لیکن جولیا کے مجرموں کے قبضے میں ہونے کے خیال سے ہی وہ دہلا جا رہا تھا۔ چند لمحے تذبذب کی کیفیت میں رہنے کے بعد اس نے ایکسٹو سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے دیکھا عمران کوٹھی نمبر ایک سو ایک کے گیٹ پر رک گیا

تھا جہاں ایک گن مین کھڑا تھا۔ صفدر نے عمران کی گاڑی کا سٹیئرنگ سنبھالا اور ایکسٹو سے بات کرنے کے لئے کسی فون بوتھ کی تلاش میں روانہ ہو گیا کیونکہ وہ کھلے عام واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

" السلام وعلیکم یا اہل قبور۔ مم میرا مطلب ہے کوٹھی کے اہل داروغہ صاحب کیا میں آپ سے شرف ملاقات کی سعادت حاصل کر سکتا ہوں "۔ عمران نے کوٹھی نمبر ایک سو کے سیکورٹی گارڈ کے قریب جا کر احمقانہ لہجے میں کہا۔

" آپ کو کس سے ملنا ہے "۔ گارڈ نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اسے شاید عمران کی باتوں کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

" اماں یار تم سے ملنا ہے تمہارے آباؤ اجداد سے ملنا ہے تمہارے ان عزیزان گرامی سے ملنا ہے جو اس دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں "۔ عمران نے کہا اور گارڈ حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

" آپ ذرا آسان اردو نہیں بول سکتے "۔ گارڈ نے بے چارگی سے کہا۔

" آسان اردو۔ ارے بھائی میرے غدودان معدہ میں حالت خانہ جنگی کی سی ہے کیا میں آپ کا بیت الخلاء استعمال کرنے کا متمنی ہو سکتا ہوں "۔ عمران نے اور زیادہ گاڑھی اردو بولتے ہوئے کہا۔

" غدودان معدہ، حالت خانہ جنگی۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں "۔ گارڈ

نے حیرت سے کہا۔

" آپ غدودان معدہ کا مطلب نہیں سمجھتے۔ حیرت ہے ارے بھائی اس وقت کچھ فرمانے نہ فرمانے کی حالت نہیں ہے۔ میری حالت بہت پتلی ہے براہ کرم میں آپ کا باتھ روم استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کی اجازت مرحمت فرما دیں ورنہ مجھے آپ کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی شرمندگی اٹھانے پر مجبور ہونا پڑے گا "۔ عمران نے پیٹ پکڑ کر مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔ گارڈ اور کچھ سمجھا ہو نہ سمجھا ہو مگر عمران کے پیٹ پکڑنے اور اس کے چہرے کی حالت دیکھ کر سمجھ گیا کہ عمران کو رفع حاجت کی ضرورت ہے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

" میرا خیال ہے آپ باتھ روم میں جانا چاہتے ہیں "۔ اس نے کہا۔

" اب میں نے بھی باتھ روم ہی کہا تھا۔ کیا تمہیں سمجھ کم آتی ہے "۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور گارڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ کی حالت واقعی خاصی خراب معلوم ہوتی ہے۔ صاحب اور بیگم صاحبہ اس وقت سو رہے ہیں اس لئے میں آپ کو اندر لے چلتا ہوں۔ بہرحال وہاں زیادہ دیر نہ لگائیں۔ اگر صاحب وغیرہ جاگ گئے تو مجھ سے سخت ناراض ہوں گے۔ آیئے "۔ گارڈ کوئی شریف آدمی معلوم ہوتا تھا اس لئے اس نے آسانی سے عمران کو کوٹھی میں لے جانے اور باتھ روم استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ اس نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ عمران بھی مطمئن انداز میں منہ

چلاتا ہوا اندر آ گیا۔ سامنے کوٹھی کا پورچ تھا جہاں نئے ماڈل کی کار کھڑی تھی اس کے آگے لان میں ایک بڑا سا درخت نظر آ رہا تھا جس کی شاخیں دوسری کوٹھی کی چھت تک جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ جسے دیکھ کر عمران پرخیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

" ادھر آیئے اس طرف"۔ گارڈ نے دائیں طرف ایک چھوٹی راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے سر ہلایا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اچانک گارڈ کی کنپٹی پر جچا تلا ہاتھ مار دیا۔ گارڈ کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور وہ گرنے ہی لگا تھا کہ عمران نے جلدی سے اسے سنبھال لیا۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تھا جس سے گارڈ فوراً بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے گارڈ کو گھسیٹ کر کار کے نیچے ڈال دیا اور پھر احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا درخت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

دوسرے ہی لمحے وہ درخت پر بندروں کی سی پھرتی سے چڑھتا ہوا چھت کی منڈیر تک چلا گیا۔ دوسری کوٹھی کی چھت کی منڈیر پکڑ کر اس نے جسم کو جھولا دیا اور پھر قلابازی کھا کر چھت پر اتر گیا۔ چھت خالی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا۔ سامنے اسے نیچے جانے والا زینہ دکھائی دیا وہ دبے قدموں تیزی سے زینے کی جانب دوڑا۔

زینے کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ عمران نے جیب سے پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور احتیاط کے ساتھ زینے اترنے لگا۔ ساری کوٹھی

بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں کوئی سرے سے ہی موجود نہ ہو۔ لان خالی پڑا تھا۔ البتہ پورچ میں اسے دو نئی گاڑیاں کھڑی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران زینے اتر کر نیچے آ گیا اور دبے قدموں رہائشی حصے کی جانب بڑھ گیا۔ ایک کمرے کے دروازے کے ساتھ دیوار سے لگ کر اس نے کمرے سے سن گن لینے کی کوشش کی مگر اندر سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ عمران حیران ہو رہا تھا کہ مایا نے اسے جو پتہ دیا تھا وہ غلط تو نہیں تھا کیونکہ اگر یہ مجرموں کی کوٹھی ہوتی تو یہاں یقیناً کوئی نہ کوئی مسلح گارڈ ہوتا اور یہاں اس قدر خاموشی مسلط نہ ہوتی۔ اس نے آہستہ آہستہ ہاتھ بڑھا کر دروازے کا ہینڈل پکڑا اور اسے گھمانے لگا۔ ہینڈل گھومتے ہی دروازہ کھلنے کی آواز سن کر عمران ایک بار پھر دیوار سے چپک گیا اور کمرے میں دروازہ کھلنے کی آواز سے ہونے والے رد عمل کا انتظار کرنے لگا۔ مگر جب اسے اندر سے کوئی آواز نہ سنائی دی تو اس نے نہایت آہستگی کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھولا اور بڑے محتاط انداز میں اندر جھانکنے لگا۔ کمرہ خالی تھا۔ عمران کے چہرے پر تذبذب دکھائی دینے لگا۔ اسے لگ رہا تھا کہ واقعی مایا نے اسے غلط پتہ دے دیا ہے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ کمرے میں ہر قسم کا سامان موجود تھا لیکن انسان نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہیں تھی۔ عمران نے ہر طرف گھوم پھر کر پوری کوٹھی چھان ماری لیکن وہاں انسان تو کیا اسے بلی کا ایک بچہ بھی دکھائی نہ دیا۔ اب تو سچ مچ اس کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔

"کمال ہے کیا اس گھر کی چیزیں اور پورچ میں کھڑی کاریں ہوائی مخلوق استعمال کرتی ہیں"۔ اس نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مجرم نہیں تو کوٹھی کے مکین تو کوٹھی میں ہونے چاہئیں تھے مگر کوٹھی کو خالی دیکھ کر عمران بھی قدرے پریشان ہو گیا تھا۔ اسی لمحے عمران کے حساس کانوں میں ایک کراہ کی آواز سنائی دی۔ گو آواز بے حد مدہم اور کمزور تھی مگر عمران کے حساس کانوں نے کراہ سن کر اندازہ لگالیا تھا کہ آواز جولیا کی تھی۔ آواز کوٹھی کے پچھواڑے سے آتی محسوس ہوئی تھی۔ عمران باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک خوفناک شکل والا غنڈہ ہاتھ میں مشین گن لئے اندر آگیا۔ اس کی شکل وصورت مقامیوں جیسی تھی۔ اسے اس طرح اچانک اندر آتے دیکھ کر عمران اپنی جگہ ٹھٹھک کر اور گہری سانس لے کر رہ گیا۔

وہ کوٹھی کو خالی سمجھ رہا تھا لیکن شاید کسی نے اسے دیوار پھاند کر زینوں سے نیچے آتے دیکھ لیا تھا اور اس کی حرکات وسکنات دیکھنے کے لئے وہ چھپ گئے تھے۔ اب انہوں نے عمران کو اسی کمرے میں گھیر لیا تھا۔ اس بدمعاش کے پیچھے دو اور بدمعاش اندر آگئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں جن کا رخ لامحالہ عمران ہی کی جانب تھا۔

"اپنا پستول پھینک دو"۔ کمرے میں داخل ہونے والے پہلے غنڈے نے عمران کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہاں پھینکوں"۔ عمران نے بھولے پن سے کہا۔

"بکو مت پستول پھینکو"۔ بدمعاش نے چیخ کر کہا اور عمران نے بوکھلا کر جلدی سے یوں پستول پھینک دیا جیسے اسے ڈر ہو کہ اگر اس نے بدمعاش کا حکم نہ مانا تو وہ اسے پیٹنا شروع کر دے گا۔

"کون ہو تم اور اس طرح کوٹھی میں کیوں داخل ہوئے تھے"۔ بدمعاش نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کک، کس طرح بڑے بھائی۔ میں تو چھت پر پتنگیں اڑا رہا تھا۔ پتنگ کٹ گئی تو میں نیچے آگیا۔ کک کیا میں نے کوئی غلطی کی ہے"۔ عمران نے نہایت معصوم بنتے ہوئے پوچھا۔

"ہونہہ، تم ضرورت سے زیادہ ہی چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ میرا نام جانی ہے اور جانی کو دھوکا دینے والا آج تک پیدا نہیں ہوا"۔ بدمعاش نے سرد لہجے میں کہا۔

"سچ سچ بتاؤ کون ہو تم اور یہاں کیا لینے آئے ہو"۔ دوسرے بدمعاش نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں پوچھا۔

"پتنگیں، مم میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، یہ ایسے نہیں بتائے گا۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں اپنے بارے میں بتا دو ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ جانی غنڈے نے غراتے ہوئے کہا اور ٹریگر پر معمولی سا دباؤ ڈال دیا۔ مگر عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور دو بدمعاشوں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف

آ گیا۔اس سے پہلے کہ وہ مڑتے عمران نے پیچھے موجود ایک بدمعاش کے ہاتھ سے برق کی سی رفتار سے اس کی گن چھین لی اور مڑتے ہوئے بدمعاشوں کو اچھل کر ایک ساتھ لاتیں مار دیں۔وہ دونوں چیختے ہوئے سامنے جا گرے۔عمران جو انہیں اچھل کر لاتیں مارنے سے خود بھی گر چکا تھا اس نے جس بدمعاش کے ہاتھ سے گن چھینی تھی وہ جھک کر اسے پکڑنے لگا لیکن عمران نے گن پوری قوت سے اس کے پیروں پر دے ماری۔بدمعاش کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ عمران پر گرنے لگا لیکن عمران تیزی سے کروٹ بدل گیا اور بدمعاش منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔کروٹ بدلتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

جن بدمعاشوں کو عمران نے ان کی پشتوں پر لات مار کر گرایا تھا ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل گئی تھیں۔وہ جلدی سے اٹھ کر ان گنوں کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھے لیکن عمران اچھل کر ان کے سامنے آ گیا۔

" خبردار، حرکت کی تو بھون کر رکھ دوں گا"۔عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور غنڈے جہاں تھے وہیں رک گئے اور عمران کی جانب کینہ توز نگاہوں سے گھورنے لگے۔

" تمہیں یہ حرکت بہت مہنگی پڑے گی"۔جانی نے غراتے ہوئے کہا۔

" بکو مت اور اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔عمران حلق کے بل غرایا۔

اس کی غراہٹ سن کر جانی اور دوسرے بدمعاشوں نے ہونٹ بھینچ لئے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔تیسرا بدمعاش بھی کراہتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔عمران نے اس کی ٹانگوں پر جہاں گن ماری تھی وہاں سے شاید گوشت پھٹ گیا تھا کیونکہ اس کی پتلون کا وہ حصہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

" اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر دوسری طرف گھوم جاؤ"۔عمران نے بدستور غراتے ہوئے کہا اور بدمعاش اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ کر دوسری طرف گھوم گئے۔عمران نے جھک کر نیچے پڑا ہوا اپنا پستول اٹھایا اور دبے قدموں ان کے قریب آ گیا۔اس سے پہلے کہ بدمعاش کچھ سمجھتے ان کے سروں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ چیختے ہوئے زمین پر گر پڑے۔عمران نے پستول اور گن کے دستے دو بدمعاشوں کے سر پر مار دیئے تھے جس سے وہ گر کر بے ہوش ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جانی بدمعاش بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا اور خوفزدہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

" میں چاہوں تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو گولیاں مار سکتا تھا مگر میں تم لوگوں کی طرح بے رحم اور ظالم نہیں ہوں۔اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی ظالمانہ سلوک نہ کروں تو سیدھی طرح میرے چند سوالوں کا جواب دے دو"۔عمران نے اس کی جانب قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔جانی ایک عام سا بدمعاش تھا عمران کی دیدہ دلیری اور اس کی پھرتی دیکھ کر وہ واقعی خوفزدہ ہو گیا تھا

اور پھر عمران کو جس بے دردی سے اس کے ساتھیوں کے سروں پر گنوں کے دستے مار کر بے ہوش کرتے دیکھا تھا اس سے اس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف امڈ آیا تھا۔

"تمہارے علاوہ اس کوٹھی میں اور کتنے بدمعاش ہیں"۔ عمران نے جانی کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ہم تین ہی ہیں"۔ اس نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ سیاہ فام کہاں ہیں جو رات کو ایک لڑکی کو اٹھا کر لائے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

"تہہ خانے میں"۔ جانی نے گھبراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ان کے نام کیا ہیں"۔ عمران نے پھر پوچھا۔

"ایک کا نام ماسٹر ٹریگ ہے اور دوسرے ماسٹر شارکی۔ دونوں افریقی نژاد ہیں۔ انہوں نے ہمیں کوٹھی کی حفاظت کے لئے رکھا ہوا تھا"۔ جانی نے خود ہی اپنی اصلیت بتاتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کے چہرے سے اندازہ لگالیا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"ہونہہ، تہہ خانے کا راستہ کس طرف ہے"۔ عمران نے ہنکارہ بھر کر اس سے پوچھا۔

"وہ دوسرے کمرے کی ایک دیوار کے پاس سے تہہ خانے کو ایک زینہ جاتا ہے۔ مم مگر تم کون ہو"۔ جانی نے کسی قدر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"خدائی فوجدار۔ چلو میرے ساتھ اس کمرے میں جہاں تہہ خانے کو راستہ جاتا ہے اور کان کھول کر سن لو اگر تم نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں گولی مارنے سے قطعی دریغ نہیں کروں گا"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور جانی نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔ اس نے خوف بھری نظروں سے اپنے گرے ہوئے بے ہوش ساتھیوں کی طرف دیکھا اور دروازے کی جانب مڑ گیا۔ عمران نے مشین گن کی نال اس کی کمر سے لگا دی۔ یہی اس کی غلطی تھی جیسے ہی اس نے گن جانی کی کمر سے لگائی جانی یکدم بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اس نے نیچے جھکتے ہوئے پوری قوت سے عمران کو پیچھے دھکا دے دیا۔ عمران جو جانی کو بے ضرر اور خوفزدہ سمجھ رہا تھا اس کے اچانک اقدام سے سنبھل نہ سکا اور الٹ کر گر پڑا۔

اس لمحے جانی نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زمین پر گری ہوئی اپنے ساتھی کی مشین گن اٹھائی اور اس کا رخ عمران کی جانب کر کے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔

دارالحکومت ان دنوں شدید دہشت گردی کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ نہ صرف سرے عام فائرنگ کر کے بے گناہ افراد کو گولیوں سے چھلنی کیا جا رہا تھا بلکہ بڑی بڑی سرکاری بلڈنگوں، ہسپتالوں، ہوٹلوں اور پولیس اسٹیشنوں میں بم پھٹ رہے تھے۔ کئی عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں۔ ہزاروں لوگ موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور ہزاروں ہی زخمی تھے۔ اس قدر خوفناک دہشت گردی کے واقعات نے حکومت کو بری طرح سے بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔

مجرم آندھی اور طوفان کی طرح آتے تھے اور ہر طرف آگ و خون کی ہولی کھیل کر آسانی سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ پولیس نے ایک دو تخریب کاروں کو گھیرنے کی کوشش کی مگر مجرم ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آتے تھے۔ شدید فائرنگ اور ہینڈ گرنیڈز کے ساتھ ساتھ وہ منی راکٹ لانچروں

سے پولیس کا حلقہ توڑ کر نکل جاتے۔ ہر طرف خوف و ہراس کی فضا طاری تھی۔ لوگ خوفزدہ ہو کر گھروں میں ہی دبک کر رہ گئے تھے۔ جہاں جہاں دھماکے ہوتے تھے اور گولیاں چلتی تھیں وہاں ہر طرف مردہ اور زخمی مرد، بچے اور عورتیں پڑی نظر آتی تھیں۔ ہر جگہ آگ اور دھواں پھیلا ہوتا اور سڑکیں خون سے رنگ جاتی تھیں۔

دہشت گردی کی ان خوفناک کارروائیوں سے پولیس بھی دہشت زدہ نظر آتی تھی جس کی وجہ سے لاشیں اور زخمی کئی کئی گھنٹوں تک سڑکوں پر پڑے رہتے۔ پولیس کے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ سرکاری حکام کی پریس کانفرنسیں ہونے لگیں۔ پریس والوں نے الگ شور مچانا شروع کر دیا تھا۔ ہر طرف روح فرسا مناظر دیکھنے میں آرہے تھے۔

لوگوں کے جذبات پولیس اور انتظامیہ کے خلاف بھڑک اٹھے تھے۔ حالات دن بدن ابتر سے ابتر ہو گئے تھے۔ چنانچہ حکام نے مشکوک افراد کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کے احکام صادر کر دیئے گئے اور سرکاری ایجنسیوں کو صورتحال پر کڑی نظر رکھنے اور دشمن عناصر کی تلاش کا کام سونپ دیا گیا۔ مگر مجرم ایسے غائب ہو گئے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

صدر مملکت دارالحکومت کی اس بگڑی ہوئی صورتحال سے بے حد پریشان تھے۔ انہوں نے خصوصی طور پر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کر کے انہیں پرسکون رہنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ غیر ملکی دشمن عناصر کی تلاش جاری ہے وہ جلد سے جلد انہیں ڈھونڈ

نکالیں گے اور پھر انہیں ایسی عبرتناک سزائیں دیں گے کہ آئندہ دہشت اور دہشت گردی کے نام سے ہی ان کی روح فنا ہو جائے گی۔

قوم سے خطاب کرنے اور انہیں دلاسے دینے کے بعد صدر مملکت نے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے براہ راست بات کی تھی اور انہیں سختی سے حکم دیا تھا کہ وہ ایکسٹو سے کہے کہ ان حالات میں وہ خاموش کیوں ہے۔ دشمن عناصر اپنی کارروائیوں سے ملک کا سکون درہم برہم کرنے پر تلا ہوا ہے وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کر رہا اور مجرم اب تک اس آزادی سے کیوں دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے سر سلطان کو حکم دیا تھا کہ وہ ایکسٹو سے رابطہ کر کے جلد سے جلد مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا کر انہیں رپورٹ دیں۔

صدر مملکت کا حکم سن کر سر سلطان سخت پریشان ہو گئے تھے۔ وہ بھی حیران تھے کہ دہشت گرد دارالحکومت میں اس قدر خوفناک تباہی پھیلا رہے ہیں اور عمران نے اب تک ان کے خلاف کوئی قدم کیوں نہیں اٹھایا تھا۔ انہوں نے دانش منزل میں طاہر سے بھی سخت بازپرس کی تھی لیکن بلیک زیرو خود بھی مجبور تھا کیونکہ کئی روز سے نہ صرف عمران بلکہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اس کا صرف صدیقی سے رابطہ ہوا تھا جو ان دنوں فلیٹ میں بیمار پڑا تھا۔ ایک لحاظ سے وہ بھی اس وقت اس کے کوئی کام نہیں آ سکتا تھا۔ عمران جولیا کی تلاش میں نکلا تھا اور خود غائب ہو گیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی محفوظ ہوں۔

عمران کی اتنے روز سے غیر حاضری اسے شک میں مبتلا کر رہی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً کسی بڑی مصیبت میں پھنسے ہوں گے۔ ورنہ عمران اور اتنے روز غائب رہے یہ کیسے ممکن تھا۔

وہ اس وقت پریشانی کے عالم میں آپریشن روم میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب وہ کرے تو کیا کرے۔ مجرموں کا اس کے پاس کوئی کلیو بھی نہیں تھا ورنہ وہ اکیلا ہی ان کے خلاف کام کرنے نکل کھڑا ہوتا۔ اب ظاہر ہے جب تک اسے عمران کا کچھ پتہ نہ چل جاتا وہ خود کو بے بس اور مجبور محسوس کر رہا تھا۔

اچانک مخصوص نمبروں والے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور بلیک زیرو چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے وہ پھرتی سے اٹھا اور جلدی سے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ کال عمران ہی کی جانب سے ہے۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں باس"۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یس جوزف کیا بات ہے۔ میں طاہر بول رہا ہوں"۔ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"عمران صاحب کا کچھ پتہ چلا"۔ جوزف نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"نہیں، کیوں کوئی خاص بات ہے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس، کل شام کو ایک سیاہ فام نے رانا ہاؤس میں گھسنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اچانک رانا ہاؤس میں آیا اور اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میری اس کے ساتھ شدید لڑائی ہوئی۔ مارشل آرٹس میں وہ مہارت کا درجہ رکھتا تھا لیکن بہرحال اس کے مقابلے میں بھی جوزف دی گریٹ تھا۔ اس کے سامنے بھلا اس چوہے کی کیا اوقات ہو سکتی تھی۔ میں نے اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا اور اسے بے ہوش کر کے بلیک روم میں بند کر دیا۔ اس سے لڑتے لڑتے میں شدید زخمی ہو گیا تھا۔ سیاہ فام کو بلیک روم میں بند کرنے کے بعد میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اب صبح مجھے ہوش آیا تو میں نے عمران صاحب کو اس حملہ آور کے بارے میں اطلاع دینی چاہی۔ فلیٹ سے سلیمان نے بتایا کہ عمران صاحب پچھلے کئی روز سے وہاں نہیں آ رہے۔ تب میں نے یہاں فون کیا کہ شاید ان کا آپ کو کچھ پتہ ہو"۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اس حملہ آور سیاہ فام کا حلیہ کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ جوزف اس کا حلیہ بتانے لگا۔

"اس کے بائیں بازو پر سرخ رنگ کے ایک ستارے کا بھی نشان ہے جس پر ایک نمبر لکھا ہوا ہے"۔ جوزف نے سیاہ فام کا حلیہ بتاتے ہوئے کہا۔

"سرخ ستارے کا نشان"۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو بری طرح سے چونک پڑا۔ ریڈ سٹارز کا ایک ممبر جوزف کے قبضے میں تھا۔ یہ جان کر بلیک زیرو کے جسم میں جیسے پارہ سا دوڑتا چلا گیا۔ صفدر نے ریڈ سٹارز کے بارے میں جو بتایا تھا اور عمران جس طرح ریڈ سٹارز کے متعلق سن کر پریشان ہو گیا تھا اس سے بلیک زیرو سمجھ گیا تھا کہ یقیناً ریڈ سٹارز نامی تنظیم اس ملک میں کارروائیاں کر رہی ہے۔ دوسرے اس کے ذہن میں فیصل بن حیان بھی سوار تھا جو خط کے مطابق پاکیشیا میں کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے اور اس نے عمران کو ایکسٹو ہونے پر بلیک میل کر کے اس کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھانے پر منع کیا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ فیصل بن حیان ہی ریڈ سٹارز کا سرکردہ رکن ہو اور اس نے واقعی پاکیشیا میں اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیا ہو۔ اب جوزف کے فون آنے پر کہ اس نے ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کے ایک ممبر کو پکڑ رکھا ہے تو بلیک زیرو کو راستہ دکھائی دینے لگا تھا۔

اس سیاہ فام کے رانا ہاؤس میں پہنچنے کا مطلب تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ ان کے قبضے میں تھے۔ ورنہ اسے رانا ہاؤس پہنچنے کی کیا ضرورت تھی۔

"ٹھیک ہے جوزف۔ تم وہیں انتظار کرو میں اس سیاہ فام سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے خود آ رہا ہوں"۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے میں انتظار کر رہا ہوں"۔ جوزف نے جواب دیا اور فون بند کر دیا۔ سیاہ فام کے جوزف کے پاس قید ہونے کی وجہ سے بلیک زیرو کو امید کی کرن نظر آنے لگی تھی کہ وہ اس سے اگلوا لے گا کہ دہشت گردوں کی خوفناک کارروائیوں کے پیچھے ان کے کیا مقاصد ہیں اور عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا فیصل بن حیان سے کیا تعلق ہے جو ایکسٹو کی اصل حقیقت سے واقف ہے۔ اس کا ایکسٹو کی حقیقت سے واقف ہونا بہت خطرناک بات تھی۔ اس لئے جس قدر جلد اس کا تدارک ہو جاتا اتنا ہی بہتر تھا۔ بلیک زیرو نے دانش منزل کا سیکورٹی سسٹم خودکار کیا اور دوسرے کمرے میں جا کر جلدی جلدی میک اپ کرنے لگا۔ میک اپ کر کے اور لباس بدل کر وہ آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ایک کار میں پیشھارانا ہاؤس کی جانب اڑا جا رہا تھا۔

گولی جولیا کے کاندھے پر لگی تھی اور جولیا کے حلق سے دردناک چیخ خارج ہو گئی تھی۔ جولیا کو جس جگہ کندھے پر گولی لگی تھی وہاں رسی کا ایک بل آ رہا تھا۔ گولی رسی کو لگ کر اس کے کندھے میں گھس گئی تھی جس سے وہ رسی ٹوٹ گئی تھی اور اس کے بل خودبخود کھلتے جا رہے تھے۔ ٹریگ زمین پر رانوں میں ہاتھ دبائے ابھی تک تڑپ رہا تھا جبکہ شارکی جولیا پر گولی چلا کر ابھی تک اس کی جانب خونخوارانہ نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس نے ایک اور گولی چلانے کے لئے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو جولیا بری طرح سے چیخ اٹھی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ گولی مت چلاؤ۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی۔ فارگاڈ سیک گولی مت چلاؤ"۔ جولیا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے گرد بندھی ہوئی رسی ٹوٹ کر نیچے گر گئی البتہ اس کے ہاتھ ابھی تک پیچھے ستون کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ

سے وہ ابھی تک ان پر حملہ کرنے سے قاصر تھی۔ رسیاں ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس نے ہاتھوں کی رسیاں کھولنے کے لئے کلائیوں پر زور لگانا شروع کر دیا تھا۔ کندھے میں گولی لگنے کی وجہ سے اس جگہ سے خون بری طرح سے رس رہا تھا اور جولیا کو اپنے سارے بدن میں آگ بھرتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی مگر اس کے باوجود وہ اپنے ہاتھ رسیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو اس کے قوت برداشت اور حوصلے کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ جولیا کی بات سن کر شارکی کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

"اب آئی ہو ناں سیدھی راہ پر۔ بتاؤ عمران اور اپنے ساتھیوں کا پتہ بتاؤ"۔ شارکی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں ٹرگیک بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور انتہائی خوفناک نظروں سے جولیا کو گھور رہا تھا۔

"پپ پہلے مجھے پانی پلاؤ اور میرے کندھے سے نکلنے والا خون تو روکو"۔ جولیا نے نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں پہلے اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔ اس کے بعد ہم نہ صرف تمہیں پانی پلائیں گے بلکہ تمہاری بینڈیج بھی کر دیں گے"۔ ٹرگیک نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"عم۔ ران۔ عمران وہ۔ وہ رانا ہاؤس۔ رانا ہاؤس میں رہتا ہے"۔ جولیا نے نقاہت بھرے اور ڈوبتے ہوئے ذہن کے ساتھ کہا۔ کندھے سے مسلسل خون کے اخراج کی وجہ سے اس پر واقعی بری طرح سے

نقاہت طاری ہوتی جا رہی تھی اور اس کے ذہن پر تاریکی چھاتی جا رہی تھی۔

"اس کی حالت واقعی بے حد خراب ہے ٹرگیک۔ میرا خیال ہے کہ اسے پانی پلا دینا چاہئے اور اس کے زخموں کی بینڈیج کر دینی چاہئے۔ یہ اپنے ساتھیوں کا پتہ بتانے کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کچھ بتانے سے پہلے ہی مر جائے"۔ شارکی نے جولیا کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر ٹرگیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس جیسی بلڈی بچ آسانی کے ساتھ نہیں مر سکتی۔ دیکھتے نہیں بندھی ہونے کے باوجود اس نے میرا کیا حشر کیا تھا۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ ریوالور کی ساری کی ساری گولیاں اس کے جسم میں اتار دوں۔ اس کے گھٹنے اور لات کی ضرب سے ابھی تک درد سے میرا جسم لرز رہا ہے"۔ ٹرگیک نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک بار یہ اپنے ساتھیوں کا پتہ بتا دے پھر تم اس کے ساتھ جو مرضی سلوک کرنا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا فی الحال اس وقت وہی کرو جو میں کہہ رہا ہوں"۔ شارکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا میں تمہارے حکم کا پابند ہوں"۔ ٹرگیک نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار، تم تو خواہ مخواہ بھڑک رہے ہو۔ ہم لوگ پاکیشیا میں ایک اہم مشن پر آئے ہوئے ہیں۔ تم نے ہی گریٹ ماسٹر سے سیکرٹ سروس اور علی عمران کے خاتمے کا ٹارگٹ حاصل کیا تھا۔ اب علی

عمران اور دوسرے افراد کے بارے میں جب تک ہمیں پتہ نہیں چل جاتا کہ وہ کہاں ہیں ان کے خلاف کیا کر سکتے ہیں "۔شار کی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔اس کی دلیل وزنی تھی جو ٹریگ کی سمجھ میں آسانی سے آ گئی۔اس نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تکلیف اور نقاہت کی وجہ سے جولیا کا ایک مرتبہ پھر سر ڈھلک چکا تھا۔ وہ پھر بے ہوش ہو گئی تھی۔

" ٹھیک ہے۔اسے کھول کر اوپر لے چلتے ہیں۔اس کے زخموں کی بینڈیج کر کے اوپر ہی اس سے پوچھ گچھ کر لیں گے "۔ٹریگ نے کہا اور شار کی نے اطمینان کا سانس لیا۔اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ دونوں چونک کر دروازے کی جانب دیکھنے لگے۔دروازے میں ایک بدمعاش کھڑا تھا جس کے جسم اور چہرے پر جا بجا زخموں کے نشان نظر آ رہے تھے اور اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔

" جانی تم یہاں کیوں آئے ہو اور تمہارے چہرے پر زخم کیسے ہیں "۔شار کی نے اس کی جانب چونک کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" یہ خود نہیں آیا۔اسے یہاں میں لایا ہوں۔اگر تم لوگوں کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اندر آ جاؤں "۔دروازے کی سائیڈ سے ایک شوخ آواز سنائی دی اور ایک نوجوان جانی کی گردن پر پستول رکھ کر اچانک سامنے آ گیا۔اسے دیکھ کر ٹریگ اور شار کی دونوں اچھل پڑے۔

تنویر کو واقعی خاور کے ریمارکس پر شدید غصہ آ گیا تھا۔اس سے پہلے کہ اس کا غصہ بڑھ جاتا اور وہ سچ مچ خاور سے لڑ پڑتا اس نے وہاں سے اٹھ جانا ہی بہتر سمجھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ریسٹورنٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

پارکنگ میں آ کر اس نے اپنی موٹر سائیکل نکالی اور کک مار کر اسے سٹارٹ کرنے لگا۔اسی لمحے اس کے قریب سے ایک کار گزری۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے سیاہ فام کو دیکھ کر تنویر بری طرح چونک پڑا۔

" جوزف اور نئے ماڈل کی سرخ کار میں "۔اس نے سیاہ فام کا ڈیل ڈول اور اس کا رنگ دیکھ کر حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔کار تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔تنویر جوزف کو نئے ماڈل کی قیمتی کار میں دیکھ کر واقعی حیران رہ گیا تھا۔پھر غیرارادی طور پر اس نے

موٹرسائیکل کو کک مار کر سٹارٹ کیا اور موٹرسائیکل پارکنگ سے نکال کر اس طرف موڑ دی جس طرف جوزف گیا تھا۔ سرخ کار اسے سامنے جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے موٹرسائیکل کی رفتار بڑھا دی وہ آگے جا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ آیا کار میں واقعی جوزف ہے یا کوئی اور۔ اس کا رنگ و روپ اور اس کی جسامت ضرور جوزف سے ملتی جلتی تھی۔

سیاہ فام نے ایک ہاتھ سے کار کا سٹیئرنگ وہیل سنبھال رکھا تھا جبکہ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک موبائل فون دکھائی دے رہا تھا جس کا وہ لمبا سا ایریل نکالے وہ انگوٹھے سے اس کے مختلف بٹن دبا رہا تھا۔ موبائل فون دیکھ کر تنویر بری طرح چونک اٹھا۔ سیاہ فام کے ہاتھ میں موبائل فون نہیں بلکہ ریموٹ کنٹرول تھا۔ ایسا ریموٹ کنٹرول جس سے ریموٹ کنٹرول بم چلانے کا کام لیا جاتا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس میں موبائل فون نما ریموٹ کنٹرول تنویر کئی بار استعمال کر چکا تھا اس لئے وہ سیاہ فام کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول دیکھ کر پریشانی ہو گیا تھا۔ اسی لمحے سیاہ فام نے ایک بٹن دبایا تو اچانک فضا ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والے دھماکے سے گونج اٹھی۔ دھماکے کی شدت سے عمارتیں اور سڑک بری طرح سے لرز اٹھی تھی۔ دھماکہ اس قدر شدید اور خوفناک تھا کہ اس کے اثر سے سڑک پر چلتی ہوئی گاڑیاں اور پیدل چلتے ہوئے لوگ بھی اچھل پڑے تھے۔ تنویر کی موٹرسائیکل بمشکل گرتے گرتے بچی تھی۔ اس نے اگر اچانک بریک

نہ لگا دیئے ہوتے تو وہ دائیں طرف چلنے والی کار کے اچانک مڑنے کی وجہ سے اس سے ٹکرا جاتا۔ تنویر نے جلدی سے موٹرسائیکل سائیڈ میں کر لی اور پلٹ کر دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہ یہ دیکھ کر پوری جان سے لرز اٹھا کہ دھماکہ اسی ریسٹورنٹ میں ہوا تھا جس میں چند لمحے قبل وہ اپنے ساتھیوں سمیت ناشتہ کر رہا تھا۔ وہ تو ریسٹورنٹ سے خاور کے ریمارکس سن کر غصے سے وہاں سے نکل آیا تھا لیکن خاور، چوہان اور نعمانی بدستور ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔ جس انداز میں دھماکا ہوا تھا اور تنویر نے ریسٹورنٹ کی عمارت کو تنکوں کی طرح ہوا میں بکھرتے دیکھا تھا۔ اس کے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا ہوگا اس خیال سے ہی تنویر کے جسم میں چیونٹیاں رینگنا شروع ہو گئی تھیں۔

اس کے ذہن میں اس سیاہ فام کی شکل ابھر آئی تھی جس نے موبائل نما ریموٹ کنٹرول پکڑ رکھا تھا۔ جس کے بٹن دباتے ہی خوفناک دھماکے سے ریسٹورنٹ اور اردگرد کی کئی عمارتیں ہوا میں بکھر گئی تھیں۔ ہر طرف سے چیخ و پکار کا نہ رکنے والا شور بلند ہو رہا تھا۔ لوگ دیوانوں کی طرح ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ کاروں میں موجود سوار افراد بھی اپنی کاریں روک کر ان میں سے نکل بھاگے تھے۔

سیاہ فام کا چہرہ سامنے آتے ہی تنویر کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑتا چلا گیا۔ وہ تنویر سے کچھ لمحے قبل ریسٹورنٹ سے نکلا تھا اور اس نے سرخ کار بھی ریسٹورنٹ کے پارکنگ سے نکالی تھی۔ ظاہری بات ہے اس نے ریسٹورنٹ میں پہلے بم رکھا ہوگا اور پھر وہاں سے نکل آیا ہوگا۔ کچھ دور

آتے ہی اس نے ریموٹ کنٹرول سے بم اڑا دیا ہوگا۔ تنویر نے غصے اور نفرت بھری نظروں سے دور جاتی ہوئی سرخ کار کو دیکھا اور پھر اس نے موٹر سائیکل اس کے پیچھے بھگانا شروع کر دیا۔

خاور، نعمانی اور چوہان ریسٹورنٹ میں موجود تھے جس طرح ریسٹورنٹ کی عمارت دھماکے سے تنکوں کی طرح فضا میں بکھری تھی اس کے ساتھیوں کا کیا حال ہوا ہوگا یہ اظہر من الشمس تھا۔ اس لئے وہ چاہتا بھی تو اپنے ساتھیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں البتہ وہ اس سیاہ فام کو پکڑ کر اس سے اپنے ساتھیوں کی موت کا بھیانک انتقام ضرور لے سکتا تھا۔ اسی خیال کے تحت اس نے موٹر سائیکل سرخ کار کے پیچھے بھگانا شروع کر دی تھی۔ سرخ کار اب خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ تنویر کا غم و غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ جلد سے جلد اس سیاہ فام تک پہنچنا چاہتا تھا جو موبائل نما ریموٹ کنٹرول سے ریسٹورنٹ تباہ کرنے اور اس کے ساتھیوں اور کئی معصوم اور بے گناہ لوگوں کی موت کا ذمہ دار تھا۔ اس جیسے ظالم، سفاک اور بے رحم مجرم کو وہ بھلا کیسے بچ کر نکلنے دے جا سکتا تھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل چلاتا ہوا وہ سرخ کار کے مقابل آ گیا۔

سیاہ فام بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ تنویر موٹر سائیکل اس کے قریب لے آیا۔

"روکو، کار روکو"۔ تنویر نے موٹر سائیکل اس کی کار کے پاس لے

جا کر سیاہ فام کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ سیاہ فام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں میں حیرت لہرائی پھر اس نے سر جھٹک دیا۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں بلڈی سن آف بچ"۔ تنویر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے گالی سن کر سیاہ فام کا چہرہ غصے اور نفرت سے اور زیادہ سیاہ پڑ گیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ کون ہو تم"۔ سیاہ فام نے غصے سے کہا۔

"تمہاری موت۔ میں نے دیکھ لیا ہے نیومون ریسٹورنٹ تم نے ریموٹ کنٹرول بم سے تباہ کیا ہے۔ کار روکو اور خود کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا"۔ تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سیاہ فام کا رنگ اڑ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید قسم کی پریشانی جھلکنے لگی۔ اس نے تنویر کو غور سے دیکھا پھر اسے کوئی جواب دینے کی بجائے اس نے اچانک کار کی رفتار بڑھا دی۔ کار بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کر تنویر پر جوش طاری ہو گیا۔ سیاہ فام کا یوں گھبرا جانا اور اس تیز رفتاری سے کار آگے بڑھا لے جانا اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ ریسٹورنٹ میں دھماکے کا وہی ذمہ دار تھا۔ تنویر نے بھی یکلخت موٹر سائیکل کی رفتار بڑھا دی اور برق رفتاری سے سرخ کار کے پیچھے جانے لگا۔ سرخ کار نہایت تیز رفتاری سے سڑک پر دوسری کاروں کو کراس کرتی ہوئی جا رہی تھی۔ جب اس کا درمیانی فاصلہ بڑھنے لگا تو تنویر نے یکلخت اپنی

موٹرسائیکل کے ہینڈل کو زوردار جھٹکا دے کر اگلے ٹائر کو اوپر اٹھا لیا۔ اب اس کی موٹرسائیکل پچھلے ٹائر پر چل رہی تھی۔ جس سے اس کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔

سرخ کار اور موٹرسائیکل کو اس قدر تیز رفتاری سے چلتے دیکھ کر سڑک پر چلنے والے لوگ اور کاروں میں سوار لوگ گھبرا گئے تھے اور آگے چلنے والی گاڑیوں کے ڈرائیوروں نے بھی اپنی کاریں اور دوسری گاڑیاں سڑک کی سائیڈ پر کرنا شروع کر دی تھیں۔

سرخ کار میں سوار سیاہ فام بار بار بیک مرر سے ایک ٹائر پر اٹھی ہوئی موٹرسائیکل کو اپنے پیچھے آتا دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی جیسے منجمد ہو کر رہ گئی تھی۔ فل سپیڈ پر کار دوڑانے کے باوجود جب اس کا اور موٹرسائیکل کا درمیانی فاصلہ کم سے کم ہونے لگا تو سیاہ فام نے غصے اور پریشانی سے ایک خطرناک رسک لینے کا فیصلہ کر لیا۔ سڑک اب کافی کھلی اور چوڑی تھی۔ سیاہ فام کی نظریں بیک مرر پر موٹرسائیکل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ وہ جوں جوں قریب آتی جا رہی تھی سیاہ فام کے چہرے کا تناؤ بڑھتا جا رہا تھا پھر اس نے اچانک کار کے بریک پر پاؤں رکھ کر اسے پوری قوت سے دبا دیا کار کے ٹائر بری طرح چیختے ہوئے سڑک پر سیاہ لکیریں کھینچتے ہوئے گھسٹتے چلے گئے اور پھر کار ایک جھٹکے سے بیچ سڑک میں رک گئی۔

تنویر جو آندھی اور طوفان کی طرح موٹرسائیکل کار کے پیچھے دوڑا رہا تھا اس کے شاید خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ سیاہ فام اس طرح

اچانک بیچ سڑک میں بریک لگا کر کار روک سکتا ہے۔ اس کا اور کار کا درمیانی فاصلہ کافی کم ہو چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی کار رکی وہ موٹرسائیکل کو سیدھی کر کے اس کے بریک لگاتے لگاتے رہ گیا اور موٹرسائیکل ایک زوردار دھماکے سے سرخ کار کے پچھلے حصے سے ٹکرا گئی۔ تنویر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ بری طرح فضا میں اچھل کر کار کے اوپر سے ہوتا ہوا دور سڑک پر جا گرا۔ کار سے زوردار انداز میں ٹکرانے اور اس طرح فضا میں اچھل کر پوری قوت سے سڑک پر گرنے سے نتیجہ ظاہر ہے تنویر کی موت کے سوا اور کیا نکل سکتا تھا۔ وہ جیسے ہی سڑک پر گرا اس کا جسم ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا اور یہ دیکھ کر سیاہ فام کے لبوں پر سفاکانہ مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے گیئر لگایا اور کار ایک بار پھر فل سپیڈ پر چھوڑ دی۔ کار آندھی و طوفان کی طرح سڑک پر تڑپتے ہوئے تنویر کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ سیاہ فام نے شاید اسے کچلنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ جس نے اسے ریموٹ کنٹرول سے ریسٹورنٹ تباہ کرتے دیکھا تھا۔

صفدر کو پہلی بار عمران کا یہ اندھا دھند اقدام پسند نہیں آیا تھا۔ ریڈ سٹارز کے مجرم جس قدر سفاک اور بے رحم تھے انہوں نے یقیناً کوٹھی میں خاطر خواہ حفاظت کا انتظام کر رکھا ہوگا۔ دوسرے جولیا ان کے قبضے میں تھی جسے وہ لازمی بات ہے نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اس لئے صفدر چاہتا تھا کہ وہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بھرپور انداز میں اس کوٹھی پر حملہ کرے۔ اپنے ساتھیوں کو بلانے اور کوٹھی پر ریڈ کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ پہلے ایکسٹو کو ساری صورتحال سے آگاہ کرتا۔ اس لئے عمران کے ساتھ کوٹھی میں جانے کی بجائے وہ ایکسٹو کو رپورٹ دینے کے لئے عمران کی کار میں واپس چل پڑا تھا۔ تاکہ کسی ٹیلی فون بوتھ سے ایکسٹو کو کال کر سکے۔ کالونی کی چھوٹی سڑکوں پر اسے کوئی فون بوتھ نظر نہیں آیا تھا اس لئے وہ کار لے کر مین سڑک پر آ گیا تھا۔ مین روڈ پر دو کلومیٹر دور ایک منی مارکیٹ تھی

اس میں فون بوتھ موجود تھے۔ صفدر کار اسی جانب لئے جا رہا تھا۔

سڑک پر کار چلاتے ہوئے مخالف سمت پر اچانک صفدر کی نظر ایک سرخ کار پر پڑی جو انتہائی تیز رفتاری سے دوسری گاڑیوں کو کراس کرتی ہوئی آ رہی تھی۔ اس میں جوزف جیسا سیاہ فام بیٹھا تھا۔ اس کار کے پیچھے پچھلے پہیئے پر ایک موٹر سائیکل اٹھی ہوئی دوڑ رہی تھی۔ موٹر سائیکل اور اس پر سوار کو دیکھ کر صفدر بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ تنویر تھا جو موٹر سائیکل کو پچھلے پہیئے پر اٹھائے طوفانی رفتار سے سرخ کار کے پیچھے جا رہا تھا۔ تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ اور اس انداز میں موٹر سائیکل چلاتا دیکھ کر صفدر سمجھ گیا کہ سرخ کار میں یقیناً کوئی مجرم ہے جس کو پکڑنے کے لئے تنویر پوری رفتار سے موٹر سائیکل دوڑا رہا تھا۔ پہلے تو صفدر نے سوچا کہ وہ جو کوئی بھی ہوگا تنویر اسے خود ہی پکڑ لے گا اور وہ جس کام کے لئے نکلا ہے اسے پورا کر لینا چاہئے مگر پھر کچھ سوچ کر اس نے پیچھے دیکھا اتفاق سے اس کے پیچھے کوئی گاڑی نہیں تھی اس نے کار کو اچانک بریک لگائے اور پھر اسے موڑ کر تنویر کے پیچھے پوری رفتار سے چھوڑ دیا۔

عمران کی ٹو سیٹر سپورٹس کار تھی اس لئے ظاہر ہے اس کی رفتار بھی بے حد تیز تھی۔ سامنے سے گاڑیاں آ رہی تھیں جنہیں دیکھ کر صفدر نے سٹیئرنگ کو دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ اس کی کار دوسری سامنے سے آنے والی گاڑیوں سے زگ زیگ انداز میں لہراتی ہوئی گزرتی چلی گئی۔ لوگوں نے تیز رفتار سپورٹس کار کو سڑک پر اس

اندازمیں آتے دیکھ کر اپنی گاڑیاں روکنا شروع کر دی تھیں۔ چھوٹی سپورٹس کار بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتی جارہی تھی یہاں تک کہ کار تنویر کی موٹر سائیکل اور سیاہ فام کی سرخ کار سے بھی آگے نکل گئی۔ وہ تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا کئی فرلانگ دور آ گیا تھا۔ اب اسے بیک مرر میں سرخ کار اور اس کے پیچھے تنویر کی ہوا میں اڑتی ہوئی موٹر سائیکل آتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ صفدر نے کار کو جلدی سے سائیڈ میں لگایا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے آ گیا۔ اس نے جیب سے عمران کا دیا ہوا پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ شاید اس کا ارادہ مجرم کو سامنے سے کور کرنے کا تھا۔

سرخ کار ابھی صفدر سے دو فرلانگ دور ہو گی کہ اچانک فضا کار کے ٹائروں کے چیخنے کی آواز سے گونج اٹھی اور صفدر نے سرخ کار کو ایک جھٹکے کے ساتھ بیچ سڑک پر رکتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر صفدر بوکھلا گیا کیونکہ سرخ کار اور تنویر کی موٹر سائیکل کا درمیانی فاصلہ بے حد کم تھا۔ تنویر اگر موٹر سائیکل روکنے کی کوشش کرتا تب بھی اس کا سرخ کار سے ٹکرانا ناگزیر ہو جاتا اور پھر وہی ہوا تنویر کی موٹر سائیکل سرخ کار کے پچھلے حصے کے ساتھ ایک دھماکے سے ٹکرا گئی۔ سرخ کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور صفدر نے تنویر کو ہاتھ پیر مارتے بری طرح سے فضا میں اچھلتے دیکھا۔ وہ صفدر سے اتنے فاصلے پر تھا کہ صفدر چاہتا بھی تو اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ تنویر سرخ کار کے اوپر سے ہوتا ہوا پوری قوت سے سڑک پر آ گرا تھا اور اس نے سڑک پر بری

طرح سے لڑھکنیاں کھائیں اور پھر رک کر بری طرح تڑپنا شروع کر دیا تھا۔

"تنویر"۔ صفدر تنویر کو اس انداز میں سڑک پر گرتے دیکھ کر حلق کے بل چیخ اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت سے تنویر کی جانب دوڑ لگا دی۔ تنویر کا سارا جسم خون سے بھر گیا تھا اور سڑک پر تیزی سے خون پھیلتا جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ صفدر تنویر تک پہنچتا اس نے اچانک سرخ کار کو دوبارہ حرکت کرتے اور طوفانی رفتار سے سڑک پر گرے ہوئے تنویر کی جانب بڑھتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر صفدر کے اوسان خطا ہو گئے۔ سرخ کار والا سیاہ فام شاید تنویر کو اپنی کار کے نیچے کچلنا چاہتا تھا۔ کار کو تنویر کی طرف بڑھتے دیکھ کر صفدر کو اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے تنویر کی طرف دوڑتے دوڑتے سرخ کار پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ یہ شاید اس کے نشانے کی پختگی تھی یا سیاہ فام کی بدقسمتی کہ صفدر کی گولی اس کی کار کی ونڈ سکرین پر لگی اور ایک چھناکے سے ٹوٹ گئی جس سے سیاہ فام بری طرح سے گھبرا گیا اور بے اختیار اس نے سر جھکاتے ہوئے سٹیئرنگ دائیں طرف گھما دیا۔ کار تنویر کے قریب سے لہراتی ہوئی دائیں طرف مڑ کر نشیب میں اترتی چلی گئی۔ اگر سیاہ فام نے نشیب میں جاتے ہی بروقت بریک نہ لگا دی ہوتی تو کار اس طرح اچانک مڑ جانے کی وجہ سے الٹ بھی سکتی تھی۔ لیکن سیاہ فام ماہر ڈرائیور معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کمال ہوشیاری سے نشیب میں جا کر سٹیئرنگ بائیں جانب گھماتے ہوئے بریک لگا دیئے تھے جس سے کار

بیلنس میں آکر الٹنے سے بچ گئی تھی۔ صفدر غصیلے انداز میں اس وقت
تک اس پر فائرنگ کرتا رہا جب تک اس کا پستول خالی نہ ہو گیا۔
جب پستول سے ٹرچ ٹرچ کی آواز نکلی تو اس نے جھلا کر پستول ایک
طرف پھینک دیا اور دوڑ کر تنویر کے پاس آگیا جو سڑک پر بالکل
ساکت پڑا تھا۔ اس کا چہرہ اور جسم خون سے بھرا ہوا تھا اس اثناء میں
سڑک پر چلنے والے کئی لوگ بھاگتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے۔

"تنویر"۔ صفدر نے جھک کر تنویر کو زور سے آواز دی اور جلدی
اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ تنویر کی نبض چلتی اور دل دھڑکتا دیکھ
کر صفدر نے سکون کا سانس لیا اور پھر اس نے جلدی سے کسی کی پرواہ
کئے بغیر تنویر کو احتیاط سے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے سپورٹس
کار کی جانب جانے لگا مگر ابھی وہ کچھ دور ہی گیا ہو گا کہ اچانک ایک
دھماکہ ہوا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کی
کمر میں اتر گئی ہو۔ اس کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور وہ تنویر کو لئے
ہوئے الٹ کر گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن بھی تنویر کی طرح
تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ شاید ہمیشہ کے لئے۔

جانی نے جس تیزی سے گن اٹھا کر عمران پر فائرنگ کی تھی اگر
عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کا جسم چھلنی ہو چکا ہوتا لیکن وہ
عمران تھا جو ہر وقت چوکنا اور مستعد رہتا تھا جیسے ہی جانی نے گن اٹھا
کر اس پر فائرنگ کی عمران بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدل گیا۔
گولیوں نے اس جگہ سے زمین ادھیڑ دی جہاں ایک لمحہ قبل عمران
موجود تھا۔ اس سے پہلے کہ جانی عمران پر دوبارہ فائرنگ کرتا عمران
نے لیٹے لیٹے اچانک اس کی طرف چھلانگ لگا دی۔ جانی نے بوکھلا کر
پیچھے ہٹنا چاہا لیکن اسی لمحے عمران کی ٹانگیں اس کی ٹانگوں پر پڑیں اور وہ
اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ عمران نے دوسری لات چلائی تو جانی کے ہاتھ
سے گن نکل کر دور جا گری۔ اسی لمحے عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور
جانی پر آپڑا۔ اس نے ایک ہاتھ سے جانی کی گردن پکڑی اور دوسرے
ہاتھ کا مکا اس کے منہ پر مار دیا۔ جانی کے حلق سے دردناک چیخ نکل

گئی اور وہ بری طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا لیکن اس وقت عمران پر جیسے جنون طاری ہو گیا تھا وہ زور زور سے اس کے منہ پر طمانچے مارنے لگا جس سے جانی کے ہونٹ پھٹ گئے اور اس کے گالوں پر بھی نشان پڑ گئے۔

"مجھے دھوکا دے رہے تھے۔ مجھے"۔ عمران نے زوردار مکا اس کی ناک پر مارتے ہوئے سانپ کی طرح پھنکار کر کہا۔ جانی کی ناک پر مکا پڑا تو وہ بری طرح سے بلبلا اٹھا اس کی ناک کی شاید ہڈی ٹوٹ گئی تھی کیونکہ ناک سے بری طرح سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

"معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ فار گاڈ سیک"۔ جانی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور عمران جو اسے ایک اور مکا مارنے لگا تھا رک گیا۔ وہ چند لمحے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے کے خدوخال نرم پڑنے لگے جو جانی کے اچانک حملے اور فائرنگ سے چٹانوں کی طرح سخت ہو گئے تھے۔ وہ اسے چھوڑ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور زمین پر گری ہوئی گن اور اپنی پستول اٹھا لی۔

"اٹھو اور اگر تم نے اب کوئی شرارت کی تو تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ تمہاری لاش پر کوئی تھوکنا بھی گوارا نہیں کرے گا"۔ عمران نے گن کا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور جانی ناک سے نکلنے والے خون کو آستینوں سے صاف کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو آگے چلو"۔ عمران نے گن سے اسے آگے دھکیلتے ہوئے کہا اور

جانی سر ہلا کر مڑ گیا اور دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ جانی اسے مختلف راستوں سے کوٹھی کے پچھلے حصے میں لے آیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی ابھر آئی تھی۔

جانی نے رہائشی عمارت کے پچھلے حصے میں آ کر ایک دیوار کی جڑ میں ٹھوکر ماری تو دیوار ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے ایک طرف ہٹ گئی اور اس میں ایک بڑا خلا نظر آنے لگا۔ نیچے سیڑھیاں اترتی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے گن کی نال کا جانی کی کمر پر دباؤ دے کر اسے سیڑھیاں اترنے کا حکم دیا۔ جانی سیڑھیاں اترنے لگا۔ ان کے خلا میں داخل ہوتے ہی خلا دوبارہ برابر ہو گیا تھا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آ گئے جہاں ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری میں روشنی پھیلی ہوئی تھی جو چھت پر لگے بلبوں سے نکل رہی تھی۔ راہداری کے اختتام پر ایک بڑا فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ دونوں دروازے کے پاس جا کر رک گئے۔

"دروازہ کھولو"۔ عمران نے جانی سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔ جانی نے دروازے کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو بند دروازہ آہستہ آہستہ کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر عمران جلدی سے دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔

"جانی تم، یہاں کیوں آئے ہو اور تمہارے چہرے پر زخم کیسے ہیں"۔ اندر سے ایک بھاری اور تیز آواز سنائی دی۔

"یہ خود نہیں آیا۔ اسے یہاں میں لایا ہوں۔ اگر تم لوگوں کو کوئی

اعتراض نہ ہو تو میں اندر آجاؤں"۔ عمران نے جانی کی گردن پر پسٹول رکھ کر ان کے سامنے آتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔ سامنے ایک کافی بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں کئی ستون تھے ایک ستون کے ساتھ جولیا بندھی ہوئی تھی۔ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا شاید وہ بے ہوش تھی۔ جولیا کے جسم پر جا بجا زخموں کے نشان تھے جنہیں دیکھ کر عمران اندر ہی اندر بری طرح سے کھول اٹھا۔ اس کے پاس دو قوی ہیکل اور سانڈوں کی طرح پلے ہوئے سیاہ فام کھڑے تھے جن کے چہروں پر سفاکی اور انتہائی سرد مہری دکھائی دے رہی تھی۔ عمران پر نظر پڑتے ہی وہ دونوں اچانک اس طرح اچھل پڑے تھے جیسے عمران کو دیکھ کر انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا ہو کہ وہ یہاں کیسے پہنچ گیا۔

" تم علی عمران ہو ناں"۔ شارکی نے عمران کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

" ہونہہ۔ اچھا ہوا تم خود یہاں آگئے۔ تمہارے بارے میں کچھ نہ بتا کر خواہ مخواہ یہ بے چاری ہمارے ہاتھوں تشدد کا شکار ہوتی رہی"۔ ٹریگ نے کہا اور عمران نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

" جولیا کے جسم پر تم لوگوں نے جتنے زخم لگائے ہیں تم سے اس کے ایک ایک زخم کا حساب لوں گا۔ تم لوگ واقعی انسان نہیں درندے ہو اور درندوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے میں اچھی

طرح جانتا ہوں"۔ عمران نے غرا کر کہا۔

" حشر تو ہم تمہارا کریں گے عمران۔ تم ہمارے آدمی کو یرغمال بنا کر یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم تمہارے سامنے جھک جائیں گے۔ جانی اور اس جیسے غنڈے ہمارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے"۔ شارکی نے زہر آلود لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ عمران اور جانی کچھ سمجھتے اس نے اچانک جانی پر فائر کر دیا۔ جانی ایک چیخ مار کر الٹ گیا اس کے سینے سے خون نکلنے لگا اور وہ فرش پر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

" اب تم اپنا پسٹول پھینکتے ہو یا"۔ شارکی نے مسکرا کر کہا اور عمران نے منہ چلاتے ہوئے پسٹول پھینک دیا۔

" بہت خوب اب آگے آؤ"۔ شارکی نے کہا اور عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب آگیا۔ ٹریگ نے بھی جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی جانب کر دیا تھا۔ اسی لمحے جولیا جو بے ہوش ہونے کی اداکاری کر رہی تھی اور اس نے عمران کو وہاں دیکھا تو اس کے جسم میں جیسے زندگی کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ اس نے اچانک ٹانگ اٹھا کر ٹریگ کی کمر میں لات رسید کر دی۔ ٹریگ کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر عمران کی جانب بڑھا یہ دیکھ کر عمران نے ایک ٹانگ پر گھومتے ہوئے اچانک اس کے سینے پر زوردار انداز میں دوسری ٹانگ ماری۔ ٹریگ اپنی جگہ سے اچھل کر شارکی سے ٹکرایا اور اسے لیتا ہوا زمین پر گر گیا۔ عمران نے جھپٹ کر شارکی کے ہاتھ سے ریوالور چھین

لیا۔وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔

" عمران ان دونوں نے میرا جو حشر کیا ہے اس کا میں خود ان سے بدلہ لینا چاہتی ہوں۔ مجھے کھولو جلدی"۔ جولیا جو ابھی تک اپنی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کھولنے میں ناکام رہی تھی۔نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر تم زخمی ہو"۔ عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود میں انہیں چھٹی کا دودھ یاد دلا دوں گی۔ تم مجھے کھولو"۔جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

" چھٹی کا چھوڑ کر ساتویں یا آٹھویں کا دودھ یاد دلا دینا مجھے کیا۔ ارے خبردار اپنی جگہوں سے ہلنا نہیں ورنہ گولی چل جائے گی۔ میرا نشانہ ابھی ناپختہ ہے۔اگر ادھر ادھر گولی لگ گئی تو خواہ مخواہ چیختے پھرو گے"۔ عمران نے پہلے جولیا سے اور پھر شارکی اور ٹریگ سے مخاطب ہو کر کہا جو اچانک اٹھ کر عمران پر جھپٹنے لگے تھے۔ عمران کی بات سن کر وہ اپنی جگہوں پر رک گئے اور کینہ توز نگاہوں سے ان کو دیکھنے لگے۔ عمران نے جولیا کے پیچھے آکر اس کے ہاتھ آزاد کرا دیئے۔ جولیا ایک لمحے کے لئے لڑکھڑائی لیکن اس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا۔

" میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ مجھے مار دو اگر میں زندہ بچ گئی تو تم دونوں کا اس قدر برا حشر کروں گی کہ تمہاری لاشوں پر کوئی تھوکنا بھی پسند نہیں کرے گا"۔ جولیا نے ان دونوں کی جانب قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ٹریگ اور شارکی نے ایک دوسرے کی جانب

دیکھا پھر ان کے لبوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آگئی اور وہ اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

"جولیا احتیاط سے۔ تم زخمی ہو ایسا نہ ہو کہ تم جذبات میں آکر ان سے مار کھا جاؤ۔ان دونوں کے مزاج مجھے پوچھنے دو۔ سنا ہے ریڈ سٹارز کے یہ ممبر مارشل آرٹس میں مہارت تامہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ذرا میں بھی دیکھوں ان میں کتنا دم خم ہے"۔ عمران نے کہا۔

" یہ میرے مجرم ہیں انہیں سزا میں خود دوں گی"۔جولیا نے حلق کے بل غرا کر کہا اور عمران نے کندھے اچکا دیئے اور پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور ایک ستون سے یوں ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ وہاں کوئی دلچسپ تماشہ دیکھنے آیا ہو۔ عمران کو ریوالور جیب میں رکھتے اور پیچھے ہٹتے دیکھ کر ٹریگ اور شارکی کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ آگئی۔ اسی لمحے ٹریگ نے اچانک جولیا پر چھلانگ لگا دی۔جولیا اپنی جگہ پر لٹو کی طرح گھومی اور اس نے لیفٹ کک پوری قوت سے ٹریگ کے پہلو پر مار دی۔ ٹریگ بری طرح سے لڑکھڑا گیا۔جولیا نے اسی طرح گھومتے ہوئے فضا میں چھلانگ لگائی اور شارکی کے اوپر سے ہوتی ہوئی اس کے پیچھے آگئی۔ اس سے پہلے کہ شارکی اس کی طرف مڑتا جولیا نے اسے دونوں ہاتھوں سے ٹریگ کی جانب دھکا دے دیا۔ ٹریگ جو پہلو پر کک کھا کر لڑکھڑا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ شارکی اس سے آ ٹکرایا اور وہ دونوں ایک بار پھر زمین پر گر پڑے۔

"ویل ڈن جولیا۔ یہ دونوں تو واقعی چوہے ہیں۔ اچھا ہوا جو تم ان سے لڑ رہی ہو۔ بزدل چوہوں سے لڑنے کا مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے"۔ عمران نے جولیا کے حملے کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ بزدل چوہوں پر ٹریگ اور شارکی کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے اور وہ تیزی سے یوں اٹھ کھڑے ہو گئے جیسے انہیں زمین پر لگے ہوئے سپرنگوں نے یکلدم اچھال دیا ہو۔ وہ دونوں انتہائی غضبناک انداز میں جولیا پر جھپٹے تھے مگر اسی لمحے جولیا اچھلی اور اس نے ٹانگیں پھیلا کر ایک ٹریگ کے چہرے پر اور دوسری شارکی کے سینے پر ماری اور زمین پر گر پڑی۔ زخمی ہونے کی وجہ سے اس کا رواں رواں دکھ رہا تھا۔ لیکن شارکی اور ٹریگ نے اسے جو اذیتیں دی تھیں وہ اس کا ان سے بھرپور انتقام لینا چاہتی تھی۔ ٹریگ اور شارکی ٹانگوں کی ضربوں سے گرتے گرتے بچے تھے۔ ان کے چہروں کے ساتھ ساتھ ان کی آنکھوں میں بھی غضب کی سرخی دوڑ گئی تھی۔ شارکی نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور سیدھا جولیا پر آ پڑا۔ لیکن جولیا نے جلدی سے اپنے گھٹنے موڑ لئے۔ اس کے مڑے ہوئے گھٹنے شارکی کے پیٹ میں لگے تھے شارکی کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور وہ الٹ کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ جولیا نے جلدی سے کروٹ بدلی اور پھر یکدم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے ٹریگ نے ایک زوردار چیخ مارتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے اچھل کر بوٹ کی زوردار ٹھوکر جولیا کے چہرے پر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن جولیا نے اس کی ٹانگ پکڑ کر مروڑ دی اور ٹریگ چکراتا ہوا

نیچے جا گرا۔ جولیا اس کے سینے پر چڑھ گئی لیکن ٹریگ نے اسے پوری قوت سے پرے دھکیل دیا۔ اس کے جسم میں واقعی بے پناہ طاقت تھی۔ جولیا زخمی ہونے کی وجہ سے کافی کمزوری محسوس کر رہی تھی مگر وہ زمین پر گرتے ہی ایک بار پھر پھرتی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے گرے ہوئے شارکی نے اپنی ٹانگ جولیا کی ٹانگوں پر دے ماری۔ جولیا الٹ کر گر پڑی۔ شارکی نے الٹی قلابازی کھائی اور جولیا پر آ پڑا۔ اس نے اچانک جولیا کی گردن پکڑ لی تھی اور جولیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی گردن کسی آہنی شکنجے میں آ گئی ہو۔

یہ دیکھ کر ٹریگ نے جلدی سے زمین پر پڑا ہوا اپنا پستول اٹھانا چاہا لیکن اسی لمحے عمران نے دوڑ کر اس پر چھلانگ لگا دی اور اس کے سینے پر فلائنگ کک مار دی۔ ٹریگ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ستون سے جا ٹکرایا۔ ستون سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی آگے آیا عمران کی ٹانگیں ایک بار پھر حرکت میں آئیں اور ٹریگ چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔

ادھر شارکی پوری قوت سے جولیا کی گردن دبا رہا تھا۔ جولیا اس کی گرفت سے اپنی گردن چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ اچانک جولیا نے دو انگلیاں شارکی کی آنکھوں میں مار دیں۔ شارکی کے حلق سے درد بھری چیخ نکلی اور اس نے جولیا کی گردن چھوڑ کر جلدی سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اسی لمحے جولیا نے اسے اپنے اوپر سے اچھال کر پھینک دیا اور اٹھ کر تیزی سے اس پر جا پڑی۔ اب وہ شارکی کے سینے پر سوار تھی اور اس نے شارکی کے چہرے پر بے تحاشہ مکے مارنے

شروع کر دیئے تھے۔ شارکی کی کربناک چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر تڑپتے ہوئے ٹریگ کو دونوں ہاتھوں میں اوپر اٹھالیا اور اس نے اسے پوری قوت سے سامنے ستون پر دے مارا۔ ٹریگ کے حلق سے فلک شگاف چیخ نکلی اور ستون سے ٹکرا کر وہ ایک دھماکے سے زمین پر گر پڑا اور اس بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے ناک اور منہ سے خون نکل آیا تھا۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا نے شارکی کو مار مار کر اس کا چہرہ لہولہان کر دیا تھا۔ پھر جولیا کا ایک زوردار مکا اس کی کنپٹی پر پڑا تو شارکی کی آنکھوں کے سامنے ستارے ناچ گئے جو دوسرا مکا پڑتے ہی غائب ہو گئے اور اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ جولیا اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر ہاتھ جھاڑتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ اوہ یہ ٹریگ اور شارکی کو کیا ہوا"۔ انہوں نے اچانک ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنی۔ عمران اور جولیا نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ وہاں انہی سیاہ فاموں جیسا ایک اور سیاہ فام کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک ٹامی گن تھی وہ سرخ سرخ آنکھوں سے انہیں گھور رہا تھا۔

"چور سپاہی کھیل رہے تھے بھائی صاحب۔ آپ کو بھی حصہ لینا ہے تو آپ بھی آجائیں"۔ عمران نے معصومیت سے کہا۔

"خبردار ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ"۔ سیاہ فام نے ان کی جانب

غضبناک انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"جولیا تم ہاتھ اٹھا لو۔ گرانڈیل ہاتھی سے لڑ کر میں بری طرح تھک گیا ہوں۔ میرے ہاتھوں میں استادم نہیں ہے کہ انہیں اوپر اٹھا سکوں"۔ عمران نے جولیا سے کہا۔

"بکو مت ہاتھ اٹھاؤ"۔ سیاہ فام دھاڑا۔

"اچھا بھائی اٹھا دیتا ہوں ہاتھ۔ اس طرح چیخ کیوں رہے ہو"۔ عمران نے کہا اور منہ بناتے ہوئے ہاتھ اوپر کر لئے۔ اسی لمحے قدموں کی آواز ابھری اور اس جیسے مزید دو سیاہ فام ہاتھوں میں گنیں لئے وہاں آ گئے۔ کمرے کا منظر دیکھ کر ان کی آنکھوں میں حیرانی لہرانے لگی۔

"یہ ٹریگ اور شارکی کو کیا ہوا ہے۔ یہ اس طرح کیوں پڑے ہیں"۔ نئے آنے والے ایک سیاہ فام نے فرش پر پڑے بے حس و حرکت شارکی اور ٹریگ کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا۔ آرام کر رہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور وہ اس کی جانب غضبناک نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

"ہونہہ لگتا ہے یہ دونوں مر گئے ہیں اور ان دونوں کو اس نے اور اس لڑکی نے مارا ہے۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔ دوسرے سیاہ فام نے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹامی گن سیدھی کر کے ان پر فائرنگ کرنے ہی لگا تھا کہ پہلے آنے والے سیاہ فام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ابھی نہیں۔ پہلے ہم ان سے معلوم کریں گے کہ یہ کون ہیں اور

انہوں نے ٹریگ اور شارکی کو کیسے مارا ہے۔ ریڈ سٹارز کے ممبر ایک لڑکی اور اس جیسے عام آدمی سے مار کھا جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا"۔ اس کے لہجے میں شدید حیرانی تھی۔ جیسے واقعی اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو کہ شارکی اور ٹریگ جیسے طاقتور انسان اس عام آدمی اور اس قدر زخمی لڑکی سے اس طرح مار کھا سکتے ہیں۔

میں انہیں کور کرتا ہوں تم ان دونوں کو ستونوں سے باندھ دو۔ پہلے ہم شارکی اور ٹریگ کو دیکھیں گے کہ یہ زندہ ہیں یا واقعی مر چکے ہیں۔ اس کے بعد ان سے بات کریں گے"۔ اس نے کہا اور دوسرے سیاہ فام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنی گن تیسرے سیاہ فام کو پکڑائی اور آگے بڑھ آیا۔ اسی لمحے جولیا لڑکھڑائی اور پھر وہ کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گر گئی۔ زخموں کی تکلیف، خون کے مسلسل اخراج اور سیاہ فاموں سے لڑ کر شاید اس کی ہمت جواب دے گئی تھی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔ اسے اس طرح گرتے دیکھ کر عمران پریشان ہو گیا۔

سیاہ فام عمران کے قریب آیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی حرکت کرتا اچانک سیاہ فام نے اس کے سر پر زوردار مکا دے مارا۔ عمران کی آنکھوں کے سامنے سچ مچ ستارے ناچ اٹھے تھے۔ سیاہ فام نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ایک اور بھرپور ہاتھ اس کی کنپٹی پر دے مارا اور عمران اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ اس نے سیاہ فام کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ سیاہ فام نے ایک طرف ہٹتے

ہوئے بوٹ کی زوردار ٹھوکر اس کے سر پر ماری تھی۔ اذیت اور درد سے عمران کا چہرہ بگڑ گیا۔ پھر سیاہ فام پر جیسے جنون سا طاری ہو گیا جو عمران کو ٹھوکروں پر ٹھوکریں مارتا چلا گیا اور عمران جو مضبوط اعصاب سے تکلیف برداشت کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مسلسل اور زوردار ٹھوکروں نے اس کے ذہن پر اندھیرا مسلط کر دیا اور پھر اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔

صفدر پر گولی اسی سیاہ فام نے چلائی تھی جو اپنی کار سے تنویر کو سڑک پر کچل دینا چاہتا تھا۔ اسے گولی لگتے اور تنویر کے ساتھ الٹ کر گرتے دیکھ کر سیاہ فام زہریلے انداز میں ہنس پڑا۔ اس نے پستول ساتھ والی سیٹ پر ڈالا اور کار نشیب سے نکال کر سڑک پر لے آیا اور نہایت تیزی سے آگے بڑھائے لے گیا۔

گولی صفدر کی کمر میں لگی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ تنویر بھی شدید زخمی حالت میں سڑک پر پڑا تھا۔ وہاں موجود لوگ پہلے تو خوفزدہ اور گھبرائی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھتے رہے پھر سیاہ فام کو وہاں سے فرار ہوتے دیکھ کر انہیں جیسے ہوش آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے کئی نوجوان دوڑتے ہوئے صفدر اور تنویر کے پاس آ گئے۔ انہوں نے تنویر اور صفدر کی نبضیں چیک کرنا شروع کر دیں۔

" یہ دونوں زندہ ہیں۔ اگر انہیں بروقت طبی امداد مل جائے تو یہ

سکتے ہیں"۔ ایک نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر پولیس"۔ ایک شخص نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، پولیس کے آنے تک یہ دونوں ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ سانیت کا تقاضہ یہی ہے کہ انہیں جلد سے جلد کسی نزدیکی ہسپتال چا دیا جائے"۔ اس شخص نے کہا۔ وہ شاید کوئی ہمدرد انسان تھا۔

" نہ بھائی، ہم تو ایسا کوئی رسک نہیں لیں گے۔ بعد میں کون لیس کے چکروں میں الجھتا پھرے۔ اگر تمہیں اتنی ہی ہمدردی ہے تو اکیلے ہی انہیں لے جاؤ۔ ہم تو جا رہے ہیں"۔ ایک ادھیڑ عمر شخص نے کہا اور سب اس کی تائید میں سر ہلانے لگے اور پھر کئی لوگ وہاں ے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ہمدرد نوجوان نے ان سب کی جانب قہر آلود روں سے دیکھا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا۔

" تم کیا کہتے ہو"۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہم انہیں ہسپتال پہنچا کر خود غائب ہو جائیں ے۔ اگر ان کی زندگی واقعی بچ سکتی ہے تو ہمیں دیر نہیں کرنی ہیے"۔ اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

" گڈ، یہ ہوئی ناں بات۔ آؤ اٹھاؤ انہیں"۔ ہمدرد شخص نے کہا اور ر دو تین نوجوانوں نے مل کر صفدر اور تنویر کو اٹھایا اور انہیں اپنی ڑی میں ڈال کر ہسپتال لے گئے۔ ادھر ریسٹورنٹ میں ہونے والے ھماکے کی زد میں آنے والے افراد جو زخمی اور مر گئے تھے وہاں پولیس ور سرکاری ایجنسیاں انہیں لے جا رہی تھیں۔ ریسٹورنٹ کے ملبے

تلے سے بھی لاشوں اور زخمی افراد کو نکالا جا رہا تھا۔ ملبے تلے سے !
والے زخمی افراد کی تعداد بے حد کم تھی اور ان کی حالت بے حد خرا
تھی۔ ان سب کو جلد سے جلد ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔

ان میں سیکرٹ سروس کے ممبر بھی شامل تھے۔ خاص طور پر۔
تلے سے نکلنے والے خاور کی حالت اس قدر خراب تھی کہ اس کے ز
کے امکانات بے حد کم دکھائی دے رہے تھے۔ اسے خاص طور
ہسپتال میں زندہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن خاور کی حالہ
اتنی خراب تھی کہ اس کے بچنے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے ر
تھے۔ کسی بھی لمحے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو سکتا تھا۔

ریڈ سٹارز کی خوفناک کارروائیوں سے صفدر، تنویر، نعمانی، خا
اور چوہان انتہائی زخمی حالت میں ہسپتال میں لاوارثوں کی طرح پڑ
تھے جن کا اس وقت کوئی پرسان حال نہ تھا۔ وہ سب موت و زیسۃ
کی کیفیت میں مبتلا تھے۔ ان میں سب سے زیادہ خراب حالت صفد
تنویر اور خاور کی تھی۔ جن کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر بھی ان کی زندگیو
سے مایوس ہو چکے تھے۔ موت لمحہ بہ لمحہ ان سے قریب تر ہوتی جا رہ
تھی جو کسی بھی وقت انہیں اپنے شکنجوں میں لے سکتی تھی۔

بلیک زیرو نے رانا ہاؤس کے گیٹ پر کار روکی اور مخصوص انداز
ں ہارن بجانے لگا۔ اسی لمحے رانا ہاؤس کا گیٹ خودکار نظام کے تحت
تا چلا گیا۔ جسے جوزف نے اندر سے کوئی بٹن دبا کر کھولا تھا۔

گیٹ کھلتے ہی بلیک زیرو کار اندر لے گیا اور عمارت کے پورچ
لے جا کر روک دی۔ اسی لمحے جوزف گیٹ بند کر کے تیز تیز چلتا ہوا
کے پاس آ گیا اور اس نے بلیک زیرو کو سلام کیا۔ اس کے چہرے
خموں کے نشان تھے۔ ایک ہاتھ بھی زخمی نظر آ رہا تھا۔ لیکن جوزف
چہرے پر تکلیف کی کوئی علامت نظر نہیں آ رہی تھی جیسے اسے ان
ں کی ذرا بھی پرواہ نہ ہو۔

لگتا ہے حملہ آور سے تمہاری زبردست جنگ ہوئی تھی"۔ بلیک
نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور جوزف نے مسکرا
بات میں سر ہلا دیا۔

"زخموں پر کچھ لگالو۔ کہیں کوئی زخم ناسور نہ بن جائے"۔ بلیک زیرو نے کار سے نکلتے ہوئے کہا۔

"معمولی زخم ہیں باس۔ ان زخموں کی جوزف دی گریٹ نے کبھی پرواہ نہیں کی۔ جسم پر زخم ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ انسان زندہ ہے" جوزف نے نئی منطق پیش کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"کہاں ہے وہ سیاہ فام"۔ بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

"بلیک روم میں"۔ جوزف نے جواب دیا۔

"کیا وہ ہوش میں ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے میں نے اسے ویژن سے چیک کیا تھا۔ ابھی تک بے ہوش پڑا ہے"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے سرہلایا اور اس کے ساتھ بلیک روم کی جانب بڑھتا گیا۔ اس نے جیب سے نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چڑھالیا تا کہ سیاہ فام اسے پہچان نہ سکے۔

"آپ نے اس سے پوچھ گچھ کرنی تھی اس لئے میں نے اس سیاہ فام کو راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا تھا"۔ جوزف نے کہا۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے بلیک روم کے دروازے کا ایک بٹن دبایا تو دروازہ خود بخود سائیڈ کی دیوار میں دھنستا چلا گیا۔

سامنے راڈز والی کرسی پر جوزف جیسے ڈیل ڈول والا ایک لمبا سیاہ فام جکڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر بھی زخموں کے نشان تھے جو ظاہر ہے جوزف سے لڑائی کے دوران اسے جوزف نے لگائے تھے۔ اس کا

ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ بلیک زیرو اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا اور سیاہ فام کے اس بازو کو دیکھنے لگا جس پر سرخ ستارے کا نشان بنا ہوا تھا۔ ستارے کے درمیان سیاہ رنگ سے نمبر ایک لکھا ہوا تھا۔

"آخر یہ رانا ہاؤس میں آیا کیوں تھا۔ اسے اس جگہ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہوگا"۔ بلیک زیرو نے سوچا۔ پھر اس نے جوزف کی طرف دیکھا جو ایک الماری سے ایک بوتل نکال کر لا رہا تھا۔

"ہوش میں لاؤں اسے"۔ جوزف نے بلیک زیرو کی جانب استفہامیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا تو جوزف نے بوتل کا ڈھکنا کھول کر بوتل کا دہانہ سیاہ فام کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحے اس نے بوتل سیاہ فام کی ناک سے لگائے رکھی پھر سیاہ فام کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھ کر اس نے بوتل ہٹا لی اور اسے ڈھکن لگا کر ایک طرف رکھ دیا۔

بلیک زیرو غور سے سیاہ فام کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جسے ہوش آ رہا تھا۔ وہ چند لمحے کسمساتا رہا پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ وہ پہلے تو لاشعوری کی کیفیت میں ادھر ادھر دیکھا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ خود کو راڈز والی کرسی میں جکڑا دیکھ کر بری طرح سے چونک اٹھا۔ سامنے بیٹھے ہوئے نقاب پوش اور اس کے قریب کھڑے جوزف کو وہ حیرانی سے دیکھنے لگا۔

"کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے"۔ سیاہ فام نے

حیرت سے نقاب پوش کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" اپنے بارے میں بتاؤ۔ تم کون ہو اور یہاں کس لئے آئے تھے"۔ بلیک زیرو نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" چور، میں چور ہوں اور یہاں چوری کرنے کی نیت سے آیا تھا۔ اس افریقی نژاد کو کوٹھی میں اکیلا دیکھ کر میں سمجھا تھا کہ میں اس پر آسانی سے قابو پالوں گا۔ مگر"۔ سیاہ فام نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔

" ہوں، تمہارا نام کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" جیکارٹی"۔ سیاہ فام نے بلاخوف کہا۔

" یہ تمہارا اصلی نام ہے یا اپنی اصلیت کی طرح اپنا نام بھی غلط بتا رہے ہو"۔ بلیک زیرو نے کرختگی سے کہا۔

" کیا مطلب"۔ سیاہ فام جیکارٹی نے چونک کر کہا۔

" تم ایکریمیا کی دہشت گرد آرگنائزیشن ریڈ سٹارز سے تعلق رکھتے ہو۔ تمہارا گروپ انتہائی سفاک، بے رحم اور ظالم ہے جو کسی بھی ملک میں جا کر دہشت اور بربریت کی انتہا کر دیتا ہے۔ بم بلاسٹ کرنا، انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مارنا تم لوگوں کا مشغلہ ہے۔ ایکریمیا سے پاکیشیا میں تم جو تباہی اور بربادی کا مشن لے کر آئے ہو مجھے اس کی سب خبر ہے اور دارالحکومت میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں جو تباہی ہوئی ہے وہ تمہاری انتہائی

سفاکانہ فطرت اور درندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیا اتنا ہی کافی ہے یا اور کچھ بتاؤں"۔ بلیک زیرو نے اس کی جانب نفرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جیکارٹی کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔ لیکن اس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا۔

" کیا بکواس کر رہے ہو۔ میرا ریڈ سٹارز اور اس پھیلی ہوئی تباہی سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ اس نے سر جھٹک کر جواب دیا۔

" دیکھو جیکارٹی یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں مجھے سب کچھ بتا دو اور یہ بھی بتاؤ کہ یہاں اس قدر تباہی اور بربادی پھیلانے اور ہزاروں کی تعداد میں انسانوں کو مارنے اور انہیں زخمی کرنے کے پیچھے تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ اس کے علاوہ تم اس عمارت میں کس لئے آئے تھے۔ میرے ان سوالوں کا جواب دے دو تو تمہارے حق میں بہتر رہے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا اس کے لہجے میں بلا کی غراہٹ تھی۔

" جب میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ میرا ریڈ سٹارز سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر کیوں خواہ مخواہ میرا اور اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔ میں یہاں چوری کی نیت سے آیا تھا۔ ناکام ہو کر پکڑا گیا۔ میرا نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ میں کسی کا غلام ہوں"۔ جیکارٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

" اس کا مطلب ہے تم سے حقیقت پوچھنے کے لئے مجھے دوسرا راستہ ہی اختیار کرنا پڑے گا"۔ بلیک زیرو غرایا۔

"دوسرا کیا تیسرا اور چوتھا راستہ بھی اختیار کر لو تو میرا یہی جواب ہوگا"۔ جیکارٹی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو چند لمحے اس کی جانب غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے جوزف کی جانب دیکھا۔ جوزف اس کی نظروں کا مطلب سمجھ کر ایک آہنی الماری کی جانب بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اس نے اس کے ایک خانے سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور ایک سرنج نکال لی۔ شیشی میں ہلکے سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ جوزف نے سرنج کا کیپ اتار کر ایک طرف پھینک دیا اور شیشی کا محلول سرنج میں بھرنے لگا۔ سیاہ فام جیکارٹی ہونٹ بھینچے جوزف کی جانب دیکھ رہا تھا۔ سبز محلول سے سرنج بھر کر جوزف بلیک زیرو کے پاس آگیا اور سرنج بلیک زیرو کے ہاتھ میں تھما دی۔ جوزف پھر الماری کے پاس گیا اور ایک اور سرنج اور شیشی نکال لی۔ اس شیشی میں موجود سیال کا رنگ زرد تھا۔ سرنج بھر کر وہ سیاہ فام کے قریب آگیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو"۔ جیکارٹی نے جوزف کے ہاتھ میں زرد سیال والی سرنج کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان کھلوانے کے لئے تمہیں زہر کا انجکشن لگایا جا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"زہر"۔ جیکارٹی خوفزدہ نظروں سے جوزف اور اس کے ہاتھ میں موجود انجکشن کو دیکھنے لگا۔ بلیک زیرو نے جوزف کو اشارہ کیا تو اس نے سرنج کی سوئی یکدم جیکارٹی کی گردن میں اتار دی۔ جیکارٹی نے سر مار کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا لیکن جوزف نے نہایت تیزی سے سارا محلول

اس کی گردن میں انجیکٹ کر دیا۔ جیکارٹی کی آنکھوں میں شدید خوف پھیل گیا۔

"زہر تمہارے جسم میں اتر چکا ہے جیکارٹی۔ اب یہ بہت جلد تمہارے سارے جسم میں سرایت کر جائے گا اور اندر ہی اندر تمہاری ساری رگوں کو کاٹنا شروع کر دے گا۔ یہاں تک کہ تمہاری ہڈیاں بھی گلنے لگیں گی۔ تم اس قدر اذیت ناک موت مرو گے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اگر تم اذیت ناک موت مرنا چاہتے تو یہ تمہاری اپنی مرضی ہے اور اگر تکلیف تمہارے لئے ناقابل برداشت ہو جائے اور تم محسوس کرو کہ تم اس قدر تکلیف دہ موت نہیں مرنا چاہتے تو مجھے حقیقت بتانے کی حامی بھر لینا پھر میں تمہیں یہ انجکشن لگا دوں گا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ اس انجکشن کے لگتے ہی تمہارے جسم میں موجود زہر کا اثر ایک لمحے میں زائل ہو جائے گا اور تم پہلے کی طرح نارمل ہو جاؤ گے"۔ بلیک زیرو نے ہر قسم کے جذبات سے عاری لہجے میں کہا۔

"نن، نہیں نہیں تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ تت تم مجھے اس قدر خطرناک زہریلا انجکشن نہیں لگا سکتے۔ مم میں۔ میں......" جیکارٹی نے نقاب پوش کی بات سن کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا۔ اس کا تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا"۔ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ جیکارٹی متوحش نگاہوں سے اس کی اور جوزف کی جانب دیکھنے لگا۔ جوزف جو بڑے اطمینان سے ہاتھ

باندھ کر نقاب پوش کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اچانک جیکارٹی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سارے جسم میں آگ بھرتی جا رہی ہو۔ اس کا جسم بری طرح سے لرزنے لگا۔

خوف اور وحشت سے اس کا سیاہ چہرہ اور زیادہ سیاہ پڑ گیا تھا۔ وہ دانتوں پر دانت جما کر اس اذیت کو برداشت کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن پھر اسے واقعی یوں لگا جیسے اس کے جسم میں کوئی آریاں چلا رہا ہو۔ وہ چند لمحے ہونٹ بھینچے برداشت کرتا رہا پھر اس کا منہ کھل گیا اور اس کے منہ سے اذیت ناک چیخیں نکلنے لگیں۔ تکلیف لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی اور اس کے منہ سے نکلنے والی چیخوں میں بھی شدت آتی جا رہی تھی۔ پھر اس نے بری طرح سے ادھر ادھر سر پٹخنا شروع کر دیا۔

"میں تیار ہوں۔ میں سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے اس اذیت سے نجات دلاؤ۔ فار گاڈ سیک"۔ جیکارٹی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کا سارا جسم زلزلے کی طرح لرز رہا تھا اور اس کی ناک اور باچھوں سے خون کی پتلی پتلی لکیریں نکل آئی تھیں۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے زرد محلول والا انجکشن جوزف کو دے دیا۔ جوزف آگے بڑھا اور اس نے نہایت پھرتی سے سوئی سیاہ فام جیکارٹی کی گردن میں گھسیڑ کر سارا محلول انجیکٹ کر دیا۔ جیکارٹی کچھ دیر اسی طرح چیختا اور سر مارتا رہا پھر اس کی چیخوں میں کمی آنے لگی اور اس کا جسم حیرت انگیز طور پر نارمل ہوتا چلا گیا۔ وہ کافی دیر تک سستاتا اور ہانپتا رہا جیسے

کئی میل سے دوڑتا ہوا آیا ہو پھر متوحش زدہ نگاہوں سے نقاب پوش کی جانب دیکھنے لگا۔

"پپ پانی۔ مم مجھے پانی پلاؤ"۔ جیکارٹی نے بری طرح سے ہانپتے ہوئے کہا۔

"جوزف اسے پانی پلاؤ" بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف ایک طرف پڑی ہوئی فریج کی جانب بڑھ گیا۔ اس میں سے اس نے ایک یخ بستہ پانی کی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکنا کھولتے ہوئے سیاہ فام جیکارٹی کے پاس آگیا اور بوتل اس کے منہ سے لگا دی۔ جیکاٹی ایک ہی سانس میں سارا پانی پی گیا تب جوزف نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا لی۔

جیکارٹی چند لمحے بری طرح ہانپتا رہا۔ پھر یوں سر جھٹکنے لگا جیسے اپنے ذہن پر چھانے والی غنودگی دور کر رہا ہو۔

"تت تم لوگ کون ہو۔ تم پولیس والے یا کسی سرکاری ایجنسی کے اہلکار نہیں لگتے۔ پولیس اور سرکاری ایجنسیاں کسی مجرم کے ساتھ اس قدر بھیانک حشر نہیں کر سکتیں۔ جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ اوہ گاڈ اس قدر اذیت"۔ جیکارٹی نے خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"ہم جو کوئی بھی ہیں اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ تم سے جو پوچھا گیا ہے اس کا جواب دو۔ تمہیں جس اذیت سے دوچار ہونا پڑا ہے یہ تو صرف آغاز ہے تمہاری زبان کھلوانے کے لئے ہم

تمہیں اس سے بھی زیادہ سخت اور خوفناک اذیتیں بھی دے سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کرختگی سے کہا اور جیکارٹی خوف سے جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"نہیں نہیں، میں اس سے زیادہ اذیت برداشت نہیں کر سکتا۔ مم، مم، میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا"۔ جیکارٹی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا اور پھر وہ واقعی اپنی تنظیم اور پاکیشیا میں کی گئی تمام کارروائیوں کے متعلق بلیک زیرو کو تفصیل سے بتاتا چلا گیا۔ جسے سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ جوزف کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہو گیا۔ پاکیشیا میں خوفناک تباہی اور ہزاروں بے گناہ اور معصوم انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بارے میں جو کچھ جیکارٹی انہیں بتا رہا تھا غم و غصے سے ان کا برا حال ہوتا جا رہا تھا۔

"ہونہہ۔ تم لوگ واقعی انسانوں کی نہیں بھیڑیوں کی نسل سے تعلق رکھتے ہو۔ دوسروں پر ظلم کرتے ہوئے اور انہیں اذیت ناک موت مار کر تم خوشی سے قہقہے لگاتے ہو اور ایسی ہی مصیبت جب تم پر ٹوٹ پڑے تو چیختا چلانا شروع کر دیتے ہو"۔ بلیک زیرو نے اس کی جانب نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جیکارٹی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"ایکریمیا کی جس تنظیم نے تمہیں یہاں کارروائی کرنے کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا نام ہے"۔ بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد اس سے پوچھا۔

" بلیک شیڈو۔ اور بلیک شیڈو سینڈیکیٹ کا سربراہ آرمر تھا جس نے ہمیں پاکیشیا مشن کے لئے ہائر کیا تھا"۔ جیکارٹی نے جواب دیا اور بلیک شیڈو کا نام سن کر بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔ بلیک شیڈو ایکریمیا کی سیکرٹ سروس کے ایک سیکشن کا نام تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پاکیشیا میں دہشت گردی میں ایکریمیا کا ہاتھ تھا۔ جیکارٹی کی باتوں سے بلیک زیرو نے بھی یہی اندازہ لگایا تھا کہ ایکریمیا پاکیشیا میں ریڈ سٹارز کو ڈمی ورک کے لئے استعمال کروا رہا تھا۔ اس کی بے مقصد کارروائیوں کا یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ ایکریمیا پاکیشیا کے خلاف کسی اور مشن پر کام کر رہا ہے یا کرنے والا ہے۔ ریڈ سٹارز تنظیم کے ذریعے پاکیشیا میں دہشت گردی کروا کر ساری مشینری فیل کرنے اور تمام سرکاری ایجنسیوں کو ان کے پیچھے لگانے کا اور کیا مقصد ہو سکتا تھا۔ لیکن ایکریمیا کی کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ایجنسی پاکیشیا میں ایسا کون سا مشن مکمل کرنا چاہتی ہے کہ اس نے ریڈ سٹارز کو دارالحکومت میں اس قدر خوفناک انداز میں ایکشن لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ جوں جوں سوچتا جا رہا تھا اس کا ذہن الجھتا جا رہا تھا۔ اس وقت اسے شدید طور پر عمران کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ عمران کے پاس ایسے ایسے ذرائع تھے جن سے وہ دانش منزل میں بیٹھے بیٹھے تمام انفارمیشن حاصل کرنے میں مہارت کا درجہ رکھتا تھا۔ لیکن وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کا بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔

"تم اس عمارت میں کیوں آئے تھے"۔ بلیک زیرو نے اس سے سوال کیا۔

"میں سپر مارکیٹ میں بم فٹ کرنے گیا تھا۔ مگر چونکہ اب کرفیو نافذ ہو چکا ہے اور ملٹری نے کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اس لئے کرفیو کی وجہ سے میں چھپتا چھپاتا وہاں پہنچا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں وہاں بم فٹ کرتا میں ملٹری کی نظروں میں آگیا جس کی وجہ سے مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا اور وہ میرے پیچھے لگ گئے۔ مختلف گلیوں اور بازاروں سے ہوتا ہوا میں اس طرف آگیا۔ اس عمارت کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے یہ بالکل خالی معلوم ہو رہی تھی اس لئے میں ملٹری سے بچنے کے لئے اندر گھس گیا۔ اس وقت میں نقاب میں تھا اور میرے ہاتھ میں پستول تھا جس کی وجہ سے تمہارے اس ساتھی نے مجھے حملہ آور یا چور سمجھ لیا اور مجھ سے بھڑ گیا۔ جواباً مجھے بھی اپنا بچاؤ کرنے کے لئے اس کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن بہرحال تمہارے ساتھی کی طاقت مجھ سے کئی گناہ زیادہ ہے اس لئے چند ہی واروں میں مجھے بے ہوش کر دیا تھا"۔ جیکارٹی نے کہا۔ بلیک زیرو غور سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اس سے جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔

"یہ سچ کہہ رہا ہے باس۔ اس علاقے میں واقعی پولیس اور ملٹری والے گھوم رہے تھے"۔ جوزف نے اس کے جواب کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیا کہ وہ اتفاقیہ طور پر رانا ہاؤس میں داخل ہوا تھا۔ کوئی خاص مقصد لے کر وہاں نہیں آیا

تھا۔

"مارکیٹ میں تم نے جو بم فٹ کیا تھا وہ کہاں ہے"۔ بلیک زیرو نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"میں مارکیٹ میں جس جگہ بم لگا رہا تھا عین وقت پر ایک ملٹری مین کی نظروں میں آگیا تھا۔ جس نے مجھ پر فائر کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے بم بلاسٹنگ کے لئے ایڈجسٹ کئے بغیر مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ بم ان کی نظروں میں آگیا تھا اسی لئے تو وہ میرے پیچھے لگے تھے"۔ جیکارٹی نے منہ بنا کر کہا جیسے وہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکا ہو۔

"اچھا اب اپنے پتے ٹھکانوں کے بارے میں بتاؤ۔ تمہارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں اور ان کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہے"۔ بلیک زیرو نے سر جھٹک کر کہا۔ جواب دینے کے لئے سیاہ فام جیکارٹی ہچکچانے لگا تو جوزف نے جیب سے لمبے پھل والا خنجر کھول کر ہاتھ میں لے لیا۔

"بتاؤ ورنہ میرا ساتھی مجھ سے بھی زیادہ بے رحم اور سفاک ہے۔ یہ تمہارے ناک، کان کاٹنے اور آنکھیں نکالنے سے بھی نہیں ہچکچائے گا"۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا اور جیکارٹی خوف بھری نظروں سے جوزف کی طرف دیکھ کر جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کے نام اور ٹھکانے بتانے لگا۔

"جوزف، اسے ہاف آف کر دو"۔ تمام معلومات حاصل کر کے بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے جوزف سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے

بلیک روم سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد جوزف برے برے منہ بناتے ہوئے باہر آ گیا۔

" اس جیسا ظالم اور خونخوار درندہ جس نے ہزاروں بے گناہ انسانوں، مردوں، بچوں اور عورتوں کو ہلاک کیا ہے آپ اسے زندہ چھوڑ رہے ہیں۔ عمران صاحب ہوتے تو وہ اس کا ایسا بھیانک حشر کرتے کہ اس کی روح تک تھرا کر رہ جاتی"۔ جوزف نے کہا۔

" عمران صاحب کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ میں نے اسے ابھی اسی لئے زندہ چھوڑا ہے جب تک عمران صاحب کا پتہ نہیں چل جاتا ہمیں اس کو مارنا حماقت ہوگا"۔ بلیک زیرو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ، آپ کا مطلب ہے عمران صاحب اس سے کوئی اور بھی کام کی بات معلوم کر سکتے ہیں"۔ جوزف نے کہا اور بلیک زیرو اثبات میں سر ہلانے لگا۔

" آپ نے اس سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ عمران اور دوسرے ساتھی کہاں ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ انہی کے قبضے میں ہوں"۔ جوزف نے خیال پیش کیا۔

" کیا ضرورت ہے۔ میں نے اس کے ساتھیوں کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔ ہم وہاں ریڈ کریں گے۔ اگر عمران صاحب اور ساتھی ان کے قبضے میں ہوئے تو ہم انہیں وہاں سے چھڑوا لیں گے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ہم سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ جوزف نے چونک کر پوچھا۔

" عمران صاحب اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبر لاپتہ ہیں۔ ہمارا ایک ساتھی اپنے فلیٹ میں بیمار پڑا ہے جو اس وقت میرا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اس طرح اب میرے ساتھ مل کر تمہیں ہی کام کرنا پڑے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا اور جوزف نے خوشی سے دانت نکال دیئے۔ کیونکہ یہ اس کا پسندیدہ کام تھا۔

عمران جولیا کی شدید زخمی حالت دیکھ کر سیاہ فام کے ہاتھوں مار کھا گیا تھا۔ سیاہ فاموں کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں جن میں سے ایک کا رخ گری ہوئی جولیا کی جانب تھا اگر عمران اپنے بچاؤ کی کوشش کرتا یا سیاہ فام پر جوابی حملہ کرنا چاہتا تو ان سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اس پر اور جولیا پر گنوں کے منہ کھول دیتے۔ ایک سیاہ فام نے اپنے ساتھی کو اسے قابو کر کے ستون سے باندھنے کے لئے کہا تھا لیکن وہ سیاہ فام شاید اپنے دوسرے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر زیادہ ہی غصے میں آ گیا تھا اس نے عمران کو قابو کرنے کی بجائے اچانک اس کے سر پر مکا مار دیا تھا اور پھر دوسرا مکا عمران کی کنپٹی پر پڑا تو وہ گھومتا ہوا نیچے گر گیا۔ جس پر سیاہ فام نے اس کے سر پر ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں۔ اپنے وجود کے مطابق اس نے بوٹ بھی بڑے اور سخت پہن رکھے تھے جس کی ضربوں سے عمران کو واقعی دن میں تارے نظر آ گئے تھے اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

اب اسے جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک سٹریچر پر بندھا ہوا پایا تھا۔

وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ کمرے میں روشنی ہو رہی تھی اور جس سٹریچر نما ٹیبل پر عمران پڑا ہوا تھا وہ زمین میں دھنسا ہوا تھا۔ عمران کو چمڑے کی بیلٹس سے اس بری طرح سے باندھا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ عمران کی پیشانی پر بھی ایک بیلٹ کسی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنا سر ہلا کر بھی ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سیاہ فام شاید اسے بے ہوش کر کے تہہ خانے سے نکل کر اس کمرے میں لے آئے تھے۔ نجانے یہ کون سی جگہ تھی اور سیاہ فاموں نے اسے اس طرح یہاں کیوں جکڑ رکھا تھا۔ اس نے ٹریگ نامی سیاہ فام کو جس طرح اٹھا کر ستون پر مارا تھا اس سے یقیناً اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو گی اور دوسرا سیاہ فام شارٹی اسے بھی جولیا نے بری طرح سے زخمی کر دیا تھا۔ اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے وہ اسے اور جولیا کو وہیں گولیاں مار کر ختم کر سکتے تھے۔ پھر نجانے وہ اسے یہاں کیوں لائے تھے اور جولیا کیا وہ بھی اس کی طرح کمرے میں بندھی ہوئی تھی۔

جولیا کا خیال آتے ہی عمران پریشان ہو گیا۔ جولیا کے جسم پر بے شمار زخم تھے۔ زخمی ہونے کے باوجود اس نے جس دلیری سے شارکی اور ٹریگ کا مقابلہ کیا تھا وہ واقعی قابل تحسین تھا۔ اس کے کندھے پر

شاید گولی لگی تھی کیونکہ وہاں سے مسلسل خون کا اخراج ہو رہا تھا۔
جب دوسرے سیاہ فام وہاں آئے تھے تو جولیا پر شدید نقاہت طاری ہو
گئی تھی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گر گئی تھی۔ نجانے وہ
اس وقت کہاں اور کس حال میں ہوگی۔ سیاہ فاموں کے متعلق جس
قدر عمران جانتا تھا اس سے یہ توقع کرنا حماقت ہی تھی کہ انہوں نے
جولیا کے زخموں کا علاج کیا ہوگا اور اسے مرہم پٹی کی سہولت بہم پہنچا
دی ہوگی۔ عمران نے ہونٹ بھینچ کر اپنے بازوؤں کو حرکت دینے کی
کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ سیاہ فاموں نے واقعی اسے کچھ سوچ
سمجھ کر ہی باندھا تھا۔

عمران کو فیصل بن حیان کی بھی فکر تھی جس نے اسے پراسرار
خط لکھ کر اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ ایکسٹو کی حقیقت سے آشنا
ہے۔ گو یہ بات کسی بھی طرح عمران کے حلق سے نہیں اتر رہی تھی
کہ کاران کا ایک معمولی سیکرٹ ایجنٹ اس حقیقت سے واقف ہو
سکتا ہے۔ کیونکہ اس راز کا اس قدر آسانی سے کسی اور تک پہنچ جانا
ناممکنات میں سے تھا۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا عمران کے لئے واقعی یہ
خطرناک بات تھی کہ کوئی شخص اصل حیثیت سے واقف تھا اور یہ
ملک و قوم کے ساتھ ساتھ عمران کے مفاد میں بھی بہت نقصان دہ
ثابت ہو سکتی تھی۔ عمران ہر قیمت پر اور ہر حال میں فیصل بن حیان
تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اسے ختم کرنا بہت ضروری تھا۔ وہ بلیک زیرو کو
کارانی ایجنٹ کی رپورٹ حاصل کرنے کے احکام دے آیا تھا۔ پھر

صفدر نے اسے جولیا کے اغوا ہونے اور جولیا کے اغوا میں ریڈ سٹارز
کے ملوث ہونے کا پتہ چلا تو یہ عمران کے لئے نئی پریشانی کھڑی ہو گئی
تھی۔

ریڈ سٹارز اور ان کا مخصوص مارک دیکھ کر عمران حقیقتاً پریشان
ہو گیا تھا۔ وہ اس تنظیم اور ان کے کام کرنے کے انداز سے اچھی طرح
سے واقف تھا۔ ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کی کسی بھی ملک میں آمد اس
ملک کی بدقسمتی ہی سمجھی جا سکتی تھی۔ وہ انسانوں کے بھیس میں
خونخوار بھیڑیئے تھے۔ جن کا مقصد ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلانے
کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس
آرگنائزیشن کے چھ ممبر تھے جو اپنی سفاکی اور بربریت پسندی میں ایک
دوسرے سے بڑھ کر تھے۔ دو کے ساتھ اس نے اور جولیا نے مقابلہ کیا
تھا اس کے بعد ان کے تین اور ساتھی وہاں آ گئے تھے۔ البتہ اسے ان کا
چھٹا ساتھی نظر نہیں آیا تھا لیکن جب وہ پانچ افراد وہاں موجود تھے تو
لامحالہ ان کا چھٹا ساتھی بھی وہیں ہوگا اور ان سب کا وہاں ہونے کا یہی
مطلب تھا کہ اس کے ملک میں کوئی بڑی آفت اور تباہی آنے والی
ہے۔ جس کا تدارک کرنا اس کے لئے بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ لیکن
وہ اس کمرے میں بندھا ہوا تھا۔ مجرم نجانے کہاں تھے اور کیا کرتے
پھر رہے تھے اور عمران کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کب سے اور
کتنی دیر سے بے ہوش رہا ہے۔

چمڑے کی بیلٹس عمران کی کلائیوں پر بھی بندھی ہوئی تھیں۔

عمران نے کلائیوں کو حرکت دی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ گو کلائیاں سختی سے بندھی ہوئی تھیں مگر عمران اپنی انگلیوں کے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے ان کو آسانی سے کاٹ سکتا تھا۔ اس نے مٹھی بند کر کے انگلیوں کو ایک جھٹکے سے کھولا تو اس کے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں کے سرے باہر آ گئے اور عمران انگلیاں موڑ کر کلائیوں کی بندشیں کاٹنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ایک کلائی کی بیلٹ کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔

ایک ہاتھ کو آزاد کرانے کے بعد اس کے لئے دوسری بیلٹس کھولنا کچھ مشکل نہ تھا وہ چند ہی لمحوں میں اپنے جسم سے تمام بیلٹس اتار کر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ ایک تنگ کمرہ تھا۔ کمرے میں اس کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران اٹھا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ لاک تھا۔ عمران نے دروازے کی کی ہول سے جھک کر باہر جھانکا تو باہر اسے ایک طویل راہداری دکھائی دی۔ راہداری بالکل خالی تھی۔ عمران جلدی جلدی جیبیں ٹٹولنے لگا مگر سیاہ فاموں نے اس کی جیبوں سے ہر چیز نکال لی تھی۔ عمران کمرے میں ادھر ادھر تلاشی لینے لگا۔ آخر اسے وہاں اس کی مطلوبہ چیز مل گئی جو ایک مڑا ہوا تار تھا جو نجانے وہاں کس مقصد کے لئے رکھا گیا تھا۔ بہرحال عمران کے لئے وہ اس وقت کام کی چیز تھی۔ اس نے دانتوں سے تار کا سرا موڑا اور دروازے کے پاس آ گیا۔ مڑی ہوئی تار کا سرا اس نے دروازے کی کی ہول میں ڈال دیا اور اسے

مخصوص انداز میں حرکت دینے لگا۔ دوسرے ہی لمحے ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ لاک کھل گیا۔ عمران نے نہایت آہستگی سے دروازہ کھولا پہلے اس نے باہر جھانکا اور پھر باہر آ گیا۔ راہداری بالکل خالی تھی۔ عمران احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں دائیں بائیں کمرے تھے۔ ان کمروں کو عمران پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ یہ وہی کوٹھی تھی جس کے تہہ خانے میں سیاہ فام جولیا پر تشدد کر رہے تھے۔ عمران نے ایک کمرے کے دروازے کے ساتھ کان لگا کر اندر سے سن گن لینے کی کوشش کی مگر اندر بالکل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران نے ہینڈل گھما کر آہستگی سے اندر جھانکا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ عمران اسی طرح دوسرے کمرے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا مگر راہداری میں موجود تمام کمرے خالی تھے۔

عمران ہونٹ بھینچ کر سامنے چل پڑا اور جیسے ہی موڑ مڑنے لگا اسی لمحے اسے پیچھے کسی کی آہٹ کا احساس ہوا۔ وہ زخمی سانپ کی طرح پلٹا تھا اور پھر اپنے پیچھے دو غنڈوں کو دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ غنڈوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جن کا رخ ظاہر ہے عمران کی جانب تھا۔ وہ نجانے کس کمرے سے نکل کر باہر آ گئے تھے حالانکہ عمران نے ان کمروں کو دیکھ لیا تھا۔ وہ خالی تھے شاید ان غنڈوں نے اسے کمرے سے نکلتے دیکھ لیا ہوگا اور اسے کور کرنے کے لئے کمرے میں چھپ گئے ہوں گے۔

"جی جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں"۔ عمران نے

ان کی جانب دیکھ کر بڑے اطمینان سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" تم نے ٹیبل سے منسلک بیلٹس کیسے کھول لیں"۔ ایک غنڈے نے حیرت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دوسرے غنڈے کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی۔

" پپ پتہ نہیں۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے کھل جا بیلٹس کہا تھا۔ اسی وقت میرے جسم سے بندھی ہوئی بیلٹس خودبخود کھل گئیں۔ شاید وہ ٹیبل اور بیلٹس تم چچا الہ وین اوہ سوری علی بابا کے کھل جا سم سم والے غار سے چرا کر لائے تھے"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

" ہمیں بے وقوف سمجھتے ہو"۔ دوسرا غنڈہ غرایا۔

" میرے سمجھنے نہ سمجھنے سے کیا فرق پڑتا ہے"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

" بکواس مت کرو اور اپنے ہاتھ اپنے سر سے بلند کر لو۔ نہیں تو جان سے ماردوں گا"۔ پہلے غنڈے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" دیکھو بھائی میں اعصابی مریض ہوں۔ اگر میں نے ہاتھ سر سے بلند کئے تو یہ اسی طرح اکڑے رہ جائیں گے اور پھر کبھی نیچے نہیں ہو سکیں گے"۔ عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر ازلی حماقت طاری ہو گئی تھی۔

" شٹ اپ۔ نانسنس ہاتھ بلند کرو جلدی"۔ ایک غنڈے نے چیخ کر کہا۔

" شٹ اپ۔ نانسنس۔ واہ واہ بڑے اچھے نام ہیں تم دونوں کے۔ ناموں میں خاصی جدت ہے۔ لیکن تم میں سے شٹ اپ کون ہے اور نانسنس کون"۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

" لگتا ہے فضول بکواس کرنا تمہاری عادت ہے۔ ہاتھ بلند کرو ورنہ اس بار میں سچ مچ گولی چلا دوں گا"۔ ایک غنڈے نے کڑک کر کہا۔

" ذرا آہستہ چلانا۔ اگر تم نے زور سے گولی چلائی تو میرے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ کانوں کے پردے پھٹ گئے تو میں بہرہ ہو جاؤں گا اور اگر بہرہ ہو گیا تو میں تمہارے احکام کیسے سن سکوں گا"۔ عمران نے کہا اور انہوں نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران کو خاموش رکھنا ان کے لئے ناممکن ہے۔

" لو کر لئے میں نے ہاتھ بلند۔ اب کیا کروں"۔ عمران نے بڑی معصومیت سے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

" آگے چلو"۔ غنڈے نے غرا کر کہا۔

" اگر میں پیچھے چلوں تو اس میں تمہیں کیا اعتراض ہے"۔ عمران کا لہجہ حماقت سے بھرپور تھا اور آگے قدم بڑھانے لگا۔ موڑ مڑ کر وہ دوسری طرف ایک دروازے کے پاس آگئے۔ دروازے کے پاس دو مسلح غنڈے موجود تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ چونک پڑے۔

" سارٹی یہ کمرے سے فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہم اسے یہاں لے آئے ہیں۔ باس سے پوچھو اس کا کیا کرنا ہے"۔ عمران کو لانے والے ایک غنڈے نے دروازے کے پاس کھڑے ایک

غنڈے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے سر ہلایا اور کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ دروازے کی ساخت دیکھ کر عمران سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

چند لمحوں بعد کمرے میں جانے والا غنڈہ باہر آ گیا۔

"اسے اندر لے چلو"۔ اس نے کہا۔

"اندر چلو"۔ عمران کو لانے والے غنڈے نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس کے وسط میں ایک بڑی میز پڑی تھی۔ میز کے گرد دہی چاہ سیاہ فام بیٹھے تھے۔ جن میں سے ایک نے عمران کو بے ہوش کیا تھا۔ ایک سیاہ فام کے سر اور جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں وہ شارکی تھا جسے عمران اور جولیا نے زخمی کیا تھا۔

"تو تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے"۔ ایک سیاہ فام نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے تلخ اور تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

"نن نہیں میں رفع حاجت کے لئے باتھ روم جا رہا تھا"۔ عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"آرگر یہ دنیا کا سب سے خطرناک اور چالاک انسان ہے۔ اس کی باتوں پر یقین مت کرنا۔ ہم نے اسے سٹریچر پر جس مضبوطی سے بیلٹوں سے باندھ رکھا تھا اس کے باوجود یہ جس طرح باہر آ گیا ہے اس سے ہی اندازہ لگا لو کہ یہ کیا کر سکتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں اسے

گولی مار دو۔ اس کا زندہ رہنا ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے"۔ دوسرے سیاہ فام جو شاید عمران کو جانتا تھا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں مارٹن، اس میں دم خم نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تم نے دیکھا نہیں تھا کہ اسے جیکارٹی نے کس آسانی سے اسے مار مار کر بے ہوش کر دیا تھا"۔ آرگر نامی سیاہ فام نے کہا۔

"ہونہہ، اس نے اور اس کی ساتھی لڑکی نے ٹریگ اور شارکی کا جو حال کیا تھا اس کے باوجود تم یہ کہہ رہے ہو کہ اس میں دم خم نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تم بتاؤ شارکی اس نے اور اس کی ساتھی لڑکی نے تمہارے اور ٹریگ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا"۔ مارٹن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مارٹن درست کہہ رہا ہے آرگر یہ واقعی بے حد خطرناک ہے۔ اس کے چھریرے بدن میں دیوؤں جیسی طاقت ہے اور یہ مارشل آرٹس میں کسی بھی طرح ہم سے کم نہیں ہے۔ یہ ٹریگ کی موت کا بھی ذمہ دار ہے۔ اس لئے واقعی اسے اور اس کی ساتھی لڑکی جولیا کو گولی مار دینی چاہئے"۔ زخمی شارکی نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ جولیا ابھی تک ان کے قبضے میں ہے لیکن بہر حال خیریت سے ہے۔

"نہیں، گریٹ ماسٹر نے ان دونوں سے کوئی خاص کام لینا ہے۔ ان کے حکم پر ہی انہیں اب تک زندہ رکھا گیا ہے۔ وہ مشن پر گیا ہوا ہے جب تک وہ خود ان کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر لیتا ہم انہیں

نہیں مار سکتے"۔آر گر نے انکار میں سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گریٹ ماسٹر کل رات سے غائب ہے۔وہ یہاں نہیں آیا۔اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے ٹھکانے پر چلا گیا ہوگا۔شہر کے حالات بے حد خراب ہیں۔کرفیو میں باہر نکلنا اور خود کو بچائے رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔مار دو اسے، گریٹ ماسٹر آئے گا تو ہم کہہ دیں گے کہ اس نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی جس پر ہم نے اسے مار دیا"۔ مارٹن نے کہا اس کے منہ سے شہر کے حالات خراب ہونے اور کرفیو کے نفاذ کا سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

"کیا مطلب، شہر میں کرفیو لگا ہوا ہے۔کیوں"۔اس نے چونک کر پوچھا۔اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے تھے۔

"تمہیں نہیں معلوم۔اوہ ہاں تمہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے تم تو پچھلے تین روز سے یہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہو۔دارالحکومت اس وقت آگ وخون کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ہر طرف بم بلاسٹ ہو رہے ہیں۔بڑی بڑی عمارتیں تباہ ہو رہی ہیں۔انسان مکھیوں اور مچھروں کی طرح مارے جا رہے ہیں۔شہر میں خوف و دہشت کی فضا چھائی ہوئی ہے۔خوفناک دھماکوں اور ہزاروں انسانوں کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے لئے ساری سرکاری ایجنسیاں حرکت میں آچکی ہیں اور پورے شہر میں کرفیو لگا دیا گیا ہے"۔آر گر نے عمران کی حیرت مٹاتے ہوئے بڑے فخریہ انداز میں کہا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے منہ پر زوردار طمانچہ دے مارا ہو۔وہ اپنی جگہ

سن ہو کر رہ گیا۔سردی کی ایک تیز لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔وہ پچھلے تین روز سے یہاں بے ہوش پڑا تھا اور اس دوران دارالحکومت میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔بیسیوں عمارتیں تباہ کی جا چکی تھیں اور ہزاروں افراد مار دیئے گئے تھے۔خوف اور دہشت سے عمران جھرجھری لے کر رہ گیا پھر اس کا چہرہ شدید غصے اور نفرت سے سرخ ہو گیا۔اس کی آنکھوں میں بے پناہ سرخی ابھر آئی تھی۔

"اور اس تباہی و بربادی کے پیچھے یقیناً تم لوگوں کا ہاتھ ہے"۔ عمران نے شعلہ بار آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ کارنامہ ہماری ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کا ہے۔ابھی تو آغاز ہے۔ہم دارالحکومت کے بعد پاکیشیا کے دوسرے صوبوں میں بھی جائیں گے اور وہاں بھی ہر طرف لاشوں کے ڈھیر لگا دیں گے"۔آر گر نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران کے جسم میں جیسے آگ سی بھر گئی۔ مشین گن بردار غنڈے جنہوں نے عمران کو کور کیا تھا وہ اس کے پیچھے کھڑے تھے۔آر گر کی سفاکانہ باتیں سن کر عمران نے ان کی پرواہ کئے بغیر اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور میز پر گر کر اس پر پھسلتا ہوا سامنے بیٹھے آر گر کا ایک ہاتھ پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد حائل کر دیا اور اسے اپنے آگے کر کے جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ عمران نے آر گر کی گردن میں ایک ہاتھ ڈال رکھا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کی پشت کی طرف مروڑ رکھا تھا اور اس کی کمر

اپنے سینے سے لگا رکھی تھی۔ اس نے یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور پھرتی کے ساتھ کیا تھا کہ دوسرے سیاہ فام اور مشین گن بردار بھونچکے رہ گئے تھے۔ آرگر بڑا قوی ہیکل اور مضبوط جسم کا مالک تھا مگر عمران نے اس کی گردن پر بازو کا زبردست دباؤ ڈال کر اسے بے بس کر دیا تھا۔ جتنی دیر میں دوسرے سیاہ فام اور مشین گن بردار صورتحال سمجھتے آرگر عمران کے ہاتھوں میں بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ وہ عمران کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑوانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لیکن عمران نے اس کی گردن پر جب زور سے دباؤ ڈالا تو اس کے سارے کس بل نکل گئے۔

"اپنے آدمیوں سے کہو کہ ہتھیار گرا دیں۔ ورنہ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا"۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ درندگی تھی۔

"گگ، گرا دو۔ گرا دو ہتھیار"۔ آرگر نے تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ سیاہ فام اور مشین گن بردار عمران کی جانب انتہائی خوفناک نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ اس کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیں۔ مشین گن بردار غنڈوں نے جھک کر اپنی گنیں نیچے ڈال دیں۔

"باہر جو کھڑے ہیں انہیں بھی اندر بلا کر ہتھیار ڈالنے کا حکم دو"۔ عمران نے سرد مہری سے کہا تو مارٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دروازے پر کھڑے دوسرے محافظوں کو بھی اندر بلا لیا جو حیرت زدہ نظروں سے اندر کی بدلی ہوئی سچویشن کو دیکھنے لگے۔ مارٹن کے کہنے پر

انہوں نے بھی اپنی گنیں نیچے رکھ دیں اور ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

"اب جو حقیقت ہے وہ اگل دو۔ تم لوگ یہاں کیوں آئے تھے اور تم لوگوں نے دارالحکومت میں اس قدر خون خرابہ کیوں کیا ہے"۔ عمران نے آرگر کی گردن پر دباؤ بڑھاتے ہوئے بے حد سخت لہجے میں پوچھا۔ تو آرگر نے اس کے سامنے ساری حقیقت اگل دی جسے سن کر عمران کا ذہن آندھی اور طوفان کی زد میں آ گیا۔ ریڈ سٹارز کی دارالحکومت میں خوفناک کارروائی کا کچھ کچھ مقصد اس کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ آرگر نے بلیک شیڈو نامی جس سرکاری ایجنسی کا نام لیا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ریڈ سٹارز کو پاکیشیا میں دہشت گردی کے لئے خصوصی طور پر بھیجا گیا ہے تاکہ وہ تمام حکومتی ایجنسیوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا لیں اور ایکریمیا کی کوئی اور تنظیم یا سیکرٹ ایجنٹ اطمینان سے یہاں اپنا کام کرتے رہیں۔ مگر ایکریمیا کا پاکیشیا میں کیا مشن ہو سکتا تھا۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا اس وقت ریڈ سٹارز آرگنائزیشن عمران کے سامنے تھی جو خود اقرار کر چکی تھی کہ انہوں نے پاکیشیا میں کس قدر ہولناک درندگی کا ثبوت دیا۔ ایسے درندہ صفت اور خونخوار بھیڑیوں کو عمران کسی قسم کی رعایت دینے کا قائل نہیں تھا۔

"چلو آگے"۔ عمران نے آرگر کی گردن پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا اور آرگر بھنچی بھنچی سانس لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ عمران اسے میز کے پیچھے سے نکال کر اس طرف لے آیا جہاں غنڈوں نے اپنی گنیں نیچے

رکھی تھیں۔

"پیچھے ہٹو"۔ عمران نے غنڈوں کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا تو غنڈے پیچھے ہٹ گئے۔ عمران نے اچانک آرگر کو پوری قوت سے آگے دھکیل دیا۔ آرگر جیسے دوڑتے ہوئے میز سے ٹکرایا اور الٹ کر گر پڑا۔

اس اثناء میں عمران نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک مشین گن اٹھا لی۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا مشین گن نے قہقہہ لگایا اور آرگر کے جسم میں بے شمار سوراخ ہوگئے۔ اسے آرگر پر فائر کرتے دیکھ کر سیاہ فام اور غنڈوں نے تیزی سے ادھر ادھر چھلانگیں لگا دیں لیکن عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا کر غنڈوں کی جانب فائر کھول دیا۔ وہ گولیاں کھا کر بری طرح سے چیختے ہوئے زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ اسی لمحے مارٹن نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاری بھرکم میز اٹھا کر عمران کی جانب اچھال دی۔ عمران نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور فضا میں قلابازی کھا کر دوسری طرف آ گیا۔ اگر میز اس سے ٹکرا جاتی تو وہ یقیناً زخمی ہو جاتا اور سیاہ فاموں کو بچ نکلنے یا عمران پر حملہ کرنے کا موقع مل جاتا۔ دوسری طرف آتے ہی عمران نے دائیں طرف کھڑے شارکی پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس کے جسم میں بے شمار روشندان بن گئے اور وہ تڑپتا ہوا یکلخت ساکت ہو گیا۔

عمران کی توجہ جیسے ہی شارکی کی جانب مبذول ہوئی مارٹن نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے عمران کی مشین گن پر ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن عمران نے پوری قوت سے مشین گن کا دستہ اس کے منہ پر مار دیا۔

مارٹن کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ الٹ کر گر پڑا۔ عمران نے گن اس کی جانب کی اور اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔

اب کمرے میں صرف عمران اور انتھونی نامی سیاہ فام رہ گیا تھا جو عمران کی درندگی دیکھ کر خوفزدہ ہو کر ایک کرسی کے پیچھے دبک گیا تھا۔ انہوں نے جس بے رحمی سے ہزاروں لوگوں کو بے موت مارا تھا اس سے ظاہر ہے عمران بھی ان کے لئے درندہ بن چکا تھا۔ عمران نے گن کا رخ اس کی جانب کر دیا۔

"اٹھو"۔ عمران نے زخمی سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ن، نہیں نہیں مجھے مت مارو۔ مم میں۔ میں"۔ انتھونی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا اور اٹھ کر پیچھے دیوار کے ساتھ جا لگا۔

"اس کوٹھی میں اور کون کون ہے"۔ عمران نے اس کی جانب خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"بب بیس۔ بیس مسلح افراد ہیں جن میں چار کو تم مار چکے ہو"۔ اس نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اور تمہارا ساتھی ٹریگ کیا وہ واقعی مر چکا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں شارکی نے بتایا تھا تم نے اسے اٹھا کر ستون سے دے مارا تھا جس سے اس کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ ایک پسلی ٹوٹ کر شاید اس کے دل میں گھس گئی تھی جو اس کی موت کا باعث بن گئی"۔ اس نے جواب دیا۔

"اور میری ساتھی۔وہ کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ یہاں۔ مم میرا مطلب ہے ساتھ والے کمرے میں ہے۔ گریٹ ماسٹر کے کہنے پر ہم نے اس کی مرہم پٹی کر دی تھی لیکن تمہارے ساتھ ساتھ اسے بھی طویل وقت کے لئے بے ہوش کر دیا تھا"۔ انتھونی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا گریٹ ماسٹر کہاں ہے اور وہ مجھ سے اور میری ساتھی سے کیا کام لینا چاہتا تھا"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گریٹ ماسٹر تم لوگوں کو اپنے کسی مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔اس کا مقصد کیا تھا اس کے بارے میں اس نے ہمیں کچھ نہیں بتایا تھا اور وہ رات سے کسی جگہ کارروائی کرنے کے لئے گیا ہوا ہے اور ابھی تک نہیں لوٹا"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"ہونہہ، تمہارے ساتھی تو کہہ رہے تھے کہ شہر میں کرفیو ہے۔ پھر وہ کارروائی کرنے باہر کیسے جا سکتا ہے۔کیا اسے اپنی جان پیاری نہیں ہے"۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"گریٹ ماسٹر کے سامنے کرفیو اور ملٹری کوئی حیثیت نہیں رکھتے وہ ان سے بچنا جانتا ہے۔اس کا خیال ہے کہ ان حالات میں اگر کسی جگہ خوفناک دھماکہ کر دیا جائے تو پاکیشیا کی حکومت بری طرح سے ہل جائے گی"۔ انتھونی نے کہا۔اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ پوچھتا اچانک کمرے کا دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور

انتھونی جیسا سیاہ فام گرانڈیل وحشی اچھل کر اندر آ گیا۔دھماکے سے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر عمران زخمی سانپ کی طرح پلٹا تھا۔

"خبردار اگر کسی نے اپنی جگہ حرکت کی تو گولی مار دوں گا"۔ آنے والے سیاہ فام نے گرجتے ہوئے کہا۔اس کی شکل دیکھ کر عمران مشین گن کا ٹریگر دباتے دباتے رہ گیا کیونکہ آنے والا جوزف تھا۔ جوزف نے بھی عمران کو دیکھ لیا تھا۔وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ انتھونی کو موقع مل گیا اس نے یکلخت جھپٹا مار کر عمران کے ہاتھ سے مشین گن چھین لی اور تیزی سے ایک طرف ہو گیا۔اس نے یکدم عمران کی آڑ لے لی تھی۔

"ہا۔ہا۔ہا۔خود کو بہت ہوشیار سمجھتے ہو۔اب تم اپنے ساتھی سے کہو کہ ہتھیار گرا دے ورنہ میں تمہیں بھون کر رکھ دوں گا"۔ انتھونی نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔اس طرح اچانک بگڑتی ہوئی سچوئیشن دیکھ کر جوزف گھبرا گیا تھا۔ عمران کا منہ جوزف کی طرف تھا اس نے جوزف کو آنکھوں سے کوئی اشارہ کیا اور یکلخت نیچے بیٹھ گیا۔جوزف نے اس کی آنکھوں کا اشارہ سمجھ کر یکلخت فائر کر دیا۔ عمران جو نیچے بیٹھ گیا تھا اور انتھونی یکدم جوزف کے سامنے آ گیا تھا اس لئے جوزف کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کے سر میں جا لگی اور انتھونی کا سر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا۔دوسرے ہی لمحے وہ تڑپے بغیر کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے جا گرا۔

"باس، تم یہاں ہو۔ہم نے تمہیں کہاں کہاں نہیں تلاش کیا"۔

جوزف نے عمران سے شکایتی لہجے میں کہا۔

" جہاں جہاں نہیں کیا اس کی تفصیل بتا دو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس کی زندہ دلی پھر سے لوٹ آئی تھی۔اسی لمحے کمرے میں ایک نقاب پوش داخل ہوا۔اسے دیکھ کر عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔اس نے بلیک زیرو کو پہچان لیا تھا گویا جوزف اکیلا نہیں تھا اسے وہاں بلیک زیرو لایا تھا۔

عمران دانش منزل میں سر پکڑے بیٹھا کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ بلیک زیرو دوسرے کمرے سے کافی کے دو مگ لایا۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ لے کر خود اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عمران کو مجرموں کی کوٹھی میں جوزف کے ساتھ پہنچنے کی تفصیل بتاتے ہوئے بلیک زیرو نے بتایا کہ کس طرح ریڈ سٹارز کا ایک ممبر جیکارٹی ان کے ہتھے چڑھ گیا تھا جس پر اس نے تشدد کر کے اس سے ان کے ٹھکانوں کا پتہ چلا لیا تھا۔ پھر اس نے جوزف کے ساتھ مل کر ان ٹھکانوں پر ریڈ کیا تھا اور وہاں بے شمار مسلح غنڈوں کو ہلاک کر کے پھر جب وہ اس کوٹھی میں پہنچے جہاں عمران موجود تھا تو وہاں بھی ان کا کئی مسلح محافظوں کے ساتھ زبردست معرکہ ہوا۔ انہوں نے وہاں موجود ہر شخص کو اڑا دیا تھا۔ ایک کمرے میں اسے زخمی اور

ہوش حالت میں جولیا ملی تھی اور دوسرے کمرے میں وہ یعنی عمران۔ انہوں نے دہشت گردی میں ملوث ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

تمام افراد کو ہلاک کرنے کے بعد عمران نے بلیک زیرو کے ساتھ مل کر پوری کوٹھی کی تلاشی لی تھی لیکن اسے وہاں سے کوئی کام کی چیز نہ ملی تھی اور نہ ہی سیکرٹ سروس کے ممبروں کا کچھ پتہ چلا تھا۔ اسی طرح عمران بلیک زیرو کے ساتھ مجرموں کے دوسرے ٹھکانوں پر بھی گیا اور وہاں بھی بڑی باریک بینی سے تلاشی لی لیکن لاحاصل۔

پھر وہ جولیا کو فاروقی ہسپتال پہنچا کر بلیک زیرو کے ساتھ دانش منزل آگیا اور سر سلطان کو فون کر کے مجرموں کے خاتمے کی رپورٹ دے دی جو اس سے خاصے ناراض تھے لیکن جب عمران نے ریڈ سٹارز اور اس تنظیم کے خاتمے کا یقین دلایا تو ان کے تمام گلے شکوے مٹ گئے۔

سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں پھیلی ہوئی ویرانی دیکھ کر عمران کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ وہ مرنے والوں کو واپس تو نہیں لا سکتا تھا لیکن اس نے دہشت گردی پھیلانے والوں کو ختم کر کے ان سب کی موت کا ان سے بھیانک انتقام لے لیا تھا۔

رانا ہاؤس میں موجود ریڈ سٹارز کے گریٹ ماسٹر جیکارٹی کو عمران نے جوزف سے کہہ کر دانش منزل میں منگوا لیا تھا اور عمران نے اس سے ہر ممکن طریقے سے اصل بات اگلوانے کی کوشش کی تھی کہ

شاید وہ اسے بتا دے کہ ایکریمیا نے اسے کسی اور مقصد کے لئے تو نہیں بھیجا تھا۔ جب جیکارٹی نے اسے کچھ نہیں بتایا تب عمران نے اسے ٹرانس میں لا کر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود۔ جیکارٹی جو کچھ جانتا تھا وہ عمران اور بلیک زیرو کو پہلے ہی بتا چکا تھا۔

"عمران صاحب ہو سکتا ہے ایکریمیا کا مقصد حکومتی مشینری فیل کرنے کا ہو اسی لئے انہوں نے ریڈ سٹارز جیسی دہشت گرد تنظیم پاکیشیا بھیجی تھی کہ وہ ملک میں دہشت گردی سے تباہی اور اس قدر فسادات پھیلا دیں کہ لوگ حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور جن لوگوں نے صدر اور وزیراعظم کو اقتدار دلایا تھا وہی انہیں اقتدار سے گرا دیں۔ ان دنوں حالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں۔ ایکریمیا نے پاکیشیا میں جو سیاسی اور اقتصادی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں وہ پاکیشیا کے ایٹمی پروگرام کو روکنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں جبکہ ہمارے صدر اور وزیراعظم ان کی بات ماننے کو تیار ہی نہیں ہو رہے"۔ بلیک زیرو نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن نجانے کیوں کسی طرح میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا۔ مجھے پاکیشیا کے سر پر کوئی بہت بڑا خطرہ منڈلاتا دکھائی دے رہا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیسا خطرہ"۔ اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"ایک انجانا خطرہ ہے جس کے نتائج بے حد خوفناک اور بھیانک نکل سکتے ہیں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"اس وقت حالات بالکل سازگار ہیں۔ ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کو ہم نے بالکل ختم کر دیا ہے۔ ٹی وی اور اخبارات میں عوام الناس کی دہشت دور کرنے کے لئے انہیں ہر بات سے مطلع کر دیا گیا ہے جس سے لوگوں کے دلوں سے خوف دہراس نکل گیا ہے اور دارالحکومت میں ایک بار پھر زندگی کی لہریں دوڑ گئی ہیں۔ پھر آپ کو کیا خطرہ محسوس ہو رہا ہے"۔ بلیک زیرو کہتا چلا گیا۔

"بلیک زیرو تم فیصل بن حیان کے خط کو کیوں بھول رہے ہو۔ اس کے علاوہ کے بی ایس کی رپورٹ کے مطابق ایکریمی ڈیفنس منسٹر کا ایکریمی سائنسدانوں کے ہمراہ غیر سرکاری طور پر کافرستان جانا۔ ان کا ریڈفورڈ میں وزیراعظم اور بڑے کافرستانی عہدیداروں سے ملنا اور پھر چار ایکریمی سائنسدانوں کا خفیہ طور پر رک جانا۔ کیا یہ سب باتیں تمہیں حیرت انگیز اور پراسرار معلوم نہیں ہو رہیں اور غور کرو ڈیفنس منسٹر کے کافرستان جانے کے چند روز بعد ریڈ سٹارز آرگنائزیشن پاکیشیا میں وارد ہوئی تھی۔ اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ معاملہ ہماری توقع سے کہیں بڑھ کر پراسرار اور خطرناک ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے آپ کے جانے کے بعد کافرستان فارن ایجنٹ سے رابطہ کیا تھا مگر اس نے تو کسی خطرے کی نشاندہی نہیں کی تھی۔ اس کے علاوہ میں نے ایکریمی فارن ایجنٹوں کو بھی تحقیقات کرنے کے

احکامات دیئے تھے۔ ادھر سے بھی رپورٹ اوکے ہے۔ رہی بات کارانی ایجنٹ کی تو ہمارے چند آدمیوں نے سہیل بن حیان کو خفیہ طور پر اغوا کر لیا تھا۔ اس سے بہت پوچھ گچھ کی گئی مگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھی نہیں جانتا آپ کا اور ایکسٹو کے بارے میں اس کا ذہن بالکل صاف ہے"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر فیصل بن حیان کون ہے اور اس خط کو تم کس خانے میں فٹ کرو گے"۔ عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا"۔ بلیک زیرو نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ذرا وہ خط مجھے لا کر دو"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو اٹھا اور اس نے ایک دراز سے کارانی ایجنٹ فیصل بن حیان کا خط لا کر عمران کو دے دیا۔

"میں خط پڑھ کر اس میں سے کوئی نقطہ نکالنے کی کوشش کرتا ہوں تم اتنی دیر ٹرانسمیٹر پر ممبروں کو کال کرو شاید کسی سے رابطہ مل جائے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو اٹھ کر ایک بڑی مشین کی جانب بڑھ گیا جس کے ڈائس پر بے شمار بٹن تھے اور ایک مائیک لگا ہوا تھا۔ عمران غور سے خط پڑھنے لگا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی جسے سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔

بلیک زیرو نے اٹھ کر جلدی سے فون کا رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی

اس کے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو" اس نے ایکسٹو کے بھرائے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کون ایکسٹو۔ علی عمران یا طاہر"۔ دوسری طرف سے ایک مخنی سی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی جسے سن کر عمران اور بلیک زیرو حقیقتاً اپنی جگہوں سے اچھل پڑے۔

"کون بول رہا ہے"۔ بلیک زیرو کے حلق سے غراہٹ نما آواز نکلی۔

"فیصل بن حیان"۔ آواز آئی اور بلیک زیرو اور عمران کو اپنے جسموں میں سنسنی کی تیز لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

پاکیشیا نیوی کمانڈر انچیف اپنے آفس میں بیٹھے انتہائی انہماک سے ایک فائل کا مطالعہ کر رہے تھے کہ اچانک اس کے سامنے میز پر پڑے ہوئے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس کمانڈر انچیف سپیکنگ"۔ انہوں نے اپنے مخصوص اور باوقار لہجے میں کہا۔

"چیف آف سٹاف ابراہیم نفیس بات کر رہا ہوں سر"۔ دوسری جانب سے بحریہ کے چیف آف سٹاف کی آواز سنائی دی۔

"جی ابراہیم صاحب۔ فرمایئے"۔ کمانڈر انچیف بخت خان نے کہا۔

"سر کمیشنڈ آفیسر احمد خان نے سرحدی علاقے سی لائٹ سے ایک اہم رپورٹ دی ہے۔ جسے آپ کے گوش گزار کرنا میں اہم سمجھتا ہوں"۔ چیف آف سٹاف نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔ کمانڈر انچیف نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سر سرحدی علاقے سے تقریباً ایک سو کلو میٹر دور کافرستان کی بحریہ میں عجیب اور پراسرار نقل و حرکت دیکھنے میں آرہی ہے"۔ چیف آف سٹاف نے کہا۔

"کیسی نقل و حرکت ہے"۔ کمانڈر انچیف نے چونک کر پوچھا۔

"سر ہمارے راڈار سیکشن کے مطابق سرحدی پٹی سے ایک سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بڑا بحری جہاز کئی روز سے لنگر انداز ہے۔ اس جہاز کے گرد بیس سے زیادہ سب میرینز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سمندری حدود میں سینکڑوں کی تعداد میں مائینز لگائی جارہی ہیں۔ راڈار کے تحت یہ بھی دیکھنے میں آرہا ہے کہ اس جہاز کو باقاعدہ فضائی کور بھی دیا گیا ہے"۔ چیف آف سٹاف نے کہا۔

"اوہ، کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ کیا وہ کسی آپریشن کی تیاری کر رہے ہیں"۔ کمانڈر انچیف نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

"لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے سر۔ بہرحال ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سپر راڈار کی فریکوئنسی بڑھا کر اس شپ کا حجم اور اس میں موجود ایمونیشن کے بارے میں پتہ چلایا جائے۔ ہمارے ایکس ایل تھری راڈار کے مطابق ابھی تک تو اتنا ہی پتہ چل سکا ہے کہ شپ کسی بحری بیڑے سے کم نہیں ہے جس پر باقاعدہ رن وے اور دس فائیٹر جہاز موجود ہیں"۔ چیف آف سٹاف نے بتایا۔

"ٹھیک ہے آپ سپر راڈار سے اور ہیوی رینج ٹیلی سکوپ کے

ذریعے اس جہاز کی مکمل جانچ پڑتال کرائیں۔ میں ڈیفنس منسٹر اور پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے انہیں ایسی کوئی اطلاع دی گئی ہو کہ وہ اپنی حدود میں نارمل مشقیں کر رہے ہوں"۔ کمانڈر انچیف نے کہا۔

"نارمل مشقوں کے لئے انہیں شپ اپنی حدود سے باہر لانے کی کیا ضرورت تھی سر اور پھر سب میرینز اور فضائی کور"۔ چیف آف سٹاف نے کہا۔

"بہرحال آپ اپنا کام کریں۔ مجھے پرائم منسٹر اور ڈیفنس منسٹر سے بات کرنے دیں جو صورتحال ہو گی سامنے آجائے گی"۔ کمانڈر انچیف بخت خان نے کہا۔

"اوکے سر"۔ چیف آف سٹاف نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ کمانڈر انچیف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ چند لمحے سوچتے رہے پھر انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر"۔ دوسری جانب سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے بات کرائیں"۔ کمانڈر انچیف نے کچھ سوچ کر سیکرٹری سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر"۔ پرسنل سیکرٹری نے کہا اور کمانڈر انچیف نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد کمانڈر انچیف کے ٹیبل پر پڑے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری جناب سرسلطان لائن پر ہیں سر"۔ پرسنل سیکرٹری نے کہا اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"سرسلطان سپیکنگ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔

"نیوی کمانڈر انچیف بخت خان بول رہا ہوں"۔ کمانڈر انچیف نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"سلطان صاحب۔ ابھی ابھی میرے چیف آف سٹاف نے اطلاع دی ہے کہ سرحدی پٹی سے تقریباً ایک سو کلو میٹر دور کافرستانی ایریئے میں ان کی بحریہ کی پراسرار نقل و حرکت دیکھنے میں آ رہی ہے۔ ایک بحری بیڑہ پچھلے کئی روز سے وہاں موجود ہے۔ جس پر دس فائٹر جہاز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس شپ کو نہ صرف سب میرینز کا کور دیا جا رہا ہے بلکہ اسے فضائی کور بھی دیا جا رہا ہے۔ کیا اس سلسلے میں آپ کے پاس کوئی اطلاع ہے"۔ کمانڈر انچیف نے کہا۔

"نہیں سر۔ ہمارے پاس تو ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ آپ ڈیفنس منسٹر کے سیکرٹری مسٹر عبدالکریم سے بات کریں۔ شاید اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی اطلاع ہو"۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید حیران ہو رہے تھے کہ ایسی اطلاع کے لئے کمانڈر انچیف نے انہیں ہی کیوں ڈائریکٹ کال کی ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایسی کوئی اطلاع آپ کے پاس نہیں ہے کہ کافرستانی حکومت کے عزائم کیا ہیں"۔ کمانڈر انچیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو اس لئے آپ نے فون کیا تھا۔ نہیں سر ابھی تک تو ہمارے پاس ایسی کوئی اطلاعات نہیں آئیں کہ کافرستان پاکیشیا کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا اقدام کر رہا ہے۔ بہرحال آپ اپنے طور پر ڈیفنس منسٹر سے بات کر لیں میں اپنے طور پر بری کمانڈر انچیف سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔ شاید ان سے سرحدی علاقوں کے بارے میں کوئی اہم بات معلوم ہو جائے"۔ سرسلطان نے ان کے فون کا مقصد سمجھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کو کچھ دیر بعد کال کروں گا"۔ کمانڈر انچیف نے کہا اور پھر فون بند کر دیا اور پھر انٹرکام کا بٹن پریس کر کے پرسنل سیکرٹری کو ڈیفنس منسٹر سے بات کرانے کی ہدایات دینے لگے۔ ان کے چہرے پر قدرے پریشانی اور تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

فیصل بن حیان کا نام سن کر عمران اور بلیک زیرو کے ذہن تک سنسنا اٹھے تھے۔

" کیا ہوا میری آواز سن کر تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا مسٹر ایکسٹو"۔ دوسری جانب سے فیصل بن حیان کی ہنستی ہوئی طنزیہ آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔ وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کہنے سے روک دیا اور اٹھ کر ایکسٹو کی مخصوص نشست کی جانب بڑھ گیا جس پر بلیک زیرو بیٹھا تھا۔ بلیک زیرو وہاں سے اٹھ گیا اور عمران اس سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔

" تم کہاں سے بات کر رہے ہو مسٹر"۔ عمران نے مائیک کا بٹن آن کر کے بڑے پرسکون لہجے میں فیصل بن حیان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا کہ وہ دوسری مشین آن

کر کے چیک کرے کہ یہ کال کہاں اور کس جگہ سے کی جا رہی ہے۔

بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا دوسری مشین کی جانب بڑھ گیا۔

" اپنے منہ سے بات کر رہا ہوں۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے"۔ دوسری طرف سے مضحکہ خیز لہجے میں کہا گیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

" نہیں بھائی، مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے تم منہ سے بولو، ناک سے بولو، کانوں سے بولو۔ میں اعتراض کرنے والا کون ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" علی عمران، تم علی عمران ہی ہو ناں"۔ دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" اچھا تو تمہیں یہ بھی پتہ ہے کہ عمران کون ہے اور طاہر کون"۔ عمران نے پر خیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں، میں تم لوگوں کی ساری حقیقت جانتا ہوں۔ میں چاہوں تو ساری دنیا کے سامنے یہ حقیقت اوپن کر سکتا ہوں۔ میرے پاس تمہارے ایکسٹو ہونے کے ایسے ایسے ثبوت ہیں جنہیں تم کسی بھی صورت میں جھٹلا نہیں سکتے۔ سمجھ لو اس وقت تم دونوں کی گردنیں میرے شکنجے میں ہیں۔ اس شکنجے کو میں نے کس دیا تو تم کہیں کے نہیں رہو گے"۔ دوسری جانب سے ہنس کر کہا گیا۔

" عمران صاحب مشین میں کالرز کا نمبر آؤٹ نہیں ہو رہا اور نہ ہی یہ پتہ چل رہا ہے کہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے

مشین پر مکمل پڑتال کر کے عمران سے مخاطب ہو کر مایوسی کے عالم میں کہا۔ عمران نے سر ہلا دیا۔

" مسٹر فیصل بن حیان یہ تو ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ تمہارے پاس ہمارے متعلق تمام معلومات موجود ہیں۔ تم نے جو خط لکھا تھا وہ کارانی کوڈ زبان میں تھا جبکہ ہیڈنگ جہاں سپر سیکرٹ ایجنٹ عمران لکھا تھا وہ انگریزی میں ٹائپ تھا۔ تمہیں جب ہمارے تمام ٹھکانوں کا علم تھا تو تم نے اس خط کو انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے پتے پر کیوں ارسال کیا تھا"۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں پوچھا۔ دوسری طرف سے چند لمحے کوئی جواب نہیں دیا گیا پھر آواز آئی۔

" کیوں، کیا وہاں سے کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ میری معلومات کے مطابق تو انٹیلی جنس میں ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جو کارانی کوڈ زبان جانتا ہو"۔ دوسری طرف سے فیصل بن حیان کی آواز میں قدرے تشویش کی جھلک تھی۔

" انٹیلی جنس میں کوئی کارانی کوڈ زبان نہیں جانتا تو تم کیا سمجھتے ہو پاکیشیا میں کارانی کوڈ زبان جاننے والا کوئی نہیں ہے"۔ عمران حلق کے بل غرایا۔ عمران کا انداز دیکھ کر بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جان گیا ہو کہ اصل میں فیصل بن حیان کون ہے۔

" ارے باپ رے۔ پھر تو مجھ سے غلطی ہو گئی، بہت بڑی غلطی"۔

دوسری جانب سے انتہائی گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا گیا اور بلیک زیرو کا چہرہ واقعی حیرت سے بگڑ گیا کہ آخر وہ کون ہے جو عمران کی اتنی سی بات پر اس قدر پریشان ہو گیا ہے۔

" تم اداکاری بہت اچھی کر لیتے ہو مگر جانتے ہو تمہاری اس حماقت سے ہم سب کتنی بڑی مصیبت کا شکار ہو سکتے تھے۔ اگر ڈیڈی کسی کارانی زبان کے ایکسپرٹ کو بلا کر وہ خط پڑھوا لیتے تو"۔ عمران کا لہجہ اس حد تک غصیلا تھا کہ یکبارگی بلیک زیرو بھی کانپ اٹھا۔

" معاف کر دیں صاحب۔ مم مجھے معاف کر دیں۔ مم میں نے تو یہ سب مذاق میں کیا تھا۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی"۔ دوسری طرف سے گھگھیائی ہوئی آواز آئی اور بلیک زیرو یوں اچھلا جیسے اچانک اس کے پیروں میں کوئی طاقتور بم آ پھٹا ہو کیونکہ اس بار جو آواز سنائی دی تھی وہ فیصل بن حیان کی نہیں بلکہ عمران کے ملازم سلیمان کی تھی۔ اسی سلیمان کی جو عمران کا باورچی تھا۔

" مذاق، تم نے ایکسٹو کو مذاق سمجھ رکھا ہے سلیمان۔ تمہارے خیال کے مطابق ایکسٹو اور سیکرٹ سروس کے ممبر احمقوں کا ٹولہ ہے۔ ہونہہ تمہاری اس احمقانہ حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم اپنی زندگی سے تنگ آ چکے ہو"۔ عمران کے لہجے میں زخمی سانپ کی سی پھنکار تھی جسے سن کر دوسری طرف سلیمان کے جسم سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔

" صص، صاحب"۔ اس کے حلق سے ممناتی ہوئی آواز نکلی۔

" یو شٹ اپ بلڈی راسکل۔ آئندہ تم نے ایسی حرکت کی تو میں تمہیں چیر کر رکھ دوں گا۔ اب اپنا سامان اٹھاؤ اور فلیٹ سے دفع ہو جاؤ۔ مجھے اپنی منحوس صورت دکھائی تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا "۔ عمران نے حلق کے بل دھاڑ کر کہا اور انتہائی غصیلے انداز میں فون بند کر دیا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ سلیمان کی واقعی اس احمقانہ اور غیر ذمہ دارانہ حماقت سے اس کا غصہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔ اس وقت عمران کی ایسی کیفیت تھی کہ سلیمان اگر واقعی اس کے سامنے ہوتا تو وہ اسے گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔

" یہ سلیمان تھا۔ اوہ خدا کی پناہ۔ اس نے تو ہمیں واقعی بری طرح سے نچا کر رکھ دیا تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سلیمان جیسا ذہین آدمی اس قدر احمقانہ حرکت کر سکتا تھا۔ اس نے خط لکھ کر اور اسے انٹیلی جنس کے پتے پر ارسال کر کے واقعی ایکسٹو اور اس کی سالمیت کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ لیکن عمران صاحب آخر سلیمان نے ایسا کیا کیوں تھا۔ کیا اسے کارانی کوڈ زبان آتی ہے اور وہ لیٹر پیڈ کارانی سیکرٹ سروس کا اس کے پاس کہاں سے آیا۔ اس پر آخر میں کارانی سیکرٹ سروس کی مہر بھی تو ثبت تھی "۔ بلیک زیرو حیرت کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

عمران چند لمحے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتا رہا پھر اس نے زور سے سر جھٹک دیا۔

" سلیمان نے جو حرکت کی ہے وہ واقعی ناقابل تلافی ہے۔ اس نے یہ سب کیوں کیا تھا یہ تو مجھے نہیں معلوم لیکن اب مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں ایک مرتبہ کارانی حکومت کی ایماء پر ان کے ملک میں ہونے والی ایک سازش کا سراغ لگانے گیا تھا تو مجرموں کے اڈے سے مجھے کارانی حکومت کے اہم دستاویزات کے ساتھ ان کے بلینک لیٹر پیڈ بھی ملے تھے جن پر مہر ثبت تھی۔ وہ شاید ان لیٹر پیڈز پر کارانی سیکرٹ سروس کے احکامات جاری کر کے اپنے ایجنٹوں سے کام لے رہے تھے۔ بہر حال دستاویزات تو میں نے کارانی حکومت کے حوالے کر دی تھیں البتہ کارانی سیکرٹ سروس کے لیٹر پیڈز اپنے ساتھ لے آیا تھا جنہیں میں نے اپنے فلیٹ میں ہی رکھ لیا تھا۔ انہی میں سے سلیمان نے پیڈز لئے ہوں گے۔ کارانی زبان اور ان کی کوڈ زبان وہ اچھی طرح سے جانتا ہے نہ صرف وہ کارانی زبان میں بول لیتا ہے بلکہ لکھ بھی لیتا ہے۔ اس نے ہمیں جو خط لکھا ہے وہ لکھائی بگاڑ کر لکھا تھا جس کی وجہ سے میں اس کی لکھائی پہچان نہیں سکا۔ اس وقت واقعی سلیمان جس حد تک ہمیں جانتا ہے اس سے زیادہ کوئی بھی نہیں جانتا "۔ عمران نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

" آپ نے شاید فون پر اس کی آواز پہچان لی تھی۔ حالانکہ وہ آواز بدل کر بول رہا تھا "۔ بلیک زیرو نے عمران کو نارمل ہوتے دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

" ہاں، ٹیلی فون کر کے اس نے غلطی کی تھی۔ اگر وہ فون نہ کرتا تو

میں واقعی خط میں الجھ کر رہ جاتا۔ لیکن بہرحال میں پھر بھی کہوں گا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ سراسر غلط کیا ہے۔ اسے کسی طرح یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایکسٹو کا اس طرح مذاق بنائے"۔ عمران کو ایک بار پھر سلیمان پر غصہ آنے لگا تھا۔

"ہاں واقعی اس کی سرزنش ضروری ہے ورنہ اس کے ایسے اقدام ہمارے اور ملکی مفاد میں نقصان کا باعث بھی بن سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، اس نے ایسا کیوں کیا ہے اس کا تو اب پتہ چل ہی جائے گا۔ تم صدیقی کو کال کرو اور اگر اس کی طبیعت ٹھیک ہو تو اس سے کہو وہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو ہسپتال میں جا کر چیک کرے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ضرور ریڈ سٹارز کی کارروائیوں کا نشانہ بن گئے ہیں۔ ورنہ وہ اور اتنا عرصہ غائب رہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ لگتا ہے یا تو وہ شدید زخمی ہیں یا پھر......" عمران کہتے کہتے رک گیا۔

"خدا نہ کرے"۔ بلیک زیرو نے اس کی بات کا مقصد سمجھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اس بار عمران نے خود ہی فون اٹھایا تھا۔

"ایکسٹو"۔ عمران نے مخصوص بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے"۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"اگر آپ نے عمران سے کوئی قرضہ واپس لینا ہے تو عمران اس

دنیا سے کوچ کر چکا ہے۔ اب آپ اس کا مزار بنوا کر وہاں قوالیاں کروا کر اپنا قرض وصول کر لیں اور اگر آپ نے اسے کچھ قرض دینا ہے تو عمران جہاں بھی ہو میں برآمد کر سکتا ہوں"۔ عمران نے اپنے اصلی لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں شوخی دوبارہ لوٹ آئی تھی۔

"عمران ابھی کچھ دیر پہلے مجھے نیوی ہیڈ کوارٹر سے ایڈمرل کا فون موصول ہوا تھا۔ انہیں اطلاع ملی ہے کہ سمندری سرحدی علاقے سے تقریباً ایک سو کلومیٹر دور کافرستانی ایریئے میں ان دنوں غیر معمولی نقل و حرکت دکھائی دے رہی ہے۔ وہاں ایک بڑا جہاز لنگرانداز ہے جسے نہ صرف سمندر میں تحفظ دیا جارہا ہے بلکہ اسے فضائی کور بھی دیا جارہا ہے۔ شپ پر فائٹر پلین بھی موجود ہیں۔ سمندر میں جو سب میرینز ہیں وہ ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کافرستان اس شپ میں اور پاکیشیا سے اتنا قریب ہو کر کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے"۔ اس سے پہلے کہ عمران پھر پٹڑی سے اتر جاتا سرسلطان اس سے کہتے چلے گئے۔ ان کی بات سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

"اوہ، کیا یہ مصدقہ اطلاع ہے"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ایڈمرل بخت خان کا فون آیا تھا اس لئے ظاہر ہے اطلاع مصدقہ ہی ہوگی"۔ سرسلطان نے کہا۔

"سپرنائٹ ٹیلی سکوپ سے اس شپ کو انہوں نے چیک کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ تو انہوں نے مجھے نہیں بتایا۔ لیکن ہمارے لئے واقعی یہ اطلاع حیران کن ہے۔ جہاز کا مسلسل وہاں لنگر انداز ہونا۔ اسے سمندری اور فضائی کور دینا۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کافرستان پاکیشیا کے خلاف کسی بڑے آپریشن کا پروگرام بنا رہا ہے۔ یہ تمام کام وہ نہایت خفیہ طریقے سے کر رہا ہے۔ یہ تو سرداور کی عظیم ایجاد سپر راڈار اور سپر نائٹ ٹیلی سکوپ کا کمال ہے جس کی وجہ سے ہمیں جہاز اور اس کی سیکورٹی کا پتہ چل گیا ہے ورنہ سو کلو میٹر دور دیکھ لیا جانا کیسے ممکن تھا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ کیا معاملہ ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر فون بند کر دیا۔

"لگتا ہے کے بی ایس نے جو اطلاع دی تھی وہ غلط نہیں تھی۔ ایکریمیا اور کافرستان مل کر ایک بار پھر پاکیشیا کے خلاف کسی سازش میں مصروف ہیں۔ ایکریمی ڈیفنس منسٹر کا خفیہ طور پر کافرستانی اعلیٰ حکام سے ملنا، غیر سرکاری دورے میں اس کا سائنسدانوں کے وفد کو خفیہ طور پر وہاں لے جانا اور چار سائنسدانوں کا کافرستان میں رکنا کسی بہت بڑے خطرے کا ہی پیش خیمہ معلوم ہو رہا ہے اور اب ہماری سمندری حدود سے سو کلو میٹر دور ایک بڑے شپ کو روک کر اسے جو تحفظ دے رہے ہیں اس سے تو واقعی یہی نظر آ رہا ہے کہ کافرستان پاکیشیا کے خلاف کوئی نیا اقدام اٹھانے جا رہا ہے"۔ بلیک زیرو جو لاؤڈر سے سر سلطان کی باتیں سن رہا تھا، نے فون بند ہونے

کے بعد تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"قبل از وقت کچھ کہنا بے کار ہوگا بلیک زیرو۔ حقیقت کا پتہ تب ہی چلتا ہے جب وہ کھل کر سامنے آتی ہے یا اس کے لئے تگ و دو کی جائے۔ تم بی فور سکس ہائی رینج سپر ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ میں معلوم کرتا ہوں یہ سارا معاملہ کیا ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس کی گتھی کو سلجھانا ہی ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے اور ہم یہاں بیٹھے ہاتھ ملتے رہ جائیں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ معاملے کی نوعیت اور نزاکت نے اس کے چہرے پر سے حماقتوں کا نقاب اتار دیا تھا اس وقت وہ حد سے زیادہ سنجیدہ اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک زیرو اٹھا اور ہائی رینج سپر ٹرانسمیٹر لینے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

کافرستان کے نئے سیکرٹ سروس کے سربراہ کا نام وجے ملہوترا تھا۔ جسے حال ہی میں اس کی اعلیٰ کارکردگی دیکھ کر اسے سیکرٹ سروس کا چیف بنایا گیا تھا۔ وجے ملہوترا کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا جہاں وہ کرنل وجے کے نام سے جانا جاتا تھا۔ سیکرٹ سروس میں بھی اسے کرنل وجے ہی کہا جاتا تھا۔

کرنل وجے ملہوترا بے حد سخت مزاج، غصیلی اور تیز طبیعت کا مالک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ساتھ ساتھ دوسرے محکموں کے سربراہ بھی اس سے دبتے تھے۔ اس نے اپنی ذہانت اور چالاکی سے صدر اور وزیراعظم سے ریڈ اتھارٹی حاصل کر لی تھی اور اب وہ کسی بھی بڑے عہدیدار اور وزیروں کے خلاف بھی کام کر سکتا تھا اور وہ کسی بھی مسئلے کا جواب دہ ڈائریکٹ وزیراعظم یا صدر کو ہو سکتا تھا۔

ریڈ اتھارٹی ہونے کی وجہ سے پورے کافرستان میں اس کی اچھی خاصی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ سیکرٹ سروس کی سربراہی سنبھالتے ہی اس نے اتنے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے تھے جس کی وجہ سے بہت جلد اس کا نام پورے کافرستان میں گونجنے لگا تھا۔

آپریشن ہائی رسک کی سپیشل میٹنگز میں اس کا شامل ہونا اور آپریشن ہائی رسک کے آپریشنل سپاٹ کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری حاصل کرنا اس کی ذاتی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ اصل میں اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے کارناموں اوران کی دن بدن ساری دنیا پر بیٹھتی ہوئی دھاک نے پریشان کر رکھا تھا۔

کرنل وجے ملہوترا نے کئی بار صدر اور وزیراعظم سے اس بات کی سفارش کی تھی کہ اسے پاکیشیا میں کسی مشن پر بھیجا جائے۔ وہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا کر انہیں ناکوں چنے چبوانے پر مجبور کرنا چاہتا تھا۔ لیکن صدر اور وزیراعظم عمران اور اس کے ساتھیوں کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان کے خلاف جب بھی کام کرنے کے لئے آئے تھے وہ اپنی پوری طاقت استعمال کرنے کے باوجود ان کی گرد تک کو نہ پا سکے تھے۔

کرنل وجے ملہوترا کا جی کئی بار چاہا کہ وہ اپنا ریڈ اتھارٹی کارڈ استعمال کر کے یا خاموشی سے کسی روز پاکیشیا چلا جائے اور عمران سمیت اس کے تمام ساتھیوں کا قلع قمع کر دے اور صدر اور وزیراعظم

پر ثابت کر دے کہ وہ جو کہتا ہے کر کے بھی دکھا سکتا ہے۔ مگر ملکی
حالات اور سیاست میں ہونے والی روز بروز تبدیلیاں اسے ایسا کرنے
سے روکے ہوئے تھیں۔ اب جب ایکریمیا کی مدد سے بڑے پیمانے پر
پاکیشیا کو تھنڈر فلیش سے تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس سے
کرنل وجے کو یہ یقین سا ہو گیا تھا کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو اگر اس مشن کا کسی طرح پتہ چل جائے تو وہ اس مشین کو
تباہ و برباد کرنے کافرستان ضرور آئیں گے۔ اس صورت میں لامحالہ
اس کا ان سے ٹکراؤ ہو گا اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر
علی عمران کی گردن اپنے ہاتھوں سے توڑے گا۔

اگر ملکی مفاد اور سارے پاکیشیا کو فنا کرنے کا مشن نہ ہوتا تو
کرنل وجے ملہوترا پاکیشیا کے خلاف ہونے والے اس مشن کی خبر خود
عمران کو دے کر کھلے عام چیلنج کر دیتا۔ عمران پاکیشیا کی سالمیت اور
اس کی بقاء کے لئے لامحالہ کافرستان پہنچتا اور کرنل وجے ملہوترا ان کے
سامنے فولادی دیوار بن جاتا مگر یہ ایسا مشن تھا جسے پہلے ہی ہائی رسک
کا نام دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر نندلال کی ایجاد کردہ تھنڈر فلیش نامی مشین
واقعی ایک ناقابل یقین اور انوکھی ترین ایجاد تھی۔ جس کی کسی بھی
ملک میں موجودگی اس ملک کی طاقت اور وقار کو بڑھانے میں نمایاں
کردار ادا کر سکتی تھی۔ اس مشین کی پاور اور رینج بڑھا کر اسے اپنے
بڑے آپریشن کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ اس میں کامیابی کے نوے
فیصد چانس تھے۔ اگر یہ مشن کسی بھی طرح فلاپ ہو جاتا تو اس سے

کافرستان کو ساری دنیا کے سامنے جس طرح رسوائی اٹھانا پڑتی تھی
اس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا اس مشن کو آپریشن ہائی
رسک کا نام دے کر ہر طرح سے انتہائی کانفیڈینشل رکھا جا رہا تھا۔

وائٹ روز نامی ایک بحری بیڑے کو سپیشل طور پر آپریشن سپاٹ
بنایا گیا تھا اور کرنل وجے ملہوترا نے اپنی نگرانی میں تھنڈر فلیش
مشین، ڈاکٹر نندلال اور دوسرے سائنسدانوں کو بحفاظت وہاں
پہنچایا تھا۔ اس سمندری جہاز کی حفاظت کے تمام تر انتظامات خود
کرنل وجے ملہوترا نے کروائے تھے۔ سمندر کے نیچے بیس جنگی آبدوزیں
اس جہاز کی حفاظت پر مامور تھیں۔ اس بحری بیڑے میں دس جنگی
جہاز بھی موجود تھے جو کسی بھی آپریشن کے لئے ہائی الرٹ تھے۔ جہاز کو
فضائی کور بھی دیا جا رہا تھا۔ نیوی کی جنگی بوٹس اس جہاز کی حفاظت
کر رہی تھیں۔ اس سمندری جہاز سے بیس بیس کلو میٹر دور تک مکمل
طور پر سیکرٹ سروس کا قبضہ تھا۔ اس مخصوص ایریئے سے نہ ہی کسی
دوسرے جہاز کو گزرنے دیا جا رہا تھا اور نہ ہی کسی بوٹ کو۔

کرنل وجے ملہوترا یہ انتظام کر کے پوری طرح مطمئن تھا اور اسے
کامل یقین تھا کہ اگر پاکیشیا اپنا پورا زور بھی لگا دے تو وہ اس آپریشن
سپاٹ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ سمندری راستے سے اور نہ ہی فضائی
راستے سے۔

اس وقت کرنل وجے ملہوترا اپنے آفس کے جہازی سائز کے ایک
کمرے میں بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا آپریشن ہائی رسک کی فائل پڑھنے

میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے میز پر کئی رنگوں کے فون پڑے ہوئے تھے کہ اچانک سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس کرنل وجے سپیکنگ"۔ کرنل وجے ملہوترا نے فائل سے نظریں ہٹا کر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سرن سنگھ بول رہا ہوں باس"۔ دوسری جانب سے ایک باریک مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ سرن سنگھ کرنل وجے ملہوترا کا نمبر ٹو تھا۔

"یس سرن سنگھ، کیا بات ہے۔ اس وقت کیوں کال کی ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں پوچھا۔

"باس آپ کو ایک ضروری اطلاع دینی تھی"۔ دوسری طرف سے سرن سنگھ نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیسی اطلاع"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کہا۔

"پاکیشیا سے اطلاع ہے باس۔ پاکیشیا میں ان دنوں ایکریمیا کی مشہور دہشت گرد آرگنائزیشن ریڈ سٹارز کام کر رہی تھی۔ انہوں نے اپنے مخصوص طریقے سے پاکیشیا کے دارالحکومت میں اس قدر زبردست تباہی اور بربادی پھیلا دی تھی جس سے پاکیشیا کی ساری مشینری فیل ہو کر رہ گئی تھی۔ ریڈ سٹارز نے دارالحکومت کی املاک کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا اور ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ پانچ ہزار سے زائد افراد زخمی ہوئے تھے۔ ان کے خلاف

پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری طاقت سے کام کر رہی تھی۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سرکردہ رکن علی عمران نے ریڈ سٹارز کا مکمل خاتمہ کر دیا ہے"۔ سرن سنگھ نے جلدی جلدی سے کہا اور کرنل اس کی اطلاع پر حیران رہ گیا۔

"کیا، کیا تم ہوش میں تو ہو سرن سنگھ۔ ریڈ سٹارز دنیا کی انتہائی طاقتور اور خوفناک تنظیم ہے۔ اس تنظیم کا ہر ممبر اپنی جگہ انتہائی طاقتور اور مارشل آرٹس میں انتہائی حد تک مہارت کا درجہ رکھتا ہے۔ انہیں ایکریمیا جیسے سپرپاور ملک کی سرکاری تنظیمیں نہیں ختم کر سکیں اور تم کہہ رہے ہو کہ علی عمران نے اس تنظیم کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

"مم، میں سچ کہہ رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے ہمارے فارن ایجنٹ دلیر سنگھ نے یہی رپورٹ دی ہے۔ عمران نے ان سب کو مار کر ان کی لاشیں شہر کے سب سے بڑے چوراہے میں پھنکوا دی تھیں تاکہ وہ دنیا کو بتا سکے کہ وہ دہشت گردی کرنے اور کروانے والوں کا کیا حشر کر سکتا ہے۔ ریڈ سٹارز آرگنائزیشن کے چھ ممبر تھے ان سب کی لاشیں پاکیشیا کے دارالحکومت کے چوراہے پر پڑی ہیں۔ جنہیں عالمی میڈیا بھرپور کوریج دے رہا ہے"۔ سرن سنگھ نے کرنل وجے ملہوترا کا ترش لہجہ سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ"۔ کرنل وجے ملہوترا کے حلق سے زخمی بھیڑیئے جیسی غراہٹ نکلی۔

" اس کے علاوہ زیرو ون سکس نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ باس
کہ پاکیشیا کو سمندر میں موجود ہمارے وائٹ روز پر بھی شبہ ہو گیا
ہے"۔ سرن سنگھ نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔ یہ بات سن کر
کرنل وجے ملہوترا اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس کے سر پر کسی
نے ہتھوڑا دے مارا ہو۔

" کیا، یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ انہیں کیسے
معلوم ہوا کہ سمندر میں ہمارا وائٹ روز شپ موجود ہے اور کیا شبہ
ہوا ہے انہیں"۔ کرنل وجے ملہوترا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" باس، ہمارا فارن ایجنٹ زیرو ون سکس پاکیشیا نیوی میں ہے اور
اس کی ڈیوٹی راڈار سیکشن میں ہے۔ حال ہی میں پاکیشیا کے ایک
سائنسدان نے ایک ایسا سپر راڈار ایجاد کیا ہے جس سے دو سو میل
تک کی دوری تک نہ صرف سمندر کی انتہائی گہرائی میں سب میرینز کو
دیکھ لیا جاتا ہے بلکہ ہزاروں فٹ کی بلندی پر اڑنے والے جنگی
طیاروں کو بھی آسانی کے ساتھ مارک کر لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ
اس راڈار کی مدد سے جنگی جہازوں، شپوں اور سب میرینز میں موجود
اسلحے کی تفصیل کا بھی آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ
اس سائنسدان نے اسی ٹائپ کی ایک سپر ٹیلی سکوپ بھی تیار کی ہے
جس سے جہاز اور شپس میں موجود ایک ایک انسان کو آسانی سے
دیکھا جا سکتا ہے۔ زیرو ون سکس کے مطابق پاکیشیا کے ایک نیوی
کمانڈر نے ابھی سپر راڈار سے وائٹ روز اور اس کی سیکورٹی کو چیک

کیا ہے اور اس کی اطلاع نیوی کمانڈروں کے ساتھ ساتھ ایڈمرل کو
بھی دے دی گئی ہے۔ ان کی سپر ٹیلی سکوپ میں ابھی کچھ گڑبڑ ہے
جس کی وجہ سے ابھی انہیں وائٹ روز شپ کی ہیئت اور اس میں
موجود افراد اور نظام کا پتہ نہیں چلا۔ اگر انہیں پتہ چل گیا تو وہ اس
شپ کو تباہ کرنے کی ہر ممکن کارروائی کر سکتے ہیں"۔ سرن سنگھ نے
اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل وجے ملہوترا کا چہرہ حیرت اور
پریشان سے بگڑتا چلا گیا۔

" اوہ، کیا سپر راڈار اور سپر ٹیلی سکوپ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو
پہلے سے خبر تھی"۔ کرنل وجے ملہوترا نے پوچھا۔

" نہیں باس، فارن ایجنٹ زیرو ون سکس نے ان ایجادوں کے
بارے میں ابھی اور صرف ہمیں ہی رپورٹ دی ہے۔ ان ایجادات کو
حال ہی میں نیوی کے سپرد کیا گیا ہے جس کے استعمال سے انہیں
میلوں دور کھڑا وائٹ روز شپ آسانی سے دکھائی دے گیا"۔ سرن
سنگھ نے جواب دیا۔

" اوہ، اس کا مطلب ہے آپریشن ہائی رسک کا سپاٹ اس وقت
پوری طرح پاکیشیا کی نظروں میں ہے۔ ظاہر ہے اگر وہ وائٹ روز
شپ کو سپر راڈار سے دیکھ سکتے ہیں تو ان کی نگاہوں سے وائٹ روز کی
غیر معمولی سیکورٹی کیسے چھپ سکتی ہے۔ اس قدر ٹائٹ سیکورٹی دیکھ
کر وہ یقیناً کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ کافرستان ان کے
خلاف کوئی بڑا آپریشن کرنے والا ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے ہونٹ

بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس سر، معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"۔ سرن سنگھ نے جواب دیا۔

"ہونہہ، سمندر میں وائٹ روز کی سیکورٹی کی اس وقت پوزیشن کیا ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"سمندر کے نیچے بیس سب میرینز ہر قسم کے خطرے سے نپٹنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ پاکیشیا کی طرف سے آنے والے سرحدی راستے پر تقریباً پچیس کلو میٹر کے ایریئے میں ہاف سرکل کے طور پر مائینز لگا دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ سمندر کی سطح پر جہاز کے گرد اور دس کلو میٹر کے ایریئے میں گن شپ لانچیں موجود ہیں جن پر اینٹی کرافٹ میزائل نصب ہیں۔ جہاز پر ہمارے دس جنگی طیارے موجود ہیں جو کسی بھی لمحے ہنگامی طور پر پرواز کرنے کے لئے ہائی الرٹ ہیں اور وائٹ روز پر تین گن شپ ہیلی کاپٹر اور اس سے کچھ بلندی پر دو جنگی طیارے مسلسل پرواز کر رہے ہیں"۔ سرن سنگھ نے وائٹ روز کی سیکورٹی کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، انڈر سی ورکنگ پوزیشن ٹھیک ہے۔ میں ابھی وائس ایئر مارشل سے بات کر کے تین گن شپ ہیلی کاپٹر اور دو جنگی جہاز وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ کافرستان کے تمام انٹرنیشنل بارڈر لائنز کے گرد اپنے آدمی تعینات کر دو۔ ہر طرف ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ کوئی بھی کسی راستے سے کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اسے ختم کر دیا جائے۔ اس

کے علاوہ ایئر پورٹس پر بھی آدمی بھیج دو جو ہر آنے جانے والے پر کڑی نظر رکھیں۔ سپیشل میک اپ چیکر کیمرے ہر جگہ نصب کروا دو۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے ملک میں ضرور آئے گی۔ انہیں آنے دو مگر اس بار ان کا کافرستان سے کسی بھی طرح زندہ بچ کر نکل جانا ناممکن بنا دو۔ جس کسی پر معمولی سا بھی شک ہو اس سے بات بعد میں کرنا گولی پہلے مارنا۔ بے شک سینکڑوں بے گناہ انسان مارے جائیں۔ بعد میں میں سب کچھ سنبھال لوں گا"۔ کرنل وجے ملہوترا نے انتہائی سنگدلانہ انداز میں کہا اور سرن سنگھ کو ہدایات دینے لگا کہ اسے مزید کیا کرنا ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو ہر ممکن طریقے سے ختم کرنے کا قطعی اور آخری فیصلہ کر چکا تھا۔ اس کے لئے اسے جو سہولیات میسر تھیں وہ ان سب کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے ریڈ اتھارٹی ہولڈر ہونے کی وجہ سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

عمران کا چہرہ غصے اور نفرت سے سرخ ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو کے
چہرے پر بھی بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ عمران نے بی فور سکس ہائی
رینج ٹرانسمیٹر پر ایکریمی اور کافرستانی ایجنٹس کو کال کر کے حکم دیا تھا کہ
ہر ممکن طریقے سے معلومات حاصل کریں کہ کافرستان میں ایکریمی
ڈیفنس منسٹر کے ساتھ سرخ قلعے میں جو خفیہ ملاقات ہوئی تھی اس کا
مقصد کیا تھا اور کافرستان نے پاکیشیا انٹرنیشنل بارڈر لائن سے ایک
سو کلو میٹر کی دوری پر جو سمندری جہاز کھڑا ہے اس میں کیا ہے۔ اس
کی اس حد تک حفاظت کے انتظامات کیوں کئے گئے ہیں۔

ایکسٹو کے حکم پر فارن ایجنٹس فوری طور پر حرکت میں آ گئے تھے۔
کئی گھنٹوں کی بھاگ دوڑ کے بعد انہوں نے آخر کار ان لوگوں کا پتہ چلا
لیا جو اس خفیہ میٹنگ میں شامل تھے پھر فارن ایجنٹوں نے بھرپور اور
طویل جدوجہد کر کے کافرستان کے ایک منسٹر کو اغوا کر لیا اور اس

سے جبراً ساری حقیقت اگلوا لی گئی اور پھر جب یہ اطلاع ایکسٹو کو دی
گئی تو عمران اور بلیک زیرو کافرستان کی اس خوفناک اور بھیانک
سازش کا سن کر سکتے میں رہ گئے۔ وہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ
سکتے تھے کہ کافرستان اس قدر بے رحم اور وحشی درندہ ہو سکتا ہے کہ
تھنڈر فلیش کے ایک ہی وار سے پاکیشیا کے پندرہ کروڑ سے زائد
انسانوں کو ہلاک کر دے اور اس کی منظوری ایکریمیا جیسا ملک
آسانی سے دے دے گا۔ لیکن فارن ایجنٹوں کی رپورٹ حتمی تھی جسے
کسی بھی طور پر جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے غم و غصے سے عمران
کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو بھی یہ سب جان کر گنگ ہو گیا تھا۔
فارن ایجنٹوں نے مکمل رپورٹ دے دی تھی کہ کافرستان اور ایکریمیا
کے درمیان کیا معاہدہ ہوا ہے۔ تھنڈر فلیش کا موجد کون ہے۔ تھنڈر
فلیش مشین سے آپریشن ہائی رسک کا آپریشنل سپاٹ کہاں بنایا گیا
ہے اور اس پر ابھی کتنا کام باقی ہے۔

فارن ایجنٹس کی رپورٹ کے مطابق کافرستان پاکیشیا کے یوم
آزادی کے موقع پر آپریشن ہائی رسک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ادھر
پوری قوم آزادی کی خوشیاں منا رہی ہو گی اور ادھر ڈاکٹر تندلال ایک
لمحے سے بھی کم وقفے میں پورے پاکیشیا کو جہنم زار بنا کر رکھ دے گا۔

"اوہ، کافرستان پاکیشیا کو اس حد تک مٹانے پر تلا ہوا ہے کہ اسے
کروڑوں انسانوں کی جان پر ذرا بھی رحم نہیں آ رہا۔ یہ لوگ تو
درندوں سے بھی زیادہ خونخوار اور خوفناک بنے ہوئے ہیں"۔ بلیک

زیرو نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ خونخواری اور درندہ پن پر اتر سکتے ہیں تو ان کے عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے میں ان سے بھی بڑا خونخوار درندہ بن سکتا ہوں۔ ایسا خونخوار درندہ جو ان کی رگوں سے خون کا ایک ایک قطرہ پی جائے گا"۔ عمران کے حلق سے واقعی خونخوار درندوں جیسی غزاہٹ نکلی جسے سن کر بلیک زیرو پوری جان سے لرز اٹھا۔

نعمانی اور جوزف نے مل کر سیکرٹ سروس کے دیگر ممبروں کو بھی تلاش کر لیا تھا جو زخمی حالت میں مختلف ہسپتالوں میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ بری حالت تنویر، صفدر اور خاور کی تھی۔ لیکن بہرحال ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوشش کر کے ان کی جانیں بچا لی تھیں۔ البتہ ان کی حالت ایسی تھی کہ وہ کئی ماہ تک بستروں سے نہیں اٹھ سکتے تھے۔

دوسرے ممبرز بھی شدید زخمی تھے لیکن وہ بھی چند ہفتوں کے لئے کام کرنے کے قابل نہیں رہے تھے اور جولیا کی بھی ایسی ہی پوزیشن تھی۔ بلیک زیرو نے ان سب کو فاروقی ہسپتال میں ٹرانسفر کروا لیا تھا تاکہ ڈاکٹر فاروقی ان کا بہتر سے بہتر علاج کر سکیں۔

"ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے وائٹ روز نامی اس سمندری جہاز کو تباہ کرنا ہو گا جس میں تھنڈر فلیش مشین، اس کا موجد اور دوسرے سائنسدان موجود ہیں۔ تھنڈر فلیش کی تیاری میں کافرستان کے کروڑوں اربوں ڈالرز خرچ ہوئے ہوں گے۔ اس کی تباہی سے یقیناً

کافرستان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ ساری دنیا پر حکومت کرنے کا ان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا اور پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے جرم میں اس قدر کثیر سرمائے سے تیار کی گئی مشین کی تباہی اور اپنے بڑے سائنسدانوں سے ہاتھ دھو کر واقعی ان کے منہ پر ایسا طمانچہ پڑے گا کہ آئندہ وہ پاکیشیا کی طرف انگلی اٹھانے سے پہلے بھی ہزاروں بار سوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔

عمران صاحب آپ مجھے اجازت دیں آپریشن ہائی رسک کے سپاٹ کو میں خود جا کر تباہ کرنا چاہتا ہوں"۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ تمہیں کافرستان جانے کی آسانی سے اجازت دے دیں گے کہ آؤ جس قدر آسانی سے ہمارا جہاز تباہ کر سکتے ہو کر جاؤ۔ تم نے سنا نہیں تھا کہ اس سپاٹ کے لئے انہوں نے کس قدر حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب، کیا آپ چاہتے ہیں کہ انہیں آپریشن مکمل کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایسا کب کہا ہے۔ تمہاری یہ بات واقعی درست ہے کہ اگر کسی طریقے سے اسے تباہ کر دیا جائے تو کافرستان کو ایک تو پاکیشیا کے خلاف مذموم سازش کرنے پر بھرپور سبق مل سکتا ہے بلکہ اس کی واقعی اس قدر کثیر سرمائے سے تیار کی گئی تھنڈر فلیش مشین کی تباہی سے کمر ٹوٹ جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"کافرستان کو سبق ملنا بہت ضروری ہے عمران صاحب۔ اس کے ساتھ ساتھ ایکریمیا بھی اس مذموم سازش میں برابر کا شریک ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ ایکریمیا بھی تھنڈر فلیش کا فارمولا لے گیا ہے۔ اس نے اگر ایسی مشین بنالی تو وہ بھی اس کا تجربہ پاکیشیا پر کر سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم نہ صرف کافرستان کی تھنڈر فلیش مشین کے ساتھ اس کے موجد کو ختم کر دیں بلکہ ایکریمیا سے بھی اس کا کسی طرح فارمولا حاصل کر لیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کافرستان نے ایکریمیا کو پورا فارمولا دے دیا ہو گا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا اور حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے عمران کی یہ بات اس کے بچگانہ ذہن کی پیداوار ہو۔

"ظاہر ہے ایکریمی سائنسدان پوری طرح تھنڈر فلیش مشین کو پاکیشیا پر آپریشن ہائی رسک کے لئے تیار کر رہے ہیں اور ایکریمیا نے اپنے بڑے سائنسدانوں کا وفد کافرستان بھیجا تھا تو کیا وہ نہیں جان سکتے کہ انہیں فارمولا مکمل دیا گیا ہے یا نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کافرستان مکاروں، عیاروں اور شیطانی ذہن رکھنے والوں کا ملک ہے۔ جہاں کے سیاست دان اور سائنسدان کبھی اور کسی صورت میں اتنی بڑی اور اہم ایجاد کسی کے حوالے نہیں کر سکتے۔ تھنڈر فلیش مکمل طور پر کافرستانی ایجاد ہے۔ اس کا فارمولا سمجھنے اور اس پر کام

کرنے کے لئے ایکریمیا کو بھی کافی عرصہ لگے گا۔ جبکہ کافرستان اس مشین کو نہ صرف ایجاد کر چکا ہے بلکہ اس کا عملی تجربہ بھی کرنے والا ہے۔ اگر اس کا تجربہ کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی اس ایجاد سے ایکریمیا جیسے سپرپاور ملک کو بھی اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ اسی لئے تو انہوں نے اتنے بڑے آپریشن کو ہائی رسک کا نام دیا ہے"۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"گویا، کافرستان نے ایکریمیا سے سپیشل پرزہ حاصل کرنے کے لئے اسے ڈاج دیا ہے اور نامکمل فارمولا ان کو دے کر وقتی طور پر ان کو مطمئن کر دیا ہے۔ وہ شاید ساری دنیا پر خود حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، اور میں ان کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہونے دوں گا"۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ اس جہاز کو تباہ کیسے کریں گے اور اس جہاز کی تباہی کے لئے اپنے ساتھ کسے لے جائیں گے۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبر تو ہسپتال میں پڑے ہیں سوائے صدیقی کے"۔ بلیک زیرو نے عمران کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"انہیں آرام کرنے دو اور تم اور صدیقی ان کی عیادت کرتے رہو۔ آخر یہاں ان کی عیادت کرنا بھی تو ضروری ہے ورنہ وہ کیا کہیں گے کہ ان کا چیف اس قدر بے حس ہے کہ ان کی عیادت بھی نہیں کر سکتا"۔ عمران نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔
"مگر عمران صاحب کھو یا اگر عمران صاحب۔ جو تمہیں کہا ہے اس پر عمل کرو"۔ اس بار عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ عمران کے تلخ ہونے کا مطلب تھا کہ وہ اس سلسلے میں اس کی کوئی بات نہیں سننا چاہتا تھا اور عمران کے سامنے اب کچھ کہنے کی بلیک زیرو میں جرأت بھی نہیں رہی تھی۔ عمران اسے کچھ ضروری ہدایات دیتا رہا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ اس کی ہدایات سن کر بلیک زیرو کا رنگ زرد پڑ گیا۔ عمران جو کچھ کرنے جا رہا تھا وہ اس کے لئے صریحاً خودکشی کے مترادف تھا۔ لیکن وہ عمران کو روک نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ ایک بار جو فیصلہ کر لیتا تھا اس پر سے اسے پیچھے ہٹانا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

ہیلی کاپٹر پاکیشیا نیوی کے ایک بحری بیڑے النثار کے ہیلی پیڈ پر اترا تو اسے چاروں طرف سے مسلح فوجیوں نے گھیر لیا۔ ہیلی کاپٹر کے ہیلی پیڈ پر اترتے ہی اس کا دروازہ کھلا اور عمران اور پھر اس کے پیچھے سر سلطان باہر آ گئے۔
"میں کمانڈر امجد فاروق ہوں سر۔ کیا آپ ایکسٹو کے نمائندے عمران صاحب اور سر سلطان صاحب ہیں"۔ ایک فوجی کمانڈر نے آگے بڑھ کر ان سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"کیوں تمہارا کیا خیال ہے ایکسٹو کے نمائندوں کے سروں پر سینگ نکلے ہونے چاہئیں تھے"۔ عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔
"نو سر میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ اگر آپ وہی ہیں تو براہ کرم ایڈمرل صاحب کا اجازت نامہ مجھے دے دیں جو انہوں نے میرے نام بھیجا ہے"۔ کمانڈر امجد فاروق نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر میں وہ اجازت نامہ تمہارے حوالے نہ کروں تو"۔ عمران نے بدستور مزاحیہ موڈ میں کہا۔

"تو یہ تمہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے"۔ سرسلطان نے اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر کمانڈر امجد فاروق کی جانب بڑھا دیا۔ جسے کھول کر وہ اس میں موجود لیٹر کو پڑھنے لگا۔

"سمندر میں پھینک دیں گے۔ ارے باپ رے۔ سمندر میں تو مگرمچھ اور آدم خور مچھلیاں بھی ہوں گی۔ سنا ہے وہ کسی کا حال احوال بھی پوچھنا گوارا نہیں کرتیں۔ سالم نگل جاتی ہیں"۔ عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تم جہاں جا رہے ہو وہ جگہ بھی اس وقت مگرمچھوں اور آدم خور مچھلیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آیئے میرے ساتھ آپ کی ہدایات کے مطابق ایکس سکس ایٹ جنگی طیارے کو تیار کر لیا گیا ہے۔ کلسٹر بم، میزائل، اینٹی میزائل، سپر ایکس تھری گنیں اور وہ تمام سہولتیں اس میں موجود ہیں جن کی آپ نے خواہش کی تھی"۔ کمانڈر امجد فاروق نے ایڈمرل کا اتھارٹی لیٹر پڑھ کر مطمئن انداز میں سرہلاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ کمانڈر امجد فاروق مڑ کر ایک طرف جانے لگا تو وہ اور سرسلطان اس کے پیچھے چل پڑے۔

"ایک بار پھر سوچ لو عمران۔ تم جو کچھ کرنے جا رہے ہو کیا وہ صحیح

ہے"۔ سرسلطان نے عمران کی جانب سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کے خیال میں کیا صحیح ہونا چاہیئے"۔ عمران نے الٹا ان سے سوال کر دیا۔

"ہم وائٹ روز کو تباہ کرنے کے لئے نیوی کمانڈروں کا دستہ اور اسکوارڈن بھیج سکتے ہیں"۔ سرسلطان نے کہا۔

"وہ جو کچھ کریں گے میں بھی وہی کرنے جا رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران اگر خدانخواستہ تمہیں کچھ ہو گیا تو"۔ سرسلطان نے دل میں ابھرنے والے خدشے کو زبان پر لاتے ہوئے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"سلطان صاحب، اس وقت پندرہ کروڑ سے زائد انسانوں کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ کافرستان فی الحال مطمئن ہے کہ ہمیں ان کے عزائم کا پتہ نہیں ہے۔ اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا کہ ہمیں حقیقت کا پتہ چل گیا ہے تو وہ آپریشن سپاٹ کو وہاں سے ہٹا دیں گے اور کسی ایسی جگہ لے جائیں گے جہاں پہنچنا ہو سکتا ہے ہمارے لئے بھی ممکن نہ ہو۔ اس وقت سپاٹ بلکہ ٹارگٹ اوپن ہے۔ یہی وقت ہے اس پر حملے اور اسے تباہ کرنے کا۔ آپ کیا چاہتے ہیں میں ایک اپنی زندگی بچانے کے لئے پاکیشیا کی سالمیت اور پندرہ کروڑ انسانوں کی زندگیوں کو خطرے میں ڈال دوں۔ آپ کو یہی فکر ہے ناں کہ اگر

مجھے کچھ ہو گیا تو"۔ عمران کمانڈر امجد فاروق کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا اور پھر گول مول انداز میں کہنے لگا۔

"آپ بے فکر رہیں طاہر میں اتنی صلاحیتیں ہیں کہ وہ تمام نیٹ ورک اسی طرح سنبھال سکتا ہے جس طرح میں سنبھالتا آیا ہوں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تو سر سلطان نے ہونٹ بھینچ کر سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے بیٹا، تم جس مقصد کے لئے جا رہے ہو۔ مجھے کامل یقین ہے کہ تم اس میں ضرور کامیاب ہو گے اور خیر و عافیت واپس لوٹو گے"۔ انہوں نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"ہاں آپ یہ دعا ضرور دے سکتے ہیں کیونکہ اس وقت مجھے آپ جیسی نیک اور بزرگ ہستیوں کی دعاؤں کی ہی ضرورت ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو سر سلطان نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیئے۔

"میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں بیٹا اور ہمیشہ رہیں گی۔ تم جیسے سپوت ہی اس ملک کی آن و بقاء کے لئے پیدا ہوتے ہیں اور ایسے سپوتوں کے لئے پوری قوم کی دعائیں ان کے ساتھ ہوتی ہیں"۔ سر سلطان نے کہا اور عمران کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ ان کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔

"ارے باپ رے آپ تو ایسے رو رہے ہیں جیسے میں آپ کی بیٹی ہوں اور باپ بیٹیوں کی رخصتی کے وقت اس طرح آنکھوں میں آنسو

بھر لاتے ہیں"۔ عمران نے شرارت سے کہا تو سر سلطان کے ساتھ ساتھ کمانڈر امجد فاروق کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"شریر"۔ سر سلطان نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"آیئے سر میں آپ کو ڈریسنگ روم میں لے چلوں۔ آپ پائلٹ کا مخصوص لباس پہن لیں"۔ کمانڈر امجد فاروق نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر سلطان سے ہاتھ ملا کر اس کے ساتھ چل دیا۔ سر سلطان اسے جاتا دیکھتے رہے پھر وہ مڑے اور تھکے تھکے قدموں سے چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی جانب چل پڑے جس کا انجن ابھی سٹارٹ تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے اور پائلٹ کو واپس چلنے کے لئے کہا۔ پائلٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل سے سیدھا سر سلطان کے پاس گیا تھا اور انہیں ساری صورتحال بتا دی تھی جسے سن کر سر سلطان کا بھی غم و غصے سے برا حال ہو گیا تھا۔ انہوں نے فوری طور پر اس خوفناک صورتحال سے صدر مملکت کو آگاہ کیا۔ جنہیں سر سلطان کی بات کا یقین ہی نہیں آیا تھا کہ کافرستان پاکیشیا کے خلاف اتنا بڑا قدم اٹھا سکتا ہے۔ پھر انہوں نے عمران سے بات کی اور عمران نے انہیں واضح دلیل اور ثبوت بتائے تو انہیں یقین کرنا پڑا تو عمران نے کافرستان کے خلاف اکیلے آپریشن کرنے کے لئے ان سے پرمیشن مانگی۔ وہ بطور ایکسٹو اپنی اتھارٹی کی مدد سے بغیر کچھ پوچھے سب کچھ کر سکتا تھا۔ لیکن اس نازک صورتحال کے لئے اس وقت اس کا صدر مملکت سے براہ راست

اجازت لینا بہت ضروری تھا تاکہ اگر وہ کسی بھی وجہ سے اپنے مشن میں ناکام ہو گیا تو بعد میں صدر اپنے طور پر کافرستان کے خلاف ہر قسم کی کارروائی کرنے کے لئے تیار رہیں۔

بلیک زیرو کو بطور ایکسٹو اس نے ایڈمرل سے بات کرنے اور اسے ایک سپیشل جنگی طیارہ خاص طور پر تیار کرانے کی ہدایات دی تھیں۔ وہ طیارے میں جس قسم کا ایمونیشن لے جانا چاہتا تھا اس کے بارے میں بلیک زیرو کو تفصیل بتا دی تھی۔ ادھر صدر مملکت نے بھی عمران کے کہنے پر ایڈمرل کو ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے عمران کے بارے میں بریفنگ دے دی۔ جس کے نتیجے میں عمران سر سلطان کے ہمراہ یہاں موجود تھا۔

ایڈمرل نے ایکسٹو کے نمائندے کے بارے میں نیوی کمانڈر کو ہدایات جاری کر دی تھیں اور ایک اتھارٹی لیٹر فوری طور پر سر سلطان کو بھیج دیا تھا۔ عمران جنگی طیارے میں اکیلا وائٹ روز کو تباہ کرنے کے لئے جانا چاہتا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا بہت بڑا رسک لینے جا رہا تھا۔ دشمن ملک کی سیکورٹی کے سامنے عمران کا ایک جہاز بھلا کیا حیثیت رکھتا تھا۔ اسے ہٹ کرنے کے لئے صرف ایک دو میزائل ہی داغنے تھے اور طیارے کے ساتھ عمران کا جو حشر ہونا تھا وہ اظہر من الشمس تھا۔ لیکن وہ عمران ہی کیا جو کسی بھی طرح ملک و قوم کی بقاء کے لئے آگ کے سمندر میں چھلانگ لگانے سے گریز کر جاتا۔ کچھ ہی دیر میں وہ پائلٹ کی مخصوص وردی پہن کر ڈریسنگ روم سے باہر آ گیا۔ کمانڈر

امجد فاروق اسے ایک ایسے جنگی طیارے کے پاس لے آیا جو نہ صرف جدید تھا بلکہ ہر طرح کے اسلحے سے لوڈ تھا۔ عمران نے جہاز اور جہاز میں نصب میزائلوں اور اینٹی ایئر کرافٹ گنوں کو چیک کیا اور پھر ان ہیوی گنوں کو دیکھنے لگا جو اس نے خصوصی طور پر دونوں پروں کے سروں پر جہاز میں نصب کروانے کی ہدایات دی تھیں۔ تمام نظام چیک کر کے اس نے کمانڈر امجد فاروق کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس سے ہاتھ ملا کر جہاز پر چڑھتا چلا گیا۔ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے اپنے جسم کے گرد بیلٹ باندھی اور آکسیجن ماسک منہ پر چڑھا کر سیاہ شیشے والا ہیلمٹ سر پر چڑھا لیا۔ کنٹرول پینل کے ایک بٹن کو دبا کر اس نے سر پر چھت برابر کی اور کنٹرول پینل کے مختلف بٹن دباتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے طیارے میں جیسے زندگی کی لہریں دوڑنے لگیں تو عمران جہاز کو آہستہ آہستہ رن وے پوائنٹ پر لے آیا۔

چاروں طرف دور دور تک سمندری پانی پھیلا ہوا تھا۔ پاکیشیا کے بحری بیڑے کا رن وے تقریباً ایک میل لمبا تھا۔ عمران جہاز موڑ کر اس طرف لے آیا تھا۔ اس کے سامنے ٹریفک کنٹرولر ہاتھوں میں روشن لائٹس لے کر کھڑا تھا جو اشارے سے عمران کو جہاز رن وے پر ایک مخصوص پوائنٹ پر لانے کے احکام دے رہا تھا۔ عمران جہاز سست روی سے چلاتا ہوا اس مخصوص پوائنٹ پر لے آیا۔ اس نے کنٹرول پینل کے مختلف بٹن دبائے تو اچانک جہاز کی ٹیل ہول پر آگ کا شعلہ سا چمکا اور پھر آگ اس تیزی سے باہر آنے لگی جیسے طاقتور

گیس نے آگ پکڑ لی ہو۔

"مسٹر عمران کیا آپ فلائنگ کے لئے تیار ہیں۔ اوور"۔ اچانک جہاز میں ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے کمانڈر امجد فاروق کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ اوور"۔ عمران نے مبہم سا جواب دیا۔

"اوکے، میں دس تک الٹی گنتی گنوں گا۔ جیسے ہی میں زیرو کہوں آپ پرواز کر جائیں۔ آپ کا ہمارے ساتھ اسی فریکوئنسی پر مسلسل رابطہ رہے گا۔ اوور"۔ کمانڈر امجد فاروق نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت کمانڈر امجد فاروق نے الٹی گنتی شروع کر دی تو عمران نے ہینڈل پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور جہاز کو اڑانے کے لئے تیار ہو گیا اور پھر جیسے ہی کمانڈر نے گنتی ختم کی عمران نے ایک بٹن دبا دیا جس سے جہاز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور دوسرے ہی لمحے طیارہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی سی رفتار سے رن وے ٹریک پر دوڑتا چلا گیا اور پھر اس نے جیسے ہی رن وے عبور کیا عمران نے جہاز کا ہینڈل کھینچ کر اسے اوپر اٹھا دیا اور جہاز عمودی انداز میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو کرنل وجے ملہوترا نے جھپٹ کر یوں فون اٹھا لیا جیسے وہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"یس کرنل وجے"۔ اس کے حلق سے بھیڑیوں جیسی غراہٹ نکلی۔

"ایس کے تھرٹین بول رہا ہوں باس"۔ دوسری طرف سے ایک تیز مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ایس کے تھرٹین۔ کیا رپورٹ ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"باس ہم نے آپ کی ہدایات پر تمام انٹرنیشنل کنٹرول لائنز پر اپنے آدمی پہنچا دیئے ہیں۔ آرمی والے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ خاص طور پر ہم نے پاکیشیا کنٹرول لائن کی سیکورٹی اس قدر سخت کر دی ہے کہ ایک معمولی سا پرندہ بھی اڑ کر اس طرف نہیں

آ سکتا۔ رات کے وقت چند سمگلروں نے بارڈر کراس کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہیں ہم نے موقع دیئے بغیر ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا"۔ دوسری طرف سے ایس کے تھرٹین نے کہا۔

"گڈ، ان کی لاشوں کو چیک کرنا تھا۔ ان میں کوئی میک اپ میں تو نہیں تھا"۔ کرنل وجے ملہوترا نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر ہم نے سپیشل میک اپ چیکر کیمرے سے ان کی لاشوں کی تصویریں بنائی تھیں۔ مگر ان میں کوئی بھی میک اپ میں نہیں تھا"۔ ایس کے تھرٹین نے جواب دیا۔

"بہرحال سیکورٹی کو اور زیادہ سخت کر دو۔ عمران اور اس کے ساتھی ان عام راستوں سے کافرستان آنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ وہ یقیناً کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں گے جو ہماری نظروں میں غیر اہم ہو گا۔ لیکن بہرحال میں کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا۔ تم اب سرن سنگھ سے رابطہ رکھو گے اور تمام رپورٹ اسے دو گے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر"۔ ایس کے تھرٹین نے جواب دیا اور کرنل وجے ملہوترا نے فون بند کر دیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا کر چند نمبر پریس کیے۔

"سرن سنگھ سپیکنگ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرن سنگھ کی کرخت آواز سنائی دی۔

"کرنل وجے سپیکنگ"۔ کرنل وجے نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"اوہ، یس سر۔ حکم سر"۔ کرنل وجے ملہوترا کی آواز سن کر سرن سنگھ کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا کی طرف سے کوئی رپورٹ"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کرختگی سے پوچھا۔

"نہیں سر، میں وائرلیس کنٹرول روم میں موجود ہوں۔ ابھی تک وہاں سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ جیسے ہی کوئی رپورٹ آئی میں فوری طور پر آپ کو انفارم کر دوں گا"۔ سرن سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل وجے ملہوترا نے اثبات میں سر ہلا کر فون بند کر دیا۔ ابھی اس نے فون بند کیا ہی تھا کہ ٹیبل پر پڑے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل وجے ملہوترا بری طرح سے چونک اٹھا۔ کیونکہ سرخ فون وزیر اعظم اور صدر کے لئے مخصوص تھا۔ اس کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ فون صدر یا وزیر اعظم کی طرف سے کیا جا رہا تھا۔

"یس کرنل وجے ملہوترا دس اینڈ"۔ اس نے اپنے لہجے کو باوقار اور پاٹ دار بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل وجے۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ پاکیشیا کو ہمارے آپریشن ہائی رسک کے بارے میں پوری طرح علم ہو گیا ہے"۔ دوسری طرف سے صدر کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر، انہیں نہ صرف ہمارے مشن کا پتہ چل گیا ہے بلکہ انہوں نے ہمارے آپریشن سپاٹ وائٹ روز شپ کو بھی ٹریس کر لیا ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"کیا، انہیں آپریشن سپاٹ کا بھی پتہ چل گیا ہے اوہ ویری بیڈ۔ اب کیا ہوگا مگر یہ سب ہوا کیسے۔ ہم نے تو اس مشن کو انتہائی کانفیڈینشل رکھا ہوا تھا"۔ دوسری طرف سے صدر کی پریشان کن آواز آئی۔

"معاف کیجئے گا سر۔ اس میں کچھ غلطی آپ سے بھی سرزد ہوئی تھی"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کہا۔

"غلطی، مجھ سے کیا مطلب۔ کیسی غلطی"۔ کرنل وجے کی بات سن کر صدر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اکیریمی ڈیفنس منسٹر کے ساتھ آپ نے ریڈفورڈ میں جو سپیشل میٹنگ کی تھی اس میٹنگ میں آپ نے کچھ غیر ضروری افراد کو بھی بلا رکھا تھا جن کی اس میٹنگ میں شمولیت کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ان میں آپ کے چند مشیر اور چند صوبائی وزراء بھی تھے۔ یہ درست ہے کہ وہ محب وطن ہیں اور وہ کسی بھی صورت میں کافرستان کے مفادات کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ انہی میں سے آپ کے ایک وزیر کو چند نامعلوم افراد نے اغوا کر لیا تھا اور انہیں کسی نامعلوم مقام پر لے جا کر اس پر شدید تشدد کیا اور پھر اسے ہلاک کر کے پھینک دیا گیا۔ اس کے جسم پر تشدد کے نشانات سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ اگلوانے کے لئے اس پر شدید تشدد کیا گیا ہے۔ اس پر جس قدر ظلم کیا گیا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے مجرموں کے سامنے اپنی زبان کھول دی ہوگی۔ کیونکہ

کافرستان سے ایک ٹرانسمیٹر کال بھی کیچ کی گئی ہے جو کوڈ ورڈز میں پاکیشیا کی جا رہی تھی۔ اس میں فارن ایجنٹس ایکسٹو کو رپورٹ دے رہا تھا۔ ہم نے کال ٹیپ کر کے اسے ڈی کوڈ کر لیا ہے۔ جس سے پتہ چل گیا ہے کہ پاکیشیا تک ہمارے سارے راز کا انکشاف ہو چکا ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے صدر کو تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ اب تو پاکیشیا ہمارے خلاف کوئی بھی بڑا قدم اٹھا سکتا ہے۔ ان کے سامنے ٹارگٹ بھی اوپن پوزیشن میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں وائٹ روز شپ کو فوری طور پر وہاں سے ہٹانا ہوگا"۔ صدر نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں سر، ہمیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تمام راستوں کی پکٹنگ کر دی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران کسی بھی صورت میں کافرستان داخل نہیں ہو سکتا اور اگر انہوں نے ایسی غلطی کی تو ان کی لاشوں کا بھی پتہ نہیں چلے گا"۔ کرنل وجے ملہوترا نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کرنل وجے ملہوترا وہ انسان نہیں جادوگر ہے جادوگر۔ وہ اپنی عقل اور ذہانت سے ایسے ایسے کام کر گزرتا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ آندھی اور طوفان سے بھی زیادہ تیز اور خوفناک انسان ہے۔ جس سے کچھ بعید نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کب کیا

کر گزرے۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو اس پراجیکٹ پر ہم ہزاروں لاکھوں نہیں اربوں ڈالرز لگا چکے ہیں اور اگر یہ پراجیکٹ انہوں نے کسی طرح ختم کر دیا تو ہم کہیں کے نہیں رہیں گے۔ اس لئے ہمیں ہر صورت اور ہر حال میں وائٹ روز کو مقررہ مقام سے ہٹانا ہو گا اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہاں سے تمام سائنسدانوں اور تھنڈر فلیش مشین کو بھی کسی اور جگہ ٹرانسفر کرنا ہو گا ورنہ ہمیں خوفناک تباہی سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی"۔ صدر کے لہجے میں بے حد پریشانی تھی۔

" سر آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ وائٹ روز کی حفاظت کے لئے میں نے جو سکیورٹی کا جال پھیلا رکھا ہے اسے توڑنا کسی جادوگر کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔ اگر وہ وائٹ روز پر سو جنگی جہاز بھی لے کر چڑھ دوڑیں تو ان میں سے ایک بھی سلامت واپس نہیں جا سکے گا۔ دوسرے ہم نے سمندر کے نیچے اس قدر مائینز پھیلا رکھی ہے جن سے ان کا بچنا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کہا۔

" پھر بھی میں کسی بھی قسم کا رسک لینے کو تیار نہیں ہوں۔ تم فوری طور پر وائٹ روز شپ سے سائنسدانوں اور تھنڈر فلیش مشین ہٹوانے کے انتظامات کراؤ۔ یہ میرا حکم ہے"۔ صدر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" سوری سر، میں ایسا نہیں کر سکتا"۔ کرنل وجے ملہوترا نے

ہونٹ چباتے ہوئے اچانک نہایت سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب، کیا تم میرے حکم کی خلاف ورزی کرو گے"۔ صدر کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

" میں نے جو انتظامات کر رکھے ہیں مجھے ان پر پورا اعتماد ہے۔ دشمن وائٹ روز کی جانب آنکھ ٹیڑھی کر کے بھی دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جب تک آپریشن ہائی رسک مکمل نہیں کر لیا جاتا وائٹ روز شپ اسی جگہ رہے گا"۔ کرنل وجے ملہوترا نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

" میرے حکم کی سرتابی کا مطلب جانتے ہو"۔ صدر کی غراہٹ بھری آواز ابھری۔

" اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ مگر آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میرے پاس آپ کا اور پوری کیبنٹ کا جاری کردہ ریڈ اتھارٹی کارڈ ہے۔ جس کی مدد سے میں جب چاہوں اور جیسے چاہوں آپ کے احکامات بھی رد کر سکتا ہوں"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کرختگی سے کہا۔

" تم بہت بڑی غلطی کرنے جا رہے ہو کرنل ملہوترا۔ بہتر ہے اپنے فیصلے پر نظرثانی کر لو۔ اگر کسی بھی صورت میں ہمارا پراجیکٹ ختم ہو گیا تو کیبنٹ تو کیا پوری قوم تمہیں معاف نہیں کرے گی"۔ صدر نے غراتے ہوئے کہا۔

" مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے جناب صدر۔ آپ نے آپریشن

ہائی رسک کا ٹاسک مجھے دے رکھا ہے۔ اسے مکمل کرانا اور اس کی حفاظت کرنا میری ذمہ داری ہے۔ ایکریمیا سے ایف ایکس میگاٹوم پرزہ وائٹ روز میں پہنچ چکا ہے۔ اس پرزے کے فٹ ہوتے ہی مشین سپر آپریشن کے لئے پوری طرح تیار ہو جائے گی۔ آپ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آپریشن ہائی رسک پاکیشیا پران کے آزادی کے دن پر کیا جائے گا۔ مگر اب یہ آپریشن آج ہی ہوگا۔ اس سے پہلے کہ آپ کیبنٹ کے ارکان کو بلا کر کانفرنس میں میرا ریڈ اتھارٹی کارڈ کینسل کریں میں آج ہی پاکیشیا کو تباہ کر دوں گا اور آپ سب پر واضح کر دوں گا کہ کرنل وجے ملہوترا جو کہتا ہے اس پر عمل کرنا بھی اچھی طرح سے جانتا ہے گڈ بائی"۔ کرنل وجے ملہوترا نے جواباً غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے فون بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت درندگی اور سفاکی ابھر آئی تھی اور آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں۔ وہ چند لمحے غصے سے پیچ و تاب کھاتا رہا پھر اس نے انٹر کام کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر، حکم سر"۔ انٹر کام سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سارہ یہ۔ نمبر سکس سے کہو کہ میرے لئے ہیلی کاپٹر تیار کرائے مجھے ابھی اور اسی وقت آپریشن سپاٹ پر جانا ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے اپنی پرسنل سیکرٹری سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ لیڈی سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، آپریشن ہائی رسک میں آج اور ابھی مکمل کراؤں گا۔

دیکھتا ہوں صدر اور اس کے حامی کیسے میرا راستہ روکتے ہیں"۔ کرنل وجے ملہوترا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اپنی جگہ سے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر میز کے پیچھے سے نکل کر بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

جنگی طیارہ آسمان کی وسعتوں میں انتہائی سرعت سے کافرستانی سمندری حدود کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔ اس جنگی طیارے کی رفتار بجلی کی رفتار سے بھی زیادہ تیز تھی۔ عمران پائلٹ سیٹ پر بیٹھا جہاز کو یوں کنٹرول کئے ہوئے تھا جیسے وہ برسوں سے ایسے جہازوں کو اڑاتا چلا آ رہا ہو۔

سامنے کنٹرول پینل پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن تھی جس پر لہریں بن اور مٹ رہی تھیں۔ عمران کی نظریں اسی سکرین پر جمی ہوئی تھیں یہ راڈار کنٹرول سکرین تھی۔ اچانک سکرین پر عمران کو چند نقطے سے چمکتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"ہیلو، ہیلو۔ کیا آواز کلیئر ہے مسٹر پائلٹ۔ اوور"۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے کمانڈر امجد فاروق کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے

شاید جان بوجھ کر عمران کا نام لینے سے گریز کیا تھا۔

"یس کمانڈر۔ آواز کلیئر ہے۔ اوور"۔ عمران نے جواب دیا۔

"مسٹر پائلٹ آپ اس وقت دشمنوں کے ایریئے میں ہیں اور آپ کا طیارہ دس ہزار فٹ کی بلندی پر اڑا رہے ہیں۔ فوری طور پر بلندی کو کم کریں ورنہ آپ ان کے راڈار پر آسانی سے دیکھ لیئے جائیں گے۔ اوہ آپ ان کی نظروں میں آ چکے ہیں۔ آپ کی جانب دشمن کے آٹھ جنگی جہاز آ رہے ہیں۔ ہوشیار رہیں۔ اوور"۔ دوسری جانب سے کمانڈر امجد فاروق کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آنے دیں۔ میں خود بھی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے دیکھ لیں۔ میں ان پر چھپ کر نہیں بلکہ ان کے سامنے کھل کر ان پر وار کروں گا۔ تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ پاکیشیا ان سے کسی محاذ پر خوفزدہ اور ڈرنے والا نہیں ہے۔ اوور"۔ عمران نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"لیکن اس قدر اونچائی پر جہاز رکھیں گے تو وہ آپ کو آسانی سے ہٹ کر لیں گے۔ اوور"۔ کمانڈر امجد فاروق نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آپ براہ کرم مجھے اپنے طریقے سے کام کرنے دیں اور میرے کام میں خلل ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ اوور"۔ عمران نے اس بار بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر"۔ کمانڈر امجد فاروق نے کچھ کہنا چاہا۔

"سٹاپ۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے اس کی بات کاٹ کر انتہائی

سخت لہجے میں کہا اور ہاتھ مار کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کی نظریں راڈار سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں آٹھ نقطے تیزی سے بڑے ہوتے جا رہے تھے۔ عمران نے سر اٹھا کر دیکھا تو دور اسے آٹھ سیاہ نقطے آتے دکھائی دیئے۔ عمران جلدی جلدی کچھ بٹن دبانے لگا۔ جہاز کے پروں میں لگی ہوئی ہیوی گنوں کے سرے پروں سے باہر نکل آئے اور اس میں بلٹس لوڈ ہونے لگیں۔

دشمن کے آٹھ جنگی طیارے بجلی کی سی تیزی سے آ رہے تھے۔ عمران کی نظریں انہی پر مرکوز تھیں۔ اس نے طیارے کو موڑنے یا ادھر ادھر کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ وہ سیدھا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اسی وقت جہاز میں ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور راڈار سکرین پر سرخ رنگ کا ایک بلب سپارک کرنے لگا۔ ساتھ ہی سکرین کے نیچے "میزائل اٹیکڈ" کے الفاظ چمکنے لگے۔ گویا دشمنوں کے جنگی طیاروں نے عمران کے جہاز کو اپنے ٹارگٹ پر لے لیا تھا۔ اس وقت عمران نے سامنے سے آنے والے طیاروں سے دھویں کی لکیریں سی نکل کر اپنی طرف آتے دیکھیں۔ انہوں نے اسے وارننگ دیئے بغیر حملہ کر دیا تھا۔ ویسے بھی وہ عمران کو وارننگ دیتے بھی کیسے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کو آف جو کر رکھا تھا۔

آٹھ میزائل فضا میں لکیریں بناتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے عمران کے طیارے کی جانب بڑھے آ رہے تھے اور عمران جہاز سیدھا ان کی طرف لئے جا رہا تھا۔ جیسے وہ خود ہی چاہتا ہو کہ میزائل اس کے

جہاز سے ٹکرا جائیں۔

آگ اگلتے اور دھواں چھوڑتے ہوئے میزائل جیسے ہی عمران کے طیارے کے قریب پہنچے عمران نے کنٹرول ہینڈل کو پوری قوت سے نیچے کر دیا۔ اس کا جہاز جھکا اور نہایت تیزی سے نیچے جانے لگا۔ اسی لمحے دشمن طیاروں سے فائر کئے ہوئے میزائل اس کے طیارے کے اوپر سے نکلتے چلے گئے۔ عمران نے بروقت جہاز کو نیچے کر کے خود کو ممکنہ خطرے سے بچا لیا تھا۔ اسے اس طرح جہاز نیچے لے جاتے دیکھ کر دشمنوں نے بھی اپنے جہازوں کے رخ موڑے اور وہ فضا میں چکر کاٹ کر عمران کے پیچھے آ گئے اور انہوں نے ایک بار پھر عمران کے طیارے کا نشانہ لے کر میزائل فائر کر دیئے۔ عمران نے جہاز کو دائیں طرف موڑا اور نیم دائرے کی شکل میں اسے گھماتے ہوئے دوسری طرف لے گیا۔ جہاز کا رخ اس نے نیچے کر رکھا تھا۔ عقب سے آنے والے میزائل اس کے جہاز کے دائیں بائیں اور اوپر سے نکلتے چلے گئے اور آگے جا کر خوفناک دھماکوں سے پھٹ گئے۔ عمران نے نہایت پھرتی سے جہاز کا رخ موڑ دیا تاکہ میزائلوں کا کوئی ٹکڑا اس کے جہاز سے نہ ٹکرا جائے وہ جہاز کو کافی نیچے لے آیا تھا۔ دشمن طیارے بدستور اس کے پیچھے تھے اور انہوں نے عقب میں آکر اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کرنا شروع کر دی تھی۔ شعلوں کی لکیریں عمران کے جہاز کے قریب سے گزر رہی تھیں۔ عمران بڑی مہارت سے جہاز کو ادھر ادھر ہراتے ہوئے خود کو گولیوں کی زد سے بچا رہا تھا۔ دشمن طیارے گولیوں کے

ساتھ عمران کے طیارے کا نشانہ لے کر اس پر میزائل بھی برسا رہے
تھے۔ فضا مسلسل فائرنگ اور میزائلوں کے خوفناک دھماکوں سے
بری طرح سے گونج رہی تھی۔ عمران بڑی مہارت سے جہاز کو اڑاتا
ہوا دشمن طیاروں کے اوپر سے ہوتا ہوا ان کے پیچھے آگیا اور پھر اس
نے ایک دشمن طیارے کو اپنی رینج میں لے کر اس پر گولیوں کی
بوچھاڑ کر دی۔ دشمن طیارے نے دوسری طرف مڑنا چاہا اسی وقت
عمران نے اس پر ایک میزائل فائر کر دیا۔ میزائل بجلی کی سی سرعت
سے اڑتا ہوا دشمن طیارے سے جا ٹکرایا۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا
اور طیارے کے پرخچے اڑ گئے۔ فضا میں آگ کا الاؤ سا روشن ہو گیا تھا
اور اس الاؤ میں دشمن طیارے کے پرخچے گرتے دکھائی دے رہے
تھے۔ اسی لمحے دوسرے طیاروں نے عمران پر میزائل برسائے اور اس پر
فائرنگ کرتے ہوئے اس کے قریب سے نکلتے چلے گئے۔ عمران نے
یہاں بھی بڑی مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے یکدم جہاز کو اوپر اٹھا لیا تھا
اور طیارہ تیر کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ دشمنوں
کے چلائے ہوئے میزائلوں اور گولیوں سے صاف بچ گیا تھا۔

بلندی پر آکر عمران نے طیارہ ایک بار پھر سیدھا کیا اور اسے گھما
کر دشمن طیاروں کے سامنے لے آیا۔ طیارے سامنے سے گولیاں
برساتے ہوئے تیزی سے اس کی جانب آنے لگے۔ عمران نے دو
طیاروں کو نشانہ بنا کر ان پر میزائل داغے اور جہاز کو عمودی انداز میں
ایک بار پھر اوپر اٹھانے لگا۔ اس بار بھی اس کے میزائل دشمنوں کے

طیاروں کا مزاج پوچھ چکے تھے اور دونوں طیارے آگ میں لپٹے ہوئے
نیچے گرتے چلے گئے۔

اب تک عمران دشمنوں کے تین طیاروں کو گرانے میں کامیاب
ہو چکا تھا مگر ابھی پانچ طیارے اور باقی تھے جنہوں نے اس بار نہایت
خوفناک انداز میں عمران پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ مسلسل
گولیوں کی بوچھاڑیں اور میزائل نکل نکل کر عمران کے طیارے کی
طرف آرہے تھے مگر عمران کی مہارت قابل داد تھی۔ وہ برستی ہوئی
لویوں اور میزائلوں کے درمیان سے یوں جہاز نکال لے جاتا کہ
شمن طیاروں کے پائلٹوں کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہو جاتیں۔
نضا میں عمران اکیلا طیارہ لے کر انہیں نچا رہا تھا اور انتہائی ماہرانہ
راز میں اپنا دفاع کرتے ہوئے جوابی حملے کر رہا تھا۔ وہ دشمن
یاروں کے عین قریب جا کر ان پر حملے کر رہا تھا اور دشمن طیاروں کو
گرا رہا تھا۔ عمران نے اپنی کامیاب پلاننگ سے ان کے تین اور
روں کو مار گرایا تھا۔ اب اس کے مقابلے پر صرف دو طیارے بچے
جن میں سے ایک عمران کے طیارے کے پیچھے تھا اور دوسرا سامنے
فائرنگ کرتے ہوئے آرہا تھا۔ عمران طیارے کو زگ زیگ انداز
ہراتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ سامنے سے آنے والے طیارے اور پیچھے
نے والے دوسرے طیارے نے اچانک عمران کے طیارے کو
یں لے کر اس پر میزائل فائر کر دیئے۔ عمران نے بیک وقت دو
بائے۔ ان بٹنوں کے پریس ہوتے ہی عمران کے طیارے کے

دونوں انجن یکدم بند ہو گئے۔ عمران کا جہاز گھوما اور یکدم قلابازیاں
کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ ادھر دشمن طیارے آمنے سامنے ہونے کی
وجہ سے ان کے چلائے ہوئے میزائل اپنے ہی طیاروں کو آ لگے۔ آگ
کے الاؤ روشن ہوئے اور فضا خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی اور پھر
ان طیاروں کے جلتے ہوئے ٹکڑے سمندر میں گرتے چلے گئے۔

ان طیاروں کے تباہ ہوتے ہی عمران نے یکدم طیارے کے انجن
چلا دیئے تھے۔ قلابازیاں کھا کر گرتا ہوا طیارہ الٹا ہو کر سیدھا آگے
بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے جہاز سیدھا کیا اور ایک بار پھر اپنے ٹارگٹ کی
جانب بڑھنے لگا۔ خوفناک فضائی جنگ میں اس نے دشمن کے آٹھ
طیارے مار گرائے تھے اور اس کے طیارے کو معمولی سی خراش تک
نہ آئی تھی۔

اس کا طیارہ بجلی کی سی تیزی سے فضا کا سینہ چیرتا ہوا آگے بڑھتا
رہا تھا اور پھر عمران نے راڈار سکرین پر درجنوں جنگی طیاروں کو نمود
ہوتے دیکھا۔ آٹھ جنگی طیاروں کے تباہ ہوتے ہی دشمنوں نے اس
بڑا اور کاری حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے اس بار ان
درجنوں جنگی طیارے عمران کے طیارے کو گرانے آ رہے تھے۔
عمران کے چہرے پر پریشانی کی ایک معمولی سی بھی شکن دکھائی نہ
دے رہی تھی۔ دشمن طیارے آن واحد میں وہاں پہنچ گئے تھے او
انہوں نے چاروں طرف سے عمران کو اپنے گھیرے میں لے کر
گولیوں اور میزائلوں کی بارش ہونے لگی۔

ہیلی کاپٹر جیسے ہی وائٹ روز شپ کے ہیلی پیڈ پر اترا۔ کرنل وجے
ملہوترا چھلانگ مار کر نیچے اتر آیا اور جھکے جھکے انداز میں جہاز کے عرشے
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی وقت ایک آدمی دوڑتا ہوا اس کے پاس آ
گیا۔ اس نے کرنل وجے ملہوترا کو فوجی سیلوٹ کیا۔

"سر، سرحدی علاقے سے رپورٹ ملی ہے کہ دشمن کا ایک طیارہ
ہمارے ایریئے میں داخل ہو گیا ہے"۔ اس نے کرنل وجے ملہوترا سے
مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ملہوترا بری طرح سے اچھل پڑا۔

"ایک طیارہ، اوہ کب رپورٹ ملی ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے
قدرے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"ابھی ابھی اطلاع ملی ہے سر۔ سرحدی علاقے میں ایف زیرو ون
کے اسکوارڈن لیڈر کرن سنگھ نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی ہے۔
اس نے اس طیارے کو روکنے کے لئے آٹھ جنگی جہاز بھیج دیئے ہیں"۔

اس نے جواب دیا۔

"اوہ جلدی کرو فوری طور پر میری کرن سنگھ سے بات کراؤ"۔ کرنل وجے ملہوترا نے تیز لہجے میں کہا۔

"آیئے سر۔ وائرلیس روم میں چلتے ہیں"۔ آنے والے فوجی نے کہا اور کرنل وجے ملہوترا اس کے ساتھ وائرلیس کنٹرول روم میں چلا گیا۔ اس کے کہنے پر وائرلیس آپریٹر جلدی جلدی ایف زیرو ون کے اسکوارڈن لیڈر کرن سنگھ کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا اور پھر جیسے ہی رابطہ قائم ہوا ایک آواز سنائی دینے لگی۔

"یس ایف زیرو ون اسکوارڈن لیڈر کرن سنگھ سپیکنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ کرنل وجے ملہوترا نے آگے بڑھ کر جلدی سے مائیک پکڑ لیا۔

"کرنل وجے ملہوترا سپیکنگ۔ اوور"۔ کرنل وجے ملہوترا نے بھی چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ حکم سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اسکوارڈن لیڈر کرن سنگھ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرن سنگھ کیا رپورٹ ہے۔ دشمن طیارہ کیا واقعی ایک ہی ہے۔ اوور"۔ کرنل وجے ملہوترا نے چیختی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یس سر، وہ ایک ہی طیارہ ہے جسے مار گرانے کے لئے میں نے فوری طور پر آٹھ ایف زیرو ون جنگی طیارے بھیج دیئے ہیں۔ وہ آسانی سے اس طیارے کو گرا دیں گے۔ اوور"۔ اسکوارڈن لیڈر کرن سنگھ

نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارے ایریئے میں اور کتنے طیارے موجود ہیں۔ اوور"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"بتیس طیارے اور ہیں سر۔ اوور"۔ کرن سنگھ نے بتایا۔

"وہ کس پوزیشن میں ہیں۔ اوور"۔ کرنل وجے ملہوترا نے پھر پوچھا۔

"ہائی الرٹ پوزیشن میں ہیں سر۔ اوور"۔ کرن سنگھ نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی کہ کرنل وجے ملہوترا اس سے کیا کہنا چاہتا ہے۔

"او کے ان سب کو فوری طور پر آٹھوں طیاروں کے پیچھے روانہ کر دو۔ جلدی۔ اوور"۔ کرنل وجے ملہوترا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ایک طیارہ مار گرانے کے لئے میں تمام جنگی طیاروں کو بھیج دوں۔ مگر سر......" اسکوارڈن لیڈر کرن سنگھ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"جو کہہ رہا ہوں اس پر فوری طور پر عمل کرو نانسنس۔ پاکیشیائی طیارے کو کسی بھی قیمت پر یہاں سے بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ اوور"۔ کرنل وجے ملہوترا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ پاکیشیائی طیارے کی کافرستانی حدود میں آمد کی خبر سن کر اس کا دماغ واقعی گھوم گیا تھا۔ اس کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اس طیارے میں علی عمران کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور جس طیارے کا کنٹرول علی عمران

جیسے انسان کے ہاتھوں میں ہو اس کے سامنے آٹھ جنگی طیارے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے اس نے تمام طیاروں کو علی عمران کے طیارے کو مار گرانے کے لئے بھیجنے کے احکامات دے دیئے تھے۔ یہ ہدایات دے کر اس نے سمندر میں موجود سب میرینز کے کمانڈروں اور سمندری سطح پر جہاز کی حفاظت کرنے والی گن شپ بوٹوں اور ہیلی کاپٹروں کے کپتانوں کو بھی الرٹ کر دیا تھا اور پھر وائٹ روز شپ کے کپتان کو بلا کر اسے بھی ہدایات دینا شروع کر دیں کہ وہ جلد سے جلد جہاز کو پیچھے ہٹا لے جائے۔ شپ کے توپ خانوں اور ہیوی گنوں کو بھی لوڈ کر لیا گیا۔ راکٹ لانچر باہر نکال کر اس میں راکٹ نصب کر دیئے گئے اور پھر جہاز نے نہایت تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ کرنل وجے ملہوترا ایک دوربین لے کر اونچے مستول پر آگیا۔ اس وقت اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی چھائی ہوئی تھی۔ پھر اچانک اسے جیسے کوئی خیال آیا۔ وہ تیزی سے مستول سے اترا اور عرشے پر بھاگتا ہوا ایک طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آیا اور جہاز کے اس حصے میں آگیا جہاں ڈاکٹر نندلال اور بہت سے سائنسدان ایک بہت بڑی مشین پر کام کر رہے تھے۔

"ڈاکٹر نندلال کہاں ہیں۔ ڈاکٹر نندلال۔ ڈاکٹر"۔ اس نے چیخ کر ڈاکٹر نندلال کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"یس کرنل وجے۔ کیا بات ہے کیوں اس طرح سے چیخ رہے

ہو"۔ ڈاکٹر نندلال نے مشین کے پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔ اسے چیختے دیکھ کر دوسرے سائنسدان بھی چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ انہیں بھی شاید ابھی صحیح صورتحال کا علم نہیں تھا۔

"ڈاکٹر نندلال آپ کے آپریشن میں ابھی کتنا وقت باقی ہے"۔ کرنل وجے ملہوترا نے اس سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"ابھی تو ہمیں کافی کام کرنا ہے۔ کیوں۔ کیوں پوچھ رہے ہیں آپ"۔ ڈاکٹر نندلال نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے آپ فوری طور پر اس وقت آپریشن کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تب پھر آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں۔ فوری طور پر آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیں"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کہا۔

"نکل جائیں مگر کیوں۔ ہم مشین پر کام کر رہے ہیں۔ اسے چھوڑ کر ہم یہاں سے چلے جائیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کیا آپ ہوش میں تو ہیں"۔ ڈاکٹر نندلال نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر نندلال۔ وائٹ روز شپ کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا کا ایک طیارہ ہمارے علاقے میں گھس آیا ہے۔ اس طیارے کو مار گرانے کے لئے چالیس جنگی طیارے اٹیک کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر وہ طیارہ بچ نکلا تو اس کا ٹارگٹ یہی جہاز ہو گا۔ میں نہیں چاہتا کہ تھنڈر فلیش مشین کے ساتھ ساتھ آپ بھی اس

طیارے کا شکار ہو جائیں۔ آپ لوگ جلد سے جلد یہاں سے نکل جائیں۔ ہم ہر صورت میں اس پاکیشیائی طیارے کو مار گرانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اگر ہم ناکام رہے تو کم از کم آپ جیسے عظیم انسان کو میں موت کے منہ میں نہیں جانے دوں گا"۔ کرنل وجے ملہوترا کہتا چلا گیا اور اس کی بات سن کر ڈاکٹر نندلال کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"کک، کیا چالیس جنگی طیارے بھی مل کر ایک پاکیشیائی طیارے کو نہیں گرا سکتے"۔ ڈاکٹر نندلال نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اس طیارے میں علی عمران جیسا شیطان موجود ہے ڈاکٹر اور عمران اس طیارے کو ہماری حدود میں سوچ سمجھ کر ہی لایا ہو گا۔ اس لئے میں کسی صورت میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا"۔ کرنل وجے ملہوترا نے کہا۔

"اوہ، مم مگر میری مشین"۔ ڈاکٹر نندلال نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے کپتان کو جہاز پیچھے ہٹانے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ اس مشین کو بچانے کی ہم ہر ممکن کوشش کریں گے لیکن آپ پلیز اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں۔ بلکہ میرے ساتھ چلیں میں کسی گن شپ ہیلی کاپٹر میں آپ کو خود اپنی نگرانی میں یہاں سے نکالنا چاہتا ہوں"۔ کرنل وجے ملہوترا نے جلدی سے کہا اور پھر وہ سب کام چھوڑ کر بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کی

رفتار بے حد تیز تھی جیسے اگر انہیں وہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو موت کے خوفناک پنجے ان پر جھپٹ پڑیں گے اور انہیں بچنے کا کوئی راستہ بھی نہیں ملے گا۔

اس بار عمران نے اینٹی میزائل فائر کر کے اپنی طرف آنے والے میزائلوں کو نشانہ بنا کر اپنا دفاع کیا تھا اور جہاز کو چرخی کی طرح گھماتا ہوا آگے لے گیا تھا۔ فضا میزائلوں کے خوفناک دھماکوں سے بری طرح سے گونج اٹھی تھی۔ ہر طرف آگ کے الاؤ روشن ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے اچانک اپنے سامنے آنے والے ایک طیارے پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گولیاں اس طیارے کی باڈی پر پڑیں۔ طیارہ چند لمحے دھواں اگلتا ہوا آگے بڑھتا رہا پھر ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ عمران نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا طیارہ دائیں طرف گھماتے ہوئے سیدھا کر لیا اور آگ کے الاؤ کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔

ابھی اس کے پیچھے کئی طیارے تھے جو اس پر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ عمران کم سے کم اسلحہ استعمال کر رہا تھا۔

اس لئے وہ ان طیاروں کے حملوں سے بچنے کے لئے کبھی اپنے طیارے کو غوطہ مار کر نیچے لے جاتا کبھی یکدم اوپر اٹھا دیتا اور کبھی زگ زیگ یا پھر چرخی کی طرح گھماتا ہوا اڑا لے جاتا۔ دشمن طیاروں کی تمام کوششیں بے کار جا رہی تھیں۔ عمران کی جگہ کوئی اور پائلٹ ہوتا تو اس قدر خوفناک میزائلوں اور گولیوں کی بارش میں اپنا طیارہ کب کا ہٹ کروا چکا ہوتا۔ لیکن وہ عمران تھا جو جہاز کو نہایت خوفناک انداز میں چلا رہا تھا اور اس کا طیارہ کسی کھلونے کی طرح فضا میں چکراتا پھر رہا تھا۔

راڈار میں اسے سمندر میں موجود گن شپ بوٹس، گن شپ ہیلی کاپٹر اور ان کے درمیان گھرا ہوا بڑے سائز کا جہاز دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ جلد سے جلد اس تک پہنچنا چاہتا تھا تاکہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ اس جہاز کو اپنے نشانے پر لے لے۔ ایسا نہ ہو کہ جہاز میں موجود سائنسدان اور تھنڈر فلیش مشین لے کر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ جس مقصد کے لئے اس نے دشمن کے علاقے میں جنگی طیارہ لا کر خطرہ مول لیا تھا وہ کسی بھی صورت میں ان سب کو وہاں سے نکل جانے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے جہاز کے ایمرجنسی انجن بھی سٹارٹ کر لئے تھے۔ جیسے ہی ایمرجنسی انجن سٹارٹ ہوئے اس کا طیارہ زناٹے دار آواز نکالتا ہوا انتہائی برق رفتاری سے دشمن طیاروں کے بیچ سے نکلتا چلا گیا۔ جتنی دیر میں دشمن طیارے اپنے ایمرجنسی انجن سٹارٹ کر کے اس کے پیچھے جاتے عمران طیارہ ان

Downloaded from https://paksociety.com

سے دور لے جا چکا تھا اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ اپنے مخصوص ٹارگٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ جیسے ہی وہ اس علاقے میں داخل ہوا جہاں وائٹ روز شپ اور گن شپ موٹر بوٹس اور گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے ان سب نے راکٹوں، میزائلوں اور گولیوں کی اس پر بوچھاڑ کر دی۔ مگر عمران کے طیارے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ وہ آن کی آن میں ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ وائٹ روز شپ کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر کلسٹر بم گرا دیئے تھے۔

کلسٹر بموں کو گرتے دیکھ کر جہاز اور اردگرد موجود بوٹس میں ہلچل سی مچ گئی اور پھر انہوں نے خوفزدہ ہو کر سمندر میں چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ کلسٹر بم جیسے ہی وائٹ روز شپ پر گرے۔ فضا بموں کے خوفناک دھماکوں اور انسانی چیخوں سے تھرا اٹھی۔ عمران آگے جا کر جہاز پھر موڑ کر واپس لایا اور ایک بار پھر میزائل، راکٹ گراتا اور مسلسل فائرنگ کرتا ہوا ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ ساتھ ہی اس نے مزید بم بھی گرا دیئے تھے اس بار کئی میزائل، راکٹ اور کلسٹر بم وائٹ روز پر گرے تھے اور پھر وائٹ روز اور اس کی حفاظت پر مامور کئی بوٹس تنکوں کی طرح فضا میں اڑتے چلے گئے۔ خوفناک دھماکوں نے دشمنوں کے ہوش اڑا دیئے تھے۔ وہ طیارے پر حملہ کرنا بھی بھول گئے تھے اور اپنی جانیں بچانے کے لئے سمندر میں کود رہے تھے۔ وائٹ روز پر مسلسل خوفناک دھماکے ہو رہے تھے اور پھر اس جہاز نے

سمندر میں غرق ہونا شروع کر دیا۔ عمران کی جارحانہ کارروائی نے نہ صرف وائٹ روز شپ کو تباہ کر دیا تھا بلکہ اس کے گرد موجود بیسیوں بوٹس بھی تباہ ہو گئی تھیں اور سمندر کا وہ حصہ آگ کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ سمندری جہاز اور بوٹس کا تیل نکل نکل کر سمندر میں پھیل گیا تھا جس نے فوراً آگ پکڑ لی تھی اور یوں لگ رہا تھا کہ وہ آگ کا سمندر ہو۔ جن لوگوں نے سمندر میں چھلانگیں لگا کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کی تھی وہ بھی اس خوفناک آگ کی زد میں آ گئے تھے۔

اپنا ٹارگٹ ہٹ ہوتے دیکھ کر عمران نے سکون کا سانس لیا۔ اسی لمحے اسے دشمن طیارے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ عمران نے اپنے طیارے کو گھمایا اور ایک لمبا چکر کاٹ کر واپس پاکیشیا کی طرف موڑ لیا۔ دشمن طیارے اس پر میزائل اور راکٹ فائر کرتے رہے مگر عمران کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت تیزی سے جہاز کو وہاں سے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے جس عمدہ کارکردگی اور مہارت سے اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کیا تھا اور دشمنوں کے طیارے مار گرائے تھے وہ اس کی ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی کی جیتی جاگتی مثال تھی۔ ورنہ اس قدر حفاظت اور اس قدر جنگی طیاروں میں گھرے ایک طیارے کی حیثیت ہی کیا تھی۔

کرنل وجے ملہوترا جیسے ہی سائنسدانوں کو لے کر سیڑھیوں کی طرف آیا انہیں جنگی طیارے کا شور سنائی دیا۔ جنگی طیارے کی آواز سن کر نہ صرف کرنل وجے ملہوترا بلکہ سائنسدانوں اور ان کے ہمراہ آنے والے دوسرے افراد کا بھی رنگ زرد پڑ گیا۔ اسی لمحے سینکڑوں گنوں کے چلنے اور توپوں کے گرجنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جہاز کے عرشے پر اچانک خوفناک دھماکے ہونے لگے۔ خوفناک دھماکوں سے جہاز بری طرح سے لرز کر رہ گیا۔

کرنل وجے ملہوترا اور اس کے ساتھ آنے والے افراد الٹ کر گر پڑے تھے پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے جہاز پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ خوفناک دھماکے ہونے لگے اور جہاز تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ظاہر ہے کرنل وجے اور سائنسدانوں کا جو حال ہونا تھا وہ اظہر من الشمس تھا۔ پاکیشیا کو ایک ہی دن میں تباہ وبرباد

کرنے والے خود ہی اپنی ایجاد کے ساتھ موت کی سیاہ تاریکیوں میں گم ہو گئے تھے۔ وہ تھنڈر فلیش سے پورے پاکیشیا اور پاکیشیا کے پندرہ کروڑ انسانوں کو جلا کر راکھ کرنا چاہتے تھے اور قدرت نے ان سب کو بھی ان کی سوچ اور ان کے خیال کے مطابق ہی موت دی تھی۔ خوفناک بموں اور میزائلوں نے نہ صرف ان کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے تھے بلکہ ان کے بچے کھچے جسموں کے حصے بھی آگ میں جل کر سیاہ ہو گئے تھے۔

عمران جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوا اسی وقت کمرے میں سے سلیمان نکلا اور تیزی سے عمران کے قدموں میں گر پڑا۔

"ارے، ارے کیا کر رہے ہو۔ کک کیا میرے جوتے اتارنے کا ارادہ ہے"۔ عمران نے اسے قدموں میں گرتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صاحب، مجھے معاف کر دیں۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔ میں احمق، بے وقوف۔ جاہل اور انتہائی اجڈ انسان ہوں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے پتے پر میں نے خط بھیج کر جتنی بڑی غلطی کی تھی اس کے لئے آپ بے شک اپنے جوتے اتار کر میرے سر پر مارنا شروع کر دیں میں اف تک نہیں کروں گا۔ مگر خدا کے لئے مجھے خود سے دور نہ کریں اور اس فلیٹ سے جانے کا حکم واپس لے لیں ورنہ میں سچ مچ مر جاؤں گا"۔ سلیمان نے بری طرح سے روتے ہوئے کہا۔

"ارے پہلے میری ٹانگیں تو چھوڑ نہیں تو میں گر پڑوں گا"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں، نہیں پہلے مجھے معاف کر دیں پھر میں آپ کی ٹانگیں چھوڑوں گا۔ ورنہ میں اسی طرح آپ کے پیروں میں پڑا رہوں گا"۔ سلیمان نے روتے ہوئے کہا۔

"ارے دھمکی دے رہا ہے۔ اٹھ نہیں تو میں سچ مچ تمہارے سر پر طبلہ بجانا شروع کر دوں گا۔ میرے ہاتھ بے حد سخت ہیں ایسا نہ ہو کہ تم گنجے باورچی بن جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے گنجا کریں، میری مونچھیں مونڈ دیں اور میرا منہ کالا کر کے کسی گدھے پر بٹھا کر چاہے مجھے سارے شہر میں ذلیل و رسوا کروا دیں۔ مگر جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گے میں آپ کے پیروں سے نہیں اٹھوں گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"گڈ، اپنے لئے تم نے واقعی اچھی سزا سوچی ہے۔ تم نے خط لکھ کر جو احمقانہ حرکت کی تھی اس کے لئے تمہیں واقعی ایسی ہی سزا ملنی چاہیئے۔ سارا شہر جب تم پر جوتے اور پتھر برسائے گا تب تمہارا دماغ ٹھکانے پر آئے گا اور آئندہ ایسی حماقت کرنے کا تم خواب میں بھی نہیں سوچو گے"۔ عمران نے کہا اور سلیمان بوکھلا کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کک، کیا آپ واقعی میرے ساتھ ایسا ہی کریں گے"۔ اس نے خوف بھری نظروں سے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، سر منہ مونڈھ کر اور تمہارے جسم پر سیاہی مل کر تمہیں گدھے پر بٹھا کر سارے شہر کے دس چکر لگواؤں گا اور سارے شہر میں اعلان کروا دوں گا کہ سب تمہیں کم از کم ایک جوتا یا ایک پتھر مار کر ثواب ضرور حاصل کریں۔ کیونکہ تمہارے اندر شیطانی روح گھسی ہوئی ہے اور بعض شیطان ایسے ہوتے ہیں جو آسانی سے نہیں بھاگتے۔ ان کو بھگانے کے لئے ان پر جوتے اور پتھر مارنا لازمی ہو جاتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ روتا ہوا مڑا اور باہر جانے لگا۔

"اب دم دبا کر کہاں بھاگ رہے ہو"۔ عمران نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"حجام کے پاس"۔ اس نے روتے ہوئے جواب دیا۔

"حجام کے پاس۔ وہ کیوں"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اپنا سر اور مونچھیں منڈوانے"۔ اس نے کہا اور نہ چاہتے ہوئے بھی عمران کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"اس کے لئے تمہیں کسی حجام کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام تو میں بھی سرانجام دے سکتا ہوں۔ لیکن پہلے یہ تو بتاؤ تم نے اتنی بڑی حماقت کی کیوں تھی"۔ عمران نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"آپ پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں گھسے ہوئے تھے اور آپ نے کتابیں پڑھنے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ نہ کسی کی سنتے تھے۔ نہ فلیٹ سے باہر نکلتے تھے۔ خشک کتابیں پڑھ پڑھ کر اور

چائے پی پی کر آپ کے ذہن کے ساتھ ساتھ آپ کے چہرے پر بھی خشکی کی تہیں چڑھتی جا رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ میں ایسا کون سا طریقہ اختیار کروں جس سے آپ نارمل ہو جائیں۔ فلیٹ کی صفائی کرتے ہوئے مجھے کارانی سیکرٹ سروس کا مہر ثبت شدہ لیٹر پیڈ نظر آیا تو میرے ذہن میں فوراً ایک منصوبہ آ گیا۔

کارانی زبان اور کارانی کوڈ زبان لکھنا پڑھنا اور بولنا میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اس لئے میں خوب سوچ سمجھ کر خط لکھنے بیٹھا گیا۔ اس سے پہلے کہ میں خط انٹیلی جنس بیورو کو پوسٹ کروں میں نے اپنے طور پر پتہ لگا لیا تھا کہ وہاں کوئی کارانی کوڈ زبان جاننے والا شخص موجود نہیں ہے۔ بڑے صاحب کو چونکانے کے لئے میں نے خط کے اوپر انگریزی میں سپر سیکرٹ سروس ایجنٹ عمران کا نام ٹائپ کروا دیا تھا۔ میں جانتا تھا یہ پڑھ کر بڑے صاحب بری طرح سے چونک پڑیں گے اور وہ لامحالہ آپ کو اپنے آفس طلب کریں گے۔ جب خط آپ کے ہاتھ میں آئے گا تو آپ سر تاپتے رہ جائیں گے اور اس سلسلے میں بھاگ دوڑ شروع کر دیں گے۔ مگر فیصل بن حیان نامی کوئی ایجنٹ جب سرے سے ہی نہیں ہو گا تو آپ اصل حقیقت سے بے خبر رہ جائیں گے۔ میں نے خط بڑی ہوشیاری سے لکھائی بگاڑ کر لکھا تھا۔ وہاں تو میں کامیاب ہو گیا مگر پھر بیٹھے بٹھائے نجانے میرے دماغ میں کیا آیا کہ میں نے فیصل بن حیان بن کر آپ کو فون بھی کر دیا اور وہیں پکڑا گیا۔ یہ میری بد قسمتی نہیں تو اور کیا تھی۔ ورنہ اگر میں کامیاب ہو جاتا

تو آپ سے بیس پچیس لاکھ حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی جاتا"۔ سلیمان نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے عمران کو بتایا۔

"اچھا تو تیرا ارادہ مجھے بلیک میل کرنے کا تھا"۔ عمران نے اسے گھورا۔

"آپ کو تو میں نے صرف بلیک میل کرنا تھا لیکن اب تو مجھے ڈارک بلیک ہونا پڑے گا"۔ اس نے کہا اور عمران ہنسنے لگا۔

ٹارگٹ ہٹ کر کے عمران جنگی طیارے سمیت بخیر و حفاظت پاکیشیا پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جنگی طیارہ اس نے کمانڈر امجد فاروق کے بحری بیڑے پر ہی اتارا تھا۔

کمانڈر امجد فاروق نے عمران کی کارکردگی سپر راڈار اور سپر ٹیلی سکوپ میں دیکھ لی تھی جس کی وجہ سے وہ عمران کو یوں دیکھنے لگا تھا جیسے عمران دنیا کا نواں عجوبہ ہو۔ عمران کو اس نے بے حد داد اور مبارکباد دی تھی۔ عمران نے وہیں سے سر سلطان کو کال کی۔ انہیں جب عمران نے کامیابی کی اطلاع دی تو وہ دیوانہ وار وہاں سے دوڑے چلے آئے۔ ان کے ہمراہ بلیک زیرو بھی چلا آیا تھا۔

انہوں نے جب کمانڈر امجد فاروق سے عمران کی خوفناک کاروائی کی تفصیلات سنیں تو دنگ رہ گئے اور پھر عمران سے وہ یوں لپٹ پڑے جیسے وہ اس سے صدیوں سے بچھڑے ہوئے تھے۔ عمران نے دشمن ملک میں اکیلے جنگی طیارہ لے جا کر دشمنوں کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا اس پر وہ عمران پر جتنا بھی فخر کرتے کم تھا۔ عمران ان

کے ہمراہ دارالحکومت آیا اور پھر آرام کرنے کے لئے اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ جہاں آتے ہی سلیمان اس کے قدموں سے لپٹ گیا تھا۔

ختم شد